

# مقامات امام زین العابدین علیہ السلام

جس میں حالات و مقامات حضرت سلطان اُمت مصطفویہ  
برہانِ حجت نبویہ واقعہ از منشا بہات قرآنی - ماہر روز  
مقطعاتِ فرقانی - مجلہ از حضرت شیخ احمد فاروقی

سرمدی این ہے

مؤلفہ مولانا محمد حسن صاحبِ حجت علی مظہری لہوی ساکن کیرتو  
ضلع بجنور مرید حضرت محمد علی علیہ السلام آثار و آفتابِ سعادت  
ماہنامہ حقیقت و واقعہ علوم غیبی ربلی حضرت مولانا غلام نبی صاحب

احمدی اہل مدظلہ العالی

Checkered

بعد تریم و تطبیق

مطبع چیون پرکاش دہلی میں چھپکر مقبول

خاص و عام ہوی

۱۳

۱۳

قیمت فی جلد دار - محصول ڈاک

علاوہ کتب مذکورہ ذیل کے چار قسم کی کتب کتب خانہ کے ہوائی پڑھاؤ کے واسطے لال فاضلہ دینی دیرہ لاکھ قیمت نقد پر خریدی گئی ہیں۔

سیرۃ محمدیہ - یعنی سوانح عمری آنحضرت معلوم  
 الفاروق - یعنی سوانح عمری حضرت عمر  
 مشارق الاقوار - جس کی ترتیب سلسلہ اسلام  
 دی گئی ہے اور نہایت صحت کے ساتھ طبع کی گئی  
 ہے اور قابل دیدن شائقین ہے۔

سوانح شیطان - مصنفہ آہوائی پرنٹا دیوار گودلی شیطان  
 حبیب اللہ مانی کلین داخل ہونا حضرت جبریل سے انصاف  
 ترقی کرنا یہ مقصود ہونا بہشت سے نکلنا ہجرت  
 میں پہنچنا حضرت آدم علیہ السلام کو نکالنا مخلوق خدا کو  
 بہکانا وغیرہ وغیرہ۔

عمرو عیار معروف یہ فسانہ حیرت جلال  
 یہ فسانہ دلچسپ اور لطیف واقعات کا انبار ہے جسے  
 دیکھنے سے یہ ثابت ہوگا کہ ناول یا فسانہ کا یہ ڈھنگ  
 ہوتا ہے بلکہ فسانہ نویسوں کے واسطے یہ ایک نمونہ  
 الف لیلہ شہر زاد معروف یہ شہستان حیرت  
 یہ اس الف لیلہ عربی کا بابا محاورہ ترجمہ جو خاص مفید  
 مارون رشید کے عہد میں تیار کی گئی تھی سترو قصہ  
 بمقابلہ دیگر افسانوں کے جو مختلف مطالبوں  
 میں آج تک مائع ہو چکے ہیں زیادہ ہیں۔ وہ بطور تفریح لکھے  
 گئے ہیں۔ کہ ناظرین کو طبع و طبعہ معلوم ہوں۔

الف لیلہ دنیا زاد معروف یہ مشاہیر لغت اور  
 اسکے بچے چار جلد ہیں اور عربی زبان سے اردو میں ناول لکھے  
 کے طرز پر ترجمہ ہیں یہ وہ الف لیلہ ہے جو کسی کو دریافت ہی  
 نہیں ہوئی۔ قصہ سب اور یہ مذاق ہیں۔

سیرت زالیع اور دو جلد اس کے مضامین اور کہانیت  
 بیان کر چکی ضرورت نہیں ہے ہم وعدہ کرتے کہ اس کتاب کو  
 لاحقہ فرمائے اگر انکا شوق اس کے مطالعہ سے آگے پیٹ  
 میں نہیں کہ عہد قبل مذکورے نو بلا عذر واپس لے لیں گے  
 تاریخ کے عین دن کے مذکور ہونی چاہئے ضرورت وقت

سب صاحب فرمائش کے ذمہ ہوگا۔  
 قصہ شگ - یہ پانچواں امر علی شگ اور اس کا  
 ہے جس سے فریب۔ مکاری و دھوکہ۔ وغیرہ  
 عیان ہوتا ہے اول حصہ دوم حصہ سوم ہم ہارم  
 حصہ زیر طبع ہے۔

قصہ تاج کامیاب یہ ایک عجیب دلچسپ اور نصیب  
 ہو چکا ہے سیرت میلہ کی کیفیت کا پورا پورا  
 مجموعہ قانون پولیس - مصنفہ سٹوڈنٹ  
 صاحب دہراور سپرنٹنڈنٹ پولیس امرتسر  
 کے واسطے پوری ہدایت ہے کامیابی استقامت کا  
 کئی ہے درحقیقت صاحب موصوف سے کیا کام  
 بند کیا ہے کوئی معاملہ متعلق قانون پولیس  
 جو اس مجموعہ میں موجود نہ ہو۔

مشکل کشا - جس کی دردناک نظم کی کہانیں صرف کرتا  
 ہے اس میں قوم کی رومی حالت کا ایسا نظریہ  
 قوم تنگ عالم ہو رہی ہے مگر ہے کہ شکرت و شکر  
 مشکل آسان ہو چکی تو اعجاز میں بہت ہے مگر شکر  
 قیمت مع حصول چار آنہ۔

الاضاف - مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلی کا  
 اردو زبان میں ترجمہ عربی زبان سے کیا ہے سنت  
 ہے بہت ہی روشن دلیلوں کے مقدموں میں  
 فیہ باتوں کا فیصلہ ہے کہ جس کے سبب وہ مذکور ہیں  
 قیمت مع حصول چار آنہ۔

شرح ایکٹ ۱۸۸۴ء قانون حصول  
 بابو جناب سکرگین رئیس دہلی مع فیصلہ  
 مدرسہ الہ آباد چھٹا کوٹ پنجاب قیمت  
 خلاصہ اصول مجرم شاہ سترہ  
 فقیر کے جو وقت تعلیم لاکھ لاکھ  
 بابو طمان چرن صاحب وطنی مکن صاحب

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین والصلوة والسلام  
 علی سید المرسلین خاتمة النبیین شفیع المذنبین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اللهم سیر فی القوم  
 اما بعد۔ کترین محمد حسن ساکن کوٹلہ متصل کیرت پور ضلع بجنور عرض کرتا ہے کہ ابتدائے یہ پہچان  
 آوارہ دنیا سے و فی کی تلاش میں سرگردان و پریشان پر کرتا تھا اگر دن کو کسی قسم کا خیال آتا تھا تو  
 اس مضمون کا اور اگر رات کو خواب آتا تھا تو اس بلعونہ کا غصہ جو میر و مبتلا میر و جو چیز و مبتلا میر کا  
 مصداق تھا کہ بیکایک کشش آب و دانہ ملک پنجاب جانی کا اتفاق ہوا اور صرف بتائیں یہی  
 کہ جس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا طریقہ مجددی میں جناب محلی القاب قبلۃ الاولیا و کعبۃ الاصفیا قوم  
 زمان غوث دوران محبوب ب العالمین خلیفہ سید المرسلین فیض رسان ہر شیخ و صبی حضرت  
 مولانا حافظ غلام نبی صاحب احمدی الہی سے داخل طریق ہوا شعر زبان پر بار خدایا یہ  
 کس کا نام آیا کہ میری الفتق نے بوسہ میری زبان کے لئے بہ واجب آمد چونکہ بردم نام اوہ  
 شیخ گردن رمزی از انعام اوہ حضرت کے من و عن حالات انشاء اللہ تعالیٰ اگر توفیق رفیق  
 ہوئی تو علیحدہ لکھو گا مگر اس جگہ محل حاوی مفصل خبر کا حوالہ کاغذ کرتا ہوں و هو خدا  
 حضرت کا دولتانہ مقام اللہ شریف ضلع جہلم واقع ملک پنجاب میں ہے سن شریف اس وقت اللہ  
 اللہ ساہو سے متجاوز ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ سب مسلمانوں پر سلامت و بارگاہ امت رکھے آمین یا  
 رب العالمین علم ظاہری میں حضرت نے خیالی تک اپنے والد بزرگوار سے پڑا بعد ازاں شہاد

تشریف لیا کرتین برس میں تکمیل معقول و منقول کا حقہ فرمائی، تحصیل علم سے فارغ ہو کر وطن مراجعت فرمائی اور زینت بخش مسند درس و تدریس ہوئے کہ یکایک جذب الہی شامل حال ہوا اور بے اختیار کسی بزرگ سے بیعت ہو نہکا شوق پیدا ہوا اور اوسے شوق میں سفر اختیار فرمایا دو ہی دن گزری تھے کہ شاہ پور میں شہر صحت حضرت جامع النورین محمد الجہون مخزن علوم رحمانی مظہر فوہن رضوانی امام المتقین حضرت مولانا غلام محی الدین تصوری خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب ہجو علیہ الرحمۃ مشرف ہوئے جناب مولینا نے حضرت کو ایک ماہ اپنے پاس رکھ کر تاولایت کمرلی توجہ فرمائی اور خلوت میں طلب کر کے فرمایا کہ آج حضرت شاہ صاحب دہلوی ملے تھے اوسے عرض کی تھی کہ فلان شخص کو راہینے حضرت صاحب کا تاولایت کمرلی توجہ کی ہے جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ کلاہ اجارت دینی چاہئے چنانچہ یہ کہہ کر حضرت کو کلاہ عطا فرمائی اور طوبی توجہ دہی تعلیم کے رخصت فرمایا حضرت نے دو تختہ پرتشریف لاکر جو بعض بعض کو توجہ فرمائی تو نہایت اثر ظاہر ہوا اوسکی کچھ مدت بعد پھر حضرت مولانا کی خدمت میں تشریف لگئے اس مرتبہ جناب مولینا نے تاہم کمالات نبوت توجہ فرمائی حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ مجھ کو اس مقام میں قرآن شریف کا ایسا شوق اور لذت پیدا ہو گئی کہ چہ مہینہ میں حفظ کر کے رمضان مبارک میں محراب سنا دی اسکے بعد پھر حضرت اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں اون کے مکان پر بمقام قصور تشریف لگئے اور وہاں چہ مہینہ تک رہنے کا اتفاق ہوا اس دفعہ جناب مولینا نے حضرت کو باقی جملہ مقامات مجدیہ کمالات ثلاثہ و حقایق امکانی جو جوبی طے کرا کے دستار خلافت مطلقہ عطا فرمائی اور بشارت حصول نسبت خاصہ محمدیہ و ولایت محمدی علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام و بعض دیگر بشارات کہ جنکی تصریح مصلحت نہیں معلوم ہوتی پیشگاہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دلو اگر رخصت کیا دو تختہ پرتشریف لاکر حضرت مصروف خلق اللہ ہوئے اور مدنا کو ضلالت سے راہ مستقیم پر لا چند مدت میں پیر شوق دیدار پیر بزرگوار ہوا اور حضرت قصور شریف میں حاضر حضور مجھے حضرت مولانا کمال عنایت پیش آئے اور اکثر طالبین کو تو یہ کیواسطی حضرت کی سپرد کیا کہ ایک جناب مولینا نے اس جہان فانی سے تبارخ ۲۲ ذیقعدہ ۱۱۸۲ ہجری بوقت دوپہر انتقال کیا یا اللہ وانا الیہ راجعون جناب مولینا کے انتقال کے بعد عبد الطحی کو جب حضرت عید گاہ میں

مولانا قزین شاہ سہروردی



نماز کو تشریف لیگے تو دیکھنے والے کہتے تھے کہ حضرت کی بعینہ جناب مولانا کی شکل ہو گئی ہے اذان بعد حضرت دو آنخانہ پڑھ کر پیرائے اور رونق بخش مسند ارشاد ہوئے ہزار نما کو نسبت مجددیہ سے سیراب و مالا مال کر دیا بعد و خل طریق ہو نیکیہ راقم سیہ کار کا بہ برکت صحبت جناب حضرت صاحب قبلہ نوکری و غیرہ کی طرف سے دل سر ہو گیا اور چند مدت ملازمت کی یہاں خاصیت میں حاضر رہنے کا اتفاق ہوا کتب خانہ عالیہ میں چند کتب مثل زبدۃ المقامات و حضرت اقدس مرقۃ القیوم و رسالہ معشوقیہ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے حالات میں مطالعہ سے گزریں اول کو دیکھ کر بے اختیار دل میں آرزو ہوئی کہ کوئی کتاب اردو میں حضرت کے حالات کی تحریر کر کے لہذا یہ چند اوراق بعبارت نامرلو و سیاہ کئے ہیں

شعر

چشم دارم کہ وہ ہے اشک مرا حسن قبول ہے ایک در ساختہ قطرہ بارانے را

مقام اول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے ذکر پیدائش و تحصیل علم ظاہری و اپنے والد بزرگوار سے نسبتہائے چشتیہ و قادریہ حاصل کر نیکیے بیان میں

ولادت باسعادت اوس تاج الاولیا سلطان الاصفیاء غوث الحقین قطب المذقیین طوف اسرار تشبہات قرانی ماہر رموز مقطعات قرقانی محبوب الصمدانی قیوم ربانی مجدد الف ثانی تباریخ لم اشوال روز جمہ یوقت نصف شب سن نو سو ایک ہجری میں بمقام سرہند ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد چشتی قدوسی بموجہ ہام و لشارات حضرت رسالت ابوالبرکات کینت و لقب شریف بدرالدین اور اسم مبارک شیخ احمد رکھا آپ کا نسب نسب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے روضۃ القیومہ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت کے قبل آپ کے والد نے مرقہ میں دیکھا تھا کہ تمام جہان پر ظلمت ہو گیا ہے اور خاک اور بند را در ریچہ جہان میں ہو گون کو ہلاک کرنے ہیں کہ اسی اثنا میں آپ کے والد کے سینہ سے ایک نور نکلا ہی کہ اوس سے تمام عالم نورانی ہوا ہی اور ایک کبلی اوس نور میں سے نکلی ہے کہ اوس سے تمام خاک خرمین جلا و سیئے اور اوس نور میں سے

لے نزدیک درویش

ایک تخت ظاہر ہوا ہی کہ اوپر ایک شخص فزائی تکیہ لگاے بیٹھا ہی اور ہزاروں آدمی نورانی بکری فرشتوں  
 آسمانی اُسکے سامنے باد تمام کھڑی ہیں اور ساری جہان کے ظالم و زندق و ملحد و کفر و کفر و کفر  
 سامنے لاکر مثل بکریوں کے ذبح کرتی ہیں اور کوئی شخص باور بلند کہتا ہی قل جاد الحق و نہی الباطل  
 الباطل کان مرہوتا حضرت والدی صبح اوٹھ کر اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کشمیری ہی کہ فرزند شاہ  
 تھے دریافت کی حضرت شاہ نے بعد توجہ باطنی فرمایا کہ تمہاری فرزند پیدا ہوگا جس سے تمام ظلمت  
 و بدعت دور ہو اور سنت محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام قائم ہو۔ فو قہ کما قال۔ حضرت مثل  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ و اٰلہ وسلم متون پیدا ہوئے اور لڑکپن میں ہرگز برہنہ نہ تھے بلکہ کراٹھا ہوتا  
 توجہ ہی سے اپنی تین ٹکے لیتے تھے اور بچوں کی طرح آپ کو وہ نجاسات نہرتی تھے اور ہر دم فرحان و  
 فرخندان رہتی تھے اگر دودھ کے پیالے میں تساہل ہو جاتا تھا تو دودھ کو بوطی آپ کی ہر تہی  
 غصہ جلا تا و علامات ہونا ہونے کی ظاہر تین نقل سے کہ ایام رضا عتہ میں ایک دفعہ آپ ایسے بیمار ہو گئے  
 کہ کسی کو توقع حیات نہ ہی اتفاقاً حضرت شاہ کمال کشمیری کا وہاں گذر ہوا حضرت والد کو دم کراہنے  
 واسطی حضرت شاہ صاحب کے پاس لگئے حضرت شاہ ولایت پناہ فی آپ کو گو دین لیکر اپنی زبان آپ کے دہن  
 مبارک میں دی اور حضرت خاوند کو دیر تک چوستے رہے آخر کار حضرت شاہ فی سبکی تسلی کی کہ کھیر و ہنہ  
 اکرم ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کو اوتک بہت کام ہیں اور حضرت شاہ صفائی حضرت کو اپنی فرزند ہی میں قبول  
 کیا چنانچہ انہی وقت صحت کلی حاصل ہوئی ہر چند کہ یہ معاملہ ایام رضا عتہ کا تھا لیکن حضرت کو بخوبی  
 یاد تھا جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو آپ کے والد بزرگوار نے مکتبہ میں داخل کیا چنانچہ وہاں اپنے چند  
 ملت میں قرآن شریف حفظ کر لیا اُسکے بعد اپنے کچھ اپنے والد بزرگوار سے کہ عالم متبرک ٹھہرے  
 اور یہ سیالکوٹ تشریف لیا کہ مولانا کمال کشمیری ہی کہ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے بعض کتب  
 معقولہ کمال تحقیق و تدقیق پڑھیں اور بعض کتب احادیث کی شیخ یعقوب کشمیری کہ خلفا و کبرویہ  
 تھے اور حرمین شریفین میں بڑے بڑے محدثین سے تصحیح حدیث کی تھی سند لی بلکہ خد طریقہ  
 کبرویہ ہی انہیں سے کیا علاوہ انہیں بعد جلاوس سدا رشاد سند تفسیر قاضی بیضاوی و صحیح امام  
 بخاری و مشکوٰۃ و تہذیب و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی و قصیدہ بردہ شیخ سعید بوجری  
 و غیر نا و حدیث سلسلہ الراحمون یرحمہم الرحمن الرحوم من فی الارض یرحمہم من فی السماء

اپنے مرید و مخلص خاص قاضی بہلول بدشتانی رحمۃ اللہ علیہ سے لی ہے بعد تحصیل علوم ظاہری  
 کہ اس وقت حضرت کی عمر سترہ برس کی ہوگی مستدارا سے درس و تدریس ہوئے اور نہایت سعی  
 و کوشش سے پڑھایا کرتے اگر کوئی جگہ مغلق و دقیق نظر سے گذرتی تو اس پر حاشیہ تحریر فرمادیتی  
 اسی اثنا میں آپ اکبر زاد عرف اگرہ کہ اوس زمانہ میں دار الخلافہ تھا اور بایں وجہ وہاں بڑے بڑے عالم  
 رہتے تھے تشریف لیکئے وہاں آپ کے علم کا نہایت چرچا ہوا چنانچہ اکثر لوگ مشتاق ہو کر حضرت  
 کی ملاقات کوئے فیضی و ابوالفضل ہی شہرت منکر نہایت شوق مند ہوئے اور چاہا کہ حضرت اول کے  
 مکان پر تشریف لے جائیں لیکن یہ امر اپنے منظور نہ رہا آخر کار وہ خود حاضر ہوئے اور نہایت خلاص  
 و خصوصیت سے پیش آئے اور بتقریب دعوت حضرت کو اپنے مکان پر لیکئے اور کمال مہمان  
 نوازی سے تین روز تک اپنے مکان پر رکھا اوس کے بعد اکثر آپس میں ملاقات ہوتی تھی اور حضرت  
 ہی گاہ گاہ اُن کے مکان پر قدم رنجہ فرماتے نقل ہے کہ ایک بار آپ ابوالفضل کے مکان پر  
 تشریف لیکئے اس وقت وہ تفسیر بے نقطہ لکھا تھا ایک مقام میں اگر ایسا پسنگیا تھا کہ کھانا دشوار  
 ہو گیا تھا کہ ناگاہ حضرت تشریف لیکئے آپ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اس وقت آپ خوب  
 آئے ایک ایسی جگہ تفسیر میں آئے کہ اوس کو بے نقطہ عبارت میں بیان کرنا متعسر ہے ہر چند غور  
 و فکر کیا لیکن خیال میں نہیں آتا باوجودیکہ حضرت کو بے نقطہ عبارت کے کہنے کی مشق نہ تھی لیکن  
 اس وقت فی البدیہہ ایسا قلم برداشتہ اوس مقام کو لکھا کہ فیضی و ابوالفضل حیران رہ گئے نقل ہے  
 کہ ایک روز ابوالفضل فلاسفہ اور فلسفہ کی ایسی تعریف کرنی شروع کی جس سے علماء اسلام کو بین  
 پائی جاتی تھی حضرت نے جوش اسلام میں اگر فرمایا کہ امام عزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن علوم  
 کا فلاسفہ پتے تین واضح بتلاتے ہیں وہ دراصل علوم انبیاء سے مسروقہ ہیں اور جو علوم انہوں نے  
 مثل ریاضی وغیرہ ایجاد کئے ہیں وہ دین میں مفید نہیں اس بات سے ابوالفضل سخت متغیر ہوا اور  
 کہے لگا کہ عزالی نے نامعقول کہا ہے حضرت اس بات سے بہت خفا ہوئے اور اوٹھ کر کھڑے ہوئے  
 اور غضب فرمایا کہ اگر اہل علم کا شوق ہے تو یہ باتیں منہ سے مت لگالاکر اور اوس وقت وہاں سے جہت  
 فرمائی پر چند روز تشریف نہ لیکئے جب دو تین دن کے بعد اوس نے کمال معذرت کی تپ پہنچا شروع  
 کیا۔ نقل ہے کہ عید فطر کے دن حضرت ابوالفضل کے مکان پر تشریف لیکئے اوس سال میلاد چاند

اوتھیں کا ہوا تھا لیکن باعث کدورت آسمان سوا سلطان کے اور کسی نے نہیں دیکھا تھا مگر سلطان کی رویت پر سب عید کر لی تھی اللہ حضرت نے عید نہیں کی تھی بلکہ افضل نے ایک دو ٹکڑے کہا کہ چہرہ بک پر آنا صوم پائے جاتے ہیں کیا روزہ ہے حضرت نے جواب دیا کہ تان میرا تو روزہ ہے بلکہ افضل نے کہا کہ تمام جہان میں عید اور پکار روزہ اس کا کیا سبب حضرت نے فرمایا کہ عادت اس قدر تہی کہ سوا بادشاہ کے اور کسی کو چاند دکھائی نہ دے اس معاملہ میں دو تین آدمیوں کی گواہی کا ہی اعتبار نہیں جب تک جم غفیر کرشمات ندین اور مزہد گواہی سلطان تو بالکل ناقابل اعتبار ہے کہ دیں سے منحرف بھی افضل نے کہا کہ یہ یقین جانے دو اور روزہ افطار کرو یہ کہہ پانی منگوایا اور چونکہ دعویٰ خلاص تھا خود کھڑے لیکر حضرت کے دربار مبارک سے لگا دیا حضرت نے کٹورہ پر ایسا ماتہ مارا کہ تمام پانی اوسکے کپڑوں پر گر پڑا یہ بات غالباً اوسکو ناگوار گذری مگر کچھ اظہار کیا کہ اتنے میں ایک جمع کثیر لے کر رویت ہلال کی شہادت دی یہ سنکر آپ اوشہ کھڑے ہوئے اور خود پانی لیکر روزہ افطار کیا اور یہی آپ گاہ کا تشریف اونکے مکان پر پہنچایا کرتے مگر آخر کار حضرت اُنکی بے دینی سے آزر ہو گئے اور جانا چھوڑ دیا بلکہ ترک سلام علیک کر دی کچھ مدت کے بعد حضرت کی والدہ ماجدہ ابناؤ تشریف لے گئے اور اپنی ہمراہ لے آئی رہستہ میں جب تہانسیہ پر پہنچی وہاں کے رئیس اعظم شیخ سلطان نے کہ مقربان شاہی سے تہا خواب میں کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی لڑکی کی شادی شیخ احمد سے کر دی اور خواب میں حضرت کی شکل ہی دکھائی صبح اوشہ کھڑے ہوئے اوس شکل و شمائل کا آدمی جسکے رات کو خواب میں جناب سولہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا تھا تلاش کرنا شروع کیا حسن اتفاق سے حضرت ہی اوس جگہ موجود نہی پہچان کر رات کا خواب حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں ہے حضرت والد سے کہو چنانچہ شیخ نے حضرت مخدوم سے عرض کی انہوں نے کمال فرحت قبول فرمایا اور انہیں دونوں میں اچھا خطبہ نکاح شیخ سلطان تہانسیہ کی لڑکی سے پڑایا گیا بعد نکاح حضرت کو نہایت ثروت ہوئی اور یہ نبوی کی مطابق ہوا کہ بعد از زوج حضرت خدیجۃ الکبریٰ جناب سولہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال ثروت ہوئی تھی بعد فراغت سفر اکبر آباد و مناکت حضرت اپنے والد بزرگوار کی صحبت کے ملزم ہوئے اور نسبت خاندان چشتیہ و قادریہ حلال کی حضرت مخدوم نے وقت وصال اچھوڑ کر خرقہ خلافت چشتیہ جو کہ اُنکو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے و قادریہ شاہ کمال کتبلی رحمہ سے ملا تھا عطا فرما کر قائم مقام و جانشین

لے خدمت حضرت سید  
البرکات والکرمات

اپنا مقرر کیا چنانچہ خود حضرت اپنے رسالہ مبدل العادین تحریر فرماتی ہیں کہ ابن فقیر را مالہ نسبت فرویت از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود و پدر بزرگوار اور از عزیزے کہ جذب قوی دہندہ و بخوارق مشہور بودند بہرست آمدہ اسجگہ صاحب جذب قوی سے شیخ کمال کتبہلی مراد ہیں اور پیر اوسے جگہ لکھا ہے کہ ابن فویش توفیقی عبادات نافلہ خصوصاً ادا سے صلوٰۃ نافلہ مدوے از پدر و سے بہر بزرگوار ابن سعادت از شیخ خود کہ در سلسلہ چشتیہ بودند حاصل شدہ بود شیخ خود سی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ سے انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ حضرت ایسی سخت علیل ہوئے کہ زندگی کی امید نہ رہی اور جب کسی عاود و شفا نظر نہ آئی تو حضرت کے گھر میں با وضو ہو کر آپکی صحت کیواسطے دعا کرنے لگیں اتنے میں آواز آئی کہ تم کسی طرح کا فکر نہ کرو اگر کو صحت ہوگی اور ابھی اللہ تعالیٰ کو اونسے بہت کام لینے ہیں چنانچہ بفضلہ تعالیٰ جلدی تندرستی ہو گئی۔ حضرت کو شوق زیارت بیت اللہ وروضہ مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا لیکن بوجہ رعایت خدمت والد بزرگوار تامل رہتا تھا جب ایک ہزار سات ہجری میں آپ کے والد ماجد کا اس جہان سے انتقال ہو گیا تو حضرت نہایت مشتاق زیارت حرمین شریفین ہو کر مکان ہی کتبۃ اللہ تشریف لے چلے

**مقام دوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خواجہ باقی یا اللہ علیہ الرحمۃ سے نسبت نقشبندیہ حال کرنے میں**

کتبۃ اللہ کو جاتے ہوئے جب حضرت دہلی میں پہنچے تو مولانا حسن کشمیری سے کہ دوستان قدیم سے تھے ملاقات کی انہوں نے حضرت خواجہ باقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و آثار بیان کیے چونکہ حضرت کو نسبت غلیظہ نقشبندیہ کے حال کرینکا کمال شوق تھا بے اختیار ہو کر وہی خدمت میں حاضر ہوئی حضرت خواجہ کمال شفقت و عنایت پیش آئے اور استفسار غزم کیا حضرت نے ارادہ سے آگاہ کیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اگر ایک مہینہ یا ایک ہفتہ اسجگہ قیام کرو تو کیا مضائقہ ہے حضرت نے قبول فرمایا اور ٹھہر گئے ابھی تین چار روز نہ گزرے ہوئے کہ حضرت کے دل میں دخل طریق ہونیکا شوق پیدا ہو گیا بلکہ غالب ہوا اور اس امر کا اظہار حضرت خواجہ سے کہا ہر چند کہ حضرت خواجہ نہایت دیر آشنا تھے اور بلا استخارہ ولایت و عمل تلقین طریقہ نہ فرمایا کرتے مگر حضرت کو بلا تامل تک خلوت میں طلب کر کے توجہ فرمائی گئے چنانچہ اوسیوقت حضرت کا دل ذکر ہو گیا اور آرام و جمہیت و التذلل بخیر پیدا ہو گیا اور اوسکے بعد ہر دن دولی اور رات بچکنی ترقی شروع ہو گئی اویسی عروج عالیہ اور دستار کشی کا

حضرت کے ابتدائی حالات

باہر چنانچہ تحریریں طالبوں کی واسطے ایک جگہ انہیں ایام کے حالات اس طرح تحریر فرمائے ہیں این درویش را چون ہوس این راہ پیدا شد عنایت خداوندی جل شانہ نادی کا راو گشت بہ خدمت ولایت پناہ حقیقت آگاہ نادی طریق اندراج التہایت فی البدایت والی السبیل الموصول اے دہقا الولایت مؤید الدین الرضی شیخنا واما منّا محمد الباقی قدس اللہ تعالیٰ سرکہ کیے از خلفاء کبار خاواوہ حضرت اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ سرسہم بودہ اندر رسایند وایشان این درویش را ذکر اسم ذات جل سلطانہ تعلیم فرمودند و بطریق معہود توہمہ نمودند تا التذات تمام درین پیدا شد و کمال شوق گریہ دست واد بعد ازیک روز کیفیت بخودی کہ نزد این اکابر مقبرہ است و مسمی بہت بغیبتہ رود نمود و دران بخودی یک دریاے محیط دیدم و صور و اشکال عالم را در رنگ سایہ دران بیامی یافتم و این بخودی رفتہ رفتہ استیلا پیدا کرد و ولجہ متداو کشید گاہے بایک پہر روز یکشید و گاہے تا دو پہر و در بعضے اوقات استیغاب شب نیمہ و چون این قصہ را بحضرت ابیستان رسانیدم فرمودند بخوے از قضا حاصل شدہ است و از ذکر گفتن منع فرمودند و بنگاہداشت آن اکاہی امر نمودند بعد از دو روز ملاقاتے مصطلح حاصل شد بعرض رسانیدم فرمودند بکار خود مشغول باش بعد از ان قضا و قضا حاصل شد چون بعرض رسانیدم فرمودند تمام عالم را یکے سے پہنی و نقل واحد سے یابی عرض کردم کہ بے فرمودند کہ معبر کہ در قضا و قضا آنست کہ با دو دیدن اتصال بے غوری حاصل شد و دعا کشید تا بانجامت مل شد بدین رسانیدم و حالیکہ بعد از قضا حاصل شد نیز بعرض رسانیدم و گفتم کہ من علم خود را نسبت بحق بنجانہ حضور سی وایم و اوصافیکہ من منسوب بودہ بحق بخاندہ منسوب سے یا جم بعد از ان نوریکہ کہ محیط ہمہ اشیاء ہست ظاہر گشت و من از حق و انستم جل و علا آن نوزنگ سیاہ داشت بعرض رسانیدم فرمودند کہ حق شنو ہست جل سلطانہ اما در پردہ نور و قیر فرمودہ اند کہ این نسیاط کہ دران نور سے نماید و در علم بہت بواسطہ تعلق ذات جل شانہ باشیاء معدودہ کہ در بالا و پست واقع شدہ اند بنسبت میںماید نفی نسیاط باید کرد بعد از ان سیاہ بنسبت رو باقباض آوردہ تنگ شدن گرفت تا آنکہ نقطہ کشید فرمودند کہ ان لفظ را ہم نفی باید کرد و ہجرت آمد پہچان کردم ان لفظ موعوم از میان راہل شد و ہجرت انجامید کہ دران وطن مشہور و حق سبحانہ خود بخود دست چون بعرض رسانیدم فرمودند کہ میں حضور حضور نقشبندیہ ہست و نسبت نقشبندیہ عبارت ازین حضور ہست و این حضور را حضور بنی غیبت نیز مگویند و اندراج

مقام و حدت وجود



بہایت و برہانیت و بین مطلق صورت می بند و وصول این نسبت مطالب را درین طریق درنگ اخذ  
کردن طالب است در سلاسل و دیگر اذکار و اوراد و زیر تابلان عمل نماید و پس بمقصود بدروع قیاس کین برین  
من بہار ملا و این در ویش را این نسبت عزیز الوجود بعد از دوام و چند روز از ابتداء زمان تعلیم  
ذکر حاصل شدہ بود۔ الغرض کہ جو حالات آوردن کو ساہما سال میں پیش آتے ہیں حضرت کو آفاقا  
میں پس محبوبی و مراضی حاصل ہوئی بارہا حضرت کی نسبت حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ محبوب و  
مراوین۔ نقل ہے۔ کہ او نہین دنوں میں حضرت خواجہ نے کسی اپنے دوست کو خط لکھا ہے  
اوسن حضرت کا اس طرح ذکر لکھا ہے کہ شیخ احمد نام مروی است از سر بند کثیر العلم و قوی العمل روزے  
چند فقیر باو نشست خاست کرد عجب سیرا ز روزگار اوقات و مشاہدہ نمود بان ماند کہ چراغی شود  
کہ عالم ناز روشن گردد الحمد للہ تعالیٰ احوال کاملہ اور ایقین پرستہ اور حضرت ہی فرمایا کرتی تھے کہ جبر  
سی حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اوسے روز سے لقین کامل ہو گیا تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ  
اپنے فضل و کرم سے مجھ کو تا بہایت اس راہ کے پہونچا بیگا اور یہ شعر اکثر و زبان تھا شعر ازلان  
نورے کہ از نور دلم تافت۔ بلقین داعم کہ اخر خواہمت یافت۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے حضرت  
کی علو ہمت و دیکھ کر ایک روز خلوت میں طلب کیا اور اپنے وقایع جو کہ قبل ازین حضرت کے بارہ میں  
دیکھی تھی بیان فرماتے شروع کئے چنانچہ فرمایا کہ جب حضرت خواجہ انگلی نے مجھ کو واسطے رواج طریقہ  
کے ہندوستان کی جانب آیکا حکم فرمایا تو میں نے اپنی تین اس کام کے لائق نہ سمجھ کر غدر کیا خواجہ  
انگلی نے استخارہ کیا واسطے فرمایا چنانچہ میں نے استخارہ کیا کیا دیکھتا ہوں گویا ایک طوطی سبز شاخ پیٹی ہے  
میں نے اپنے ولیدین کہا کہ اگر یہ طوطی میرے ماتھے پر گر بیٹھ جائے تو مجھ کو اس سفر میں کٹایش ہوگی مجھ کو اس  
خطرہ کے وہ طوطی اڑ کر میرے ماتھے پر بیٹھی میں نے اپنا لعاب دہن اوسکی چونچ میں ڈالا اور اوسنے میرے  
منہ میں ٹکڑ والی صبح کو میں نے یہ واقعہ حضرت خواجہ انگلی سے بیان کیا حضرت خو جی نے فرمایا کہ طوطی  
ہندوستانی جانور وں میں سے ہے وں تم سے کوئی شخص ظاہر ہوگا کہ اوس سے تمام جہان منور ہوگا اور تم کو  
بہی اوس سے فائدہ ہوگا پھر جب میں وں سے چلا اور ہندوستان میں سر بند پہونچا تو واقعہ میں آگاہ کیا  
تو قطب کے جوار میں ہے چنانچہ حلیہ ہی دیکھا یا صبح اواسکے ہر چند کہ وں کی گوشہ نشینوں اور درویشوں کی  
زیارت کی لیکن وہ حلیہ اور وہ استعداد کسی میں نیانی میں نے خیال کیا کہ شاید جہان کے باشندوں میں کسی

حضرت خواجہ باقی باللہ کے حضرت کی نسبت واقعات

میں استغلا ہو کر بعد ازین طاہر ہوگی چنانچہ جسوقت مکودیکھا بعینہ وہ ہی طیب پایا و نیز نشان  
قابلیت بھی پایا گیا عرض کہ تھوڑی مدت میں حضرت خواجہ نے حضرت کو بشارت حصول دولت  
کمال و تکمیل عطا فرما کر وطن کو رخصت فرمایا کچھ مدت تک حضرت وطن میں رہے بعد ازاں پھر  
مشتاق ہو کر حاضر حضور حضرت خواجہ تھے چنانچہ حضرت خواجہ کمال نوازش پیش آئے اسکے  
سرتیہ اجازت ارشاد و افادہ طلباں سے عطا فرمائے و نیز اپنی منتخب منتخب اصحاب بھی حضرت کو  
کامل مکمل سمجھ کر حضرت خواجہ نے سپرد کئے لیکن اسوقت حضرت کو اپنے کمال و تکمیل میں تردد تھا  
حضرت خواجہ نے پیامر اپنی کرامت سے دریافت کر کے فرمایا کہ ترو ذکر ناچاہئے کہ اس سے کمالیت  
شیخ میں تردد لازم آتا ہے اور خلعت خلافت عطا فرما کر رخصت کیا جب حضرت سرہند شریف  
میں پہنچے تو ترتیب و تہذیب طالبان میں مشغول ہوئی اور اس عظیم طاہر ہوا کہ ساہا سال کا کام  
کھڑی وساعت میں ہو جانا اور لوگ مثل مور پلج اگر گرد ہو گئے کہ اسی اثنا میں پھر حضرت کو اپنے نقص کا  
علم ظاہر ہوا اور مریدوں و مشرشدوں کو جمع کر کے اپنا نقص ظاہر کیا اور فاتحہ رخصت پڑھا کر سعاد  
نے پیامر حضرت کی تواضع پر محمول کیا اور حاضر رہے چند روز کے بعد حضرت کی بھی مقصد پوری  
ہو گئی اور جن مقامات کے آپ خواہشمند تھے وہ حاصل ہو گئے اور حضرت پھر سرگرم فادہ طالبان ہو کر  
اسکے کچھ دنوں کے بعد حضرت کے پاس حضرت خواجہ کا خط مفضل کلمات مشتافانہ و عبارات دلربا پان  
پہونچا حضرت اس کو پڑھ کر بے اختیار ہو گئے اور دلی تشریف لیکئے جب حضرت خواجہ نے حضرت  
کی تشریف آوری خبر سنی فی الفور سرمدان و خادمان تادرازاہ کابل واقع شہر دلی پایادہ متقبل  
کئے اور شہر میں لاکر نہایت اعزاز و اکرام فرمایا چنانچہ حضرت کو اپنے سامنے سر حلقہ بنا کر اپنے صحاب  
و مریدوں کو تاکید کی کہ خبر دار انکے سامنے کوئی میری تعظیم نہ کرے اور نہ کوئی سوجو دگی میں اس طرف  
متوجہ ہو بلکہ سب انہیں کی جانب متوجہ رہا کرو اور میرے لگان کو جو تعمیل حکم میں کچھ تامل ہوا تو فرمایا  
کہ میان شیخ احمد آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ستارہ انکی روشنی میں گم ہیں اور خود ہی مثل دیگر مریدوں کے  
حلقہ میں تشریف لاکر داخل حلقہ ہوا کرتے اور جب حلقہ و مجلس سے اوجھک رہا تشریف لیجاتے تو  
حضرت کی جانب پشت کرتے بلکہ چند قدم بر جہت فقہری تشریف لیجاتے نقل ہے ایک مرتبہ  
حضرت اپنے حجرہ میں بچھوسنے پر آرام فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ درویشانہ طور پر حجرہ میں آئے

خادم نے چاہا کہ حضرت کو بیدار کرے لیکن حضرت خواجہ نے منع کیا اور خود باہر کر رہے نہایت تمام  
 بانتظار بیداری بیٹھ گئے ایک لمحہ گذرا تھا کہ حضرت بیدار ہوئے اور پوچھا کہ دروازہ کے باہر  
 کون ہے حضرت خواجہ نے باوب تمام کہا کہ محمد باقی یہ سنکر حضرت یقیناً ہو کر باہر آئے اور باوقار  
 و بالکسارت تمام خدمت میں بیٹھ گئی اور اس طرح تحریر میں بھی نیاز مندی کیا کرتے تھے چنانچہ سچا  
 حضرت خواجہ کے دو خطوں کی نقل جو کہ حضرت کے نام سے تھے درج کرتا ہوں مکتوب اول  
 حق سبحانہ تعالیٰ بالاعلیٰ کمال برسانا دو۔ وللاض من کاس الکرام نصیبی تکلفی نیست اپنے  
 حقیقت خالصتہ نوشتہ میشو دیر الضاری قدس سرہ میفرمود من مرید خرقائی ام لیکن اگر  
 خرقائے درینوقت بیو دبا وجود پیریش مریدی من میگردہر گاہ صفت آن بے صفات این باشند  
 گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لازم طلبگار سی کنند و از ہر کجا ہوے بمشام ایشان  
 برسد در پے آن نروند اکنون تامل و اہمال ماند از متغناہی و بے نیازی است موقوف باشار  
 است کہ طرح خواہد ز من سلطان دین بہ خاک بر فرق قناعت بعد ازین بہ بار سے حال  
 و نسخہ ارادہ ما این است خدا سے عزوجل بر آنچہ میباید ہند گردانا و از عجب و پندار مخلصی بخشاد مکتوب دوم  
 و دوم اللہ تعالیٰ فقر و مساکین در ماندہ را از برکات برگزیدگان بدرمانے برسانا و بدقتیت  
 کہ عرض نیاید مشدی بدر گاہ ولایت مکروہ ام آ رہے این کلمہ تا صد صادق حامل میتوان شد الحمد  
 این قسم خصوصیت سے بندہ دیگر چلوں سم سخن درویشان حضرت شمولوشن بغایت بے شرمیت  
 و حکایت اوضاع صور یہ بس بجای الغرض ما را حد خود باید دست و از فضول احتراز با و کردا ہنگامی گہا و چو  
 این ہمہ کثرت عنایت و شفقت حضرت کا بھی یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسام الدین نے حضرت  
 اگر کہا کہ حضرت خواجہ آپ کو یاد فرماتے ہیں حضرت پس منکر کا پینے لگے اور رنگ چہرہ مبارک کا  
 فق ہو گیا خواجہ حسام الدین دیکھ کر چران ہو گئے اور کہنے لگے سبحان اللہ نزدیکان را پیش بود چنان  
 ایک روز حضرت خواجہ نے حضرت سے کہا کہ ضعف غالب ہو گیا ہے اور امید حیات تہوی  
 لڑکون کے حال سے آگاہ رہنا اور اسیوقت صاحبزادوں کو کہ بہنوز شیر خوار تھے طلب کیا اور  
 حضرت سے توجہ کر نیکی واسطے فرمایا لیکن حضرت نے تواضع کی مگر جب حضرت خواجہ اصرار کیا تو  
 حضرت نے رو بہر و پیر دستگیر توجہ کی اور انوکھا اٹھ ہی ظاہر ہوا چنانچہ بعد از حال حضرت خواجہ

حضرت خواجہ کے مکتوب حضرت کے نام

جب صاحب زادہ سن شعور کو پہنچے تو سرمد شریف کو روانہ ہوئے جب حضرت نے خبر آمد آمد سنی تو کہلا  
 بھیجا کہ اگر اپنی والدہ کی وصیت کے بموجب آتے ہیں تو چلے آوین اور اگر سیرازگی کے طور پر تشریف لاتے ہیں  
 تو ویسا فرمائیے کہ استقبال و جملہ لازم آواکے جاوین انہوں نے کہلا کہ ہم سرمد ہوئے آتے ہیں چنانچہ  
 سرمد میں داخل ہوئے تو حضرت نے کمال خاطر و تواضع کی اور نسبت خاصہ سے مشرف فرما کر اور خلعت  
 خلافت عطا فرما کر رخصت کیا۔ الغرض کچھ مدت حضرت دہلی میں رہ کر پھر وطن واپس تشریف لائے  
 اسکے بعد پھر حضرت کی حضرت خواجہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھوڑے دن حضرت دارالاشا و سرمد  
 میں مقیم رہے ازان بعد بشارت حضرت خواجہ لاہور تشریف لیکے حضرت کے انیکے خبر سنکر اکابر لاہور  
 مثل مولانا ظاہر و مولانا حاجی محمد و مولانا جمال ملوی حاضر خدمت ہوئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے  
 پیش آئے ایک روز کا ذکر ہے کہ جب حضرت مجلس سے اٹھنے لگے تو مولانا جمال ملوی نے  
 نہایت ادب سے حضرت کی غلیں مبارک چوم کر اگے رکبیں مولانا کی اسقدر تواضع ایک اون کے  
 شاگرد کو گران گذری اور جب مولانا باہر آئے تو کہا کہ آپ اسقدر کیون تعظیم کرتے ہیں مولانا نے  
 جواب دیا کہ وہ عالم بالمدین اونکی تعظیم ہم پر لازم ہے اور موجب اجر عظیم ہے۔ **نقل ہے۔** کہ  
 ایک روز مولانا ممدوح نے حضرت سے دریافت کیا کہ آپ علوم ظاہر و باطن میں مسئلہ وحدت الوجود  
 کی کیا اصلیت ہے کہ ظاہر مخالف شروع ہے اور مہذا اکابر و لیا کا یہ مذہب بھی ہے حضرت نے  
 جبکہ کہ چند کلمہ مولانا کے کان میں کہے کہ اونکے سننے سے مولانا کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری  
 ہو گئے چہرہ متغیر ہو گیا اور انار سکریدا ہوئے **سہ** ندانم چکفتی چکگفتی **ہم** کہ گفتی و زدیدہ خون بختی  
 خواجہ محمد ماشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بقریب اس قصہ اور نسبت توحید کی ایک حضرت نے مخلص  
 نے زبانی حضرت کے بیان کیا کہ فرماتے تھے کہ جن پیام میں مجسّم علیہ نسبت احاطت و سر بیان و حیت  
 تھا ایک شخص نے میرے سامنے قلم پر قطر رہا میری اونکی کٹی آدمی بر سر طلب کہ حضرت لاہور  
 میں سرگرم افادہ طلبا تھے کہ کیا ایک خراج رتخاں حضرت خواجہ ہو چکی سنکر نہایت پریشان ہوئے اور  
 کمال اضطراب و قلق دہلی گیا حضرت خواجہ کے خادمان نے جب حضرت کی تشریف آوری کی خبر سنی تو  
 حضرت خواجہ کی سنت کے موافق حضرت کا استقبال کیا اور نہایت تعظیم و ادب لاکر اوتارا اور حاضر  
 حلقہ و مجلس ہو کر تھے اور اخذ فیوض کرتے کہ وقتاً شیطان الرحیم نے اپنا شمشہ چھوڑا اور بعض بعض حضرت

مسی منحرف ہو گئے کہ حضرت کی ہلاکت کیواسطے ختم حضرت خواجہ کے مزار پر چڑھے مگر چرائے را کہ انہو  
برافروز بد کہے کو تلف زند نشیش بسوز و نقل سے کہ ایک روز اون مین سے کسی اہل تشیع  
نی دیکھا کہ گویا سب کے چرائے ملتے ہیں کہ یکایک ایک برق خاطف آئی اور سب کو چھو دیا اندانی کہ یہ چرائے  
منکران کی توجہ تھی اور برق خاطف حضرت کی توجہ تھی کہ اوس سے سب بچ گئی حضرت نے اول  
اول تو سب کو خوب نصیحت و پند فرمایا لیکن جب کچھ اثر نہ ہوا تو کسی کی سلب نسبت کی اور جب ابتر  
بھی خیال نہ کیا تب حضرت اپنے وطن کو مراجعت فرما ہوئے شیخ تاج الدین گویا میں الحمد حضرت  
خواجہ تھے اون کے دل میں یہی بوجہ صحبت بعض مخرفان کچھ ٹھکوک و ترددات حضرت کے طرف سے  
آگئے تھے۔ جب مکان پر واپس گئے۔ سرحید متوجہ نسبت باطنی ہوئے۔

لیکن مطلق اثر نسبت نہ پایا اس بات سے شیخ کمال متفکر ہوئے اور درپے ہوئے کہ یہ معاملہ  
ظاہر ہو کہ ایک شب خواب میں دیکھا کہ جمیع اولیا، امت ایک مجلس میں جمع ہیں اور شیخ بھی ایک  
مجلس میں بیٹھے سب نے شیخ سے علیحدہ علیحدہ کہا کہ تم کل اولیا امت سے انکار کرتے ہو معلوم ہوتا ہے  
کہ اوج انکا باعث خستہ داریں ہے شیخ سنکر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ وہ کون کل اولیا امت سے  
جس کا میں منکر ہوں کہ ناگاہ حضرت پر نظر پڑی کہ صدر مجلس میں بیٹھے ہیں اور جمیع حاضرین حضرت کے  
طرف متوجہ ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کل اولیا، امت ہیں یہ دیکھ کر شیخ اپنی دل میں ہنایت نام ہوئے  
اور حضرت کے پاس آکر عفو تقصیر کرائی چنانچہ حضرت نے معاف فرمایا جب شیخ بیدار ہوئے تو اپنے خیال  
سی تاب ہو کر کمال انصرع و لازمی کی چنانچہ اوسکا اثر بھی ظاہر ہوا کہ شیخ نے اپنی نسبت باطنی کو مثل  
پہلے کے بحال پایا بعد ازاں ایک خط مولانا علی خیر پوری کو لکھا کہ اگر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد  
سرہندی کو عریضہ لکھو تو میرے بعد تعظیبات لکھنا کہ اپنے واقعہ میں میرا جرم معاف فرمایا ہے واقع  
میں ہی معاف فرمایا اور یاران دہلی سے کہنا کہ جو حضرت مجدد الف ثانی سے رجوع لاکر پھر گیا ہی  
وہ مرتد طوقہ ہے اور جس نے رجوع نہیں کیا اور انحراف کیا وہ بھی مرتد طریقہ ہے کہ انکار اولیا و کمال  
ارتداد ہی یہ زندگانی و روزہ سہل ہے آخر مرنے وقت سلب ایمان کا اندیشہ ہی چونکہ ہمیں ہر شے  
ہم پیری ہے لہذا لکھا گیا اور آگاہ کیا اور ایک خط حضرت کی خدمت میں ہی لطلب عفو تقصیر است خود  
و شفاعت ماراں پہنچا اور زمین یہ حکایت کہی کہ ایک بزرگ ایک مسجد کے گوشہ میں مراقب

بیٹے تھے کو بیان ایک سوداگر اگر نماز پڑھتے لگا بعد نماز جو خیال کیا تو ہم بیان زرجاؤ سکی کمر سے  
 بند ہی تھی نپائی اوس کا گمان اون بزرگ پر گیا کہ شاید انہوں نے چورالی ہے چنانچہ نوکر چاکرون  
 سے اون پر ایسا تشدد کر لیا کہ وہ بچارہ چارنا چار اوسکے روپیہ دینے کو آمادہ ہوئے اور جو کوئی  
 خادم مرید تھے اون سے ادا کر لیا کہ انہوں نے فی الفور ادا کر دیئے بعد ازاں ہم بیان زرجا  
 اوس سوداگر کو اور جگہ سے ملے دل میں بہت ڈرا اور اون بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔  
 اور اپنے قصور کی معافی چاہی وہ فرمانے لگے کہ جس وقت تو نے مجھ کو ایذا پہنچائی تھی وہ وقت  
 میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا تھا کہ جب تک یہ شخص بہشت میں نہ جائیگا میں نہ جاؤں گا اس کے  
 بعد جب شیخ تاج دہلی میں گئے تو سب پر یہائی جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ اپنی طرف سے  
 اس مضمون کا خط آیا تھا وہ ایک ہی خط تھا یا کسی اور نے اپنی جانب سے لکھ بیجا تھا شیخ نے کہا  
 کہ وہ خط بیشک میرا ہی تھا اور تمام ماجرا جو کہ واقعہ میں دیکھا تھا بیان کیا اور جب حضرت بنوری  
 حضرت خواجہ دہلی تشریف لائے تو شیخ و حیدر یاران نے استقبال کیا اور شہر میں لاکے شیخ نے ہلکا سا  
 اپنے جگر پر ہائیونکی عفو تقصیر چاہی چنانچہ حضرت نے معاف فرمایا قبل ازین حضرت خواجہ علی بن  
 نے ایک شب واقعہ میں دیکھا تھا کہ کوئی کہتا ہے کہ یاران فیروز آباد پر لینے مریدان حضرت خواجہ  
 جہ کو فیروز آباد میں رہتے تھے ابلائے عظیم نازل ہوگی لیکن جو شخص حضرت شیخ احمد کا غسل جنو  
 پہنیکا وہ نجات پائیگا اس واقعہ کو حضرت کے سامنے بیان کیا اپنے فرمایا کہ آپ مستعمل دنیا کو وہ ہے  
 تب کتب فقہ پر رجوع کیا اور میں یہ نکلا کہ اگرچہ تھی دفعہ کا پانی بلا نیت قربت پیا جاوے تو کرہت  
 نہیں چنانچہ حضرت کے مضمون کی چوتھی مرتبہ کا پانی یاران فیروز آباد و نیز حضرت کے اپنے خادموں نے  
 پیا اور قادر لطلق نے برکت اوسکے سب کو بلا سے محفوظ رکھا اوسکے بعد یاران فیروز آباد کمال اظہار  
 و صدق پیش آئے اور یہ تعظیم تمام حاضر حلقہ و مجلس ہوا کرتے اور حضرت ہی ہر سال ایام عرس میں  
 دہلی تشریف لاتے اور پھر دولت خانہ واپس آجاتے اسکی سوا حضرت نے سفر نہیں کیا البتہ دوسرے  
 اگرہ جاتے کا اتفاق ہوا یا کچھ مدت ہمراہ لشکر سلطانی بطور خطیر سفر فرمایا ورنہ ہمیشہ دارالافتاء  
 سرہند میں مقیم رہے اور طالبان کو فین ہو چالے رہے۔

مقام تیسرے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے علیہ و عبادات و عادات میں



حضرت تمام قدنازک اندام گندمگون بایں سفیدی کشادہ پیشانی تھی ناصبیہ اور رخسار مبارک سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی آپکے ابرو سیاہ دراز باریک کشادہ تھے آنکھیں بڑی بڑی اونکی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید سر مبارک بلند اور باریک تنہا سرخ دہن مبارک نہ بڑا نہ چوڑا دانت متصل متصل چمکتے ہوئے واڑھی مبارک بانوہ شکوہ سرخ تھی رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے آپکے پاشنہ نہایت صاف رہتی تھے۔ بدن مبارک پر میل نہ بیٹھتا تھا پسینہ بن خواہ گرمی ہو خواہ برسات کہی بونہ اتی تھی عوض کہ آپ کی شکل ایسی محبوبانہ تھی کہ جو دیکھتا تھا بے اختیار سحان اللہ و ہذا ولی اللہ کہتا تھا حضرت ہمیشہ سرا و گرام سفر و حضر میں بعد نصف شب بیدار ہوتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ المبعث والنشور اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذی یحی کھن و ابودھم بعد لون هو الذی خلقکم من طین ثم قضا۔ اجلا وحل مسمی عند لا ثم انتم تموتون و هو الذی فی السموات فی الارض یعلم سر کھن و جھن کھن و علیم ما تکتسبون بعد از ان استنجہ کو تشریف لیجائے پہلے بایان پر خلا میں رکھتے بعد اوسکے دامنا اور یہ دعا پڑھتی رہیں انی اعوذ بک من الطیث والخبائث بعد از ان اوسکے جب بیٹھتے تو بایں پیر پر زور رکھتے بعد فراغت کجلوخ طاق استنجا کرتے اوسکے بعد پانے سے استنجا کرتے اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلی دامنا پیر نکالتے بعد از ان مستقبل قبلہ وضو کو بیٹھتے اور بوقت وضو کسی سے مدد طلب نہ کرتے اور آقا پیر بہ جانب دست چپ رکھتے اور ابتداء ماتمہ دھونے میں یہ دعا پڑھتے بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام الحق والکفر باطل پہلے واسنہ ماتمہ پر پانی ڈالتے بعد از ان بایں پر بعد از ان دونو ماتمہ جمع کر کے وضو کرتے اور اوکلیو نہیں کھت دست کی طرف سے خلال کرتے اور بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے اور تین دفعہ دھونی طرف اور تین مرتبہ بایں طرف کرتے پھر زبان پر کرتے اور اگر زیادہ کرتے تو رعایت وتر کرتے اور پہلے دھونی طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں بعد از ان بایں طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں اور ہر وضو میں التزام مسواک رکھتے تھے بعد فراغ مسواک کو اکثر خاوم

کے سپرد کرتے اور وہ اوسکو اپنی کپڑی کے پیچ میں رکھ لیتا اور آپ مضمضہ دواتے تھے اور رعایت تشلیث رکھتے تھی بوقت مضمضہ دعا پڑھتے تھے اللھم اعنی علی ذکرک وعلی تلاوتہ القرآن وعلی صلواتہ جیدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تین دفعہ استنشاق بھی نماز و پانی می اجدل کرتے اور بوقت استنشاق یہ دعا پڑھتے اللھم ارحنی راحۃ الجنۃ وانت عنی عیلاً عصفان اور بعد منہ مبارک پر کمال آمشگی و مہو لیسے بالاسے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ماتہہ دابنہ رخسار مبارک اور بایان ماتہہ بایین رخسار پر گزارتے اور داہنے کو بایین پر قدم کرتے تاکہ تہہ دابنہ سے ہو اور منہ دھوئے وقت دستار مبارک پیچھے ہٹا دیتے تھی کر بچ سر کھجائے اور وہاں سے دھویا جائے اور منہ مبارک پر اس انداز سے پانی ڈالتے اور احتیاط کرتے کہ کپڑوں پر قطرہ نہ پڑے اور منہ دھوئے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم تبیض وجہی بنورک یوم تبض وجوہ اولیائک وکلا تسود وجہی یوم تسود وجوہ اعدائک اشھد ان لا الہ الا اللہ وحد لا شریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ بعد از ان داہنا ماتہہ کو منیوں تک تین مرتبہ دواتے اور ہر مرتبہ اوسپر ماتہہ پیرتے تاکہ قطرہ نہ بجاوے اور اسی طرح سے بایان ماتہہ دھوئے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے اور داہنے ماتہہ دھوئے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم ابینی کتابی بیمنی وحابی حسبا یا سیرا واشھد ان لا الہ الا اللہ وحد لا شریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ اور بایین ماتہہ دھوئے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم ابی اعودہ ان ترینی کتابی وشمالی ومن وراظہری وکلتاحسابی حسبا یا سیرا واشھد ان لا الہ الا اللہ وحد لا شریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ بعد از ان داہنے چلو میں پانی لیکر بایین کف دست اور انگلیوں پر ڈالکر اسطرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اوڑھیں اور تمام سر کا مسح کرے اور اطراف سر پر دو لون ماتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیلاتے اور یہ دعا پڑھتے اللھم غشینی برحتک وانزل علی برکاتک واطلنی تحت ظل عرشک بعد از ان اوسے پانی سے مسح گوش باطن سبابہ سے اور لپٹ گوش زر انگست سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے اللھم اعتق رقبتی ورتاب البانی من النار واعذنی من السلاسل والاعلال واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ بعد از ان داہنا پیر تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک

وہوئے اور ہر تہائوس پر اس طرح ہاتھ بہرتے کہ قریب خشک کے بوجھنا اور اسی طرح سے بایمان پر  
 دہوتے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم ان اعوذ بک ان تزل قدسی و قدیم والدی علی صراط مستقیم  
 یوم تزل اقدام المنافقین والکافرین فی النار بحجرت النبی المختار انھد ان لا الھ الا  
 اللھ واشھد ان محمدا عبدا ورسوله صلی علیہ الصلوٰۃ اور بعد فراغت وضو یہ دعا پڑھتے  
 اللھم اجعلنی من القوابین واجعلنی من المطہرین واجعلنی من حبات الصالحین و  
 واجعلنی من ورثة الجنة النعمین واجعلنی من الذین لا خوف علیہم و لا هم یحزنون و  
 اجعلنی محبا لشکوک واجعلنی ان اذکرت کثیرا و سبکت بکرة واصیلا علی ذلک من الشیطان الرجیم  
 الرحمن الرحیم انما اثنائے آخر یہ دعا پڑھتے اللھم اغثنی شفاک وداوئی بآ واک و عافنی من الہلک و اعصمت  
 من الاحوال و الامراض و الالوجع و اعضاء وضو پڑھے سی پونچھتے بعد ازان پونچھتے  
 و نفیس بنتے و یہ تجمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت خفیف گزارتے اور اوج کمت  
 بین قرات بعد فاتحہ یہ تیر پڑھتے والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ  
 فاستغفروا الذنوب ہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصر علی ما فعلوا و ہم یعلمون ہا و لک جزا ہم  
 منفق من ربہم و جنات تجری من تحتہ الانصار خالدین فیہا و نعم اجر العالمین و لو انھم اذ ظلموا  
 انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لو جلا اللہ نوابا رجیا و من یعلم سرہ و یظلم نفسہ  
 ثم استغفر واللہ یجلا للہ عفوہ ارجیما -

باقی غارتجہ کو بطول قراءت ادا کرتے غالباً دو تین سیارہ قرآن پڑھتے تھے اور گاہ گاہ حالت غلبہ  
 حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گزار جاتے اور جب تادم پکار تاکہ صبح ہوئی  
 جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف آدافرا کر سلام پھیرتے پس ازان دوسری دو رکعتیں بقرا  
 طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علی ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسری سے کم ادا فرماتے  
 بعد ازان اگر اول شب میں وتر نہ پڑھے ہوتی تو تین وتر پڑھتے اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سبح  
 اسم ربک اور دوسری میں قل یا ایھا الکفون اور تیسری میں قل ھللہ اچھڑتے سیوم رکعت میں بعد قل  
 ہو اللہ قنوت خفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے جیسے کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے اللھم  
 فی من حدیث و عافانی من عافیت و تولانی من تولیت و بارک لانی من اعطیت و تقار بنا شہا قضیت انک

تقضى ولا يقضى عليك انه لا يزل من واليت ولا يغير من عادت نباكيت ربنا وتعاليت استغفرت وتوب

البت وصلی اللہ علی النبی

اور اگر وراؤں شب میں پڑھ لیا کرتے تو نماز تہجد بارہ رکعت پڑھتے اور کبھی آٹھ اور کبھی سو بھی کرتے اور کبھی  
 اور اکثر نماز تہجد میں سورۃ الیسین پڑھتے اور فرماتے کہ اسکی قرات میں نفع بسیار اور تسبیح بیشمار  
 پائی پہلے سورۃ الحمد و سورۃ البقرہ اور سورۃ واقعہ اور چار قل بھی پڑھتے تھے اور بعد نماز  
 آخر سورۃ ال عمران سمجھتے ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنهار  
 والہما والی آخو السورۃ اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے اور کبھی کہی یہ کہ یہ سب انی طست نفی عذبی  
 ستر مرتبہ پڑھتے بعد صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سنت سینہ علی صحت  
 الصلوٰۃ والسلام سو جاتے تا تہجد میں النورین واقع ہوا اور قبل صبح بیدار ہوتے اور وضو جدیدہ  
 فرما کر سنت گہر پڑھتے بعد ازاں بجانب قبلہ داہنا یا تہہ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے  
 پہر اوڑھ کر متوجہ مسجد ہوتے لیکن آخر میں یہ ضطباع ترک کر دیا تھا بعد ازاں فرض فجر بجا عت کثیر  
 اول وقت آخر غل میں ادا کرتے اور خود امامت فرماتے اور طویل مفضل پڑھتے اور بعد ادا  
 فرض اویسی جلسہ میں دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحییٰ و یمیت  
 یبداہ الخیر و ھو علی کل شئی قدید اور سات دفعہ اللھم اجزی من اللہ بعد ازاں یہ آیت کہ  
 تلاوت کرتے اللھم لا الہ الاھو الرحمن الرحیم و حمد تزییل الکتب اللہ المصید والایہ  
 الکرمی و کعبہ فضیحان اللہ حلین فمشی حین تصیرت الی شجر جنت پر پہن ویسا قوم کی طوط پر جو  
 ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھاتے بعد دعا دونوں ہاتھ منہ مبارک پر لاتے بعد ازاں  
 مع اصحاب حلقہ ذکر و ماتے اور شغل باطنی میں تاملندی اقبال بقدریرہ مشغول رہتے  
 حلقہ میں کہی کہی حافظ قرآن ہی سنتے اور بعد فرائع و در رکعت نماز پڑھتے اول رکعت میں  
 بعد فاتحہ آتہ الکرسی اور سورۃ الیسین تا نفع فی العتور اور دوسری رکعت میں اس آتہ  
 سے تا آخر سورۃ مذکور و سورۃ الشمس پر دو رکعت بہت استحارہ پڑھتے کہی اول رکعت  
 میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ اکبر یہی سب اسم و الم شرح و قلبا ایہا الکافرون اور  
 دوسری میں قل ہو اللہ احدیتین مرتبہ اور دوسری میں ایک ایک بار پڑھتے اور بعد تہجد و استغفار اس طرح کرتے

اللهم انت سرى لاله الا انت خلقتنى والاعبدك وانا على حمدك ووعادك ما استطعت واعوذ بك من شيا  
صنعت ابوء بك بنعمتك على وابوء بذنبي فاعف عني فانك لا يغفر الذنوب الا انت بعده وعاشي وطرقت  
اللهم في استغفرك بعلمك واستقدرت بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر و  
تعلم ولا اعلم انت علام الغيوب اللهم ان كنت تعلم ان ما يريد من اهل كل خير في ديني و  
دنياي ومعاشي وعاقبتي امرئ او عاجل امرئ واجله اليوم فادع له لي وسيرك في ثمارك لي فيه وان كنت  
تعلم ان ما يريد من اهل كل شر في ديني ودنياي ومعاشي وعاقبتي امرئ او عاجل امرئ واجله اليوم  
فاذنه عني وامر بغيره عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم ادعني به وعلى الله تعالى على خير خلقه محمد  
واله واجما به اجمعين بوقت شام بعد اتمام اربعين نهاره و عاشره من شهر ربيع الثاني  
سكوت فرماتے تو بعض دعوات یومی بعد اشرار پڑھتے دعوات بیہین اصبحنا واصبح الملك و  
واحمد للہ لا الہ الا اللہ فی محلہ لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر اللہ فی الشاک خیر  
فی ذلک الیوم فقہ ونصر وفوز وبرکۃ واصلہ واعوذ بک من الشر فی هذا الیوم و فی ما بعد اللہ صبح بیہین  
واحد من خلقک فذک وحک لا شریک لک ذلک الحمد والحمد للہ من ہذا الیوم الیوم اصبح امس پڑھتے  
اور تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اور تین دفعہ بسم اللہ الذی لا  
یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم اور سات دفعہ اللہم نبی  
قبل ان ینبی الموت اور سات دفعہ اللہم اللہم منی برشدی واعن فی من شر نفسی اور سات  
دفعہ من بنا لا ترع قلوبنا بعد اذ هدینا وھب لنا من الدنیا رحمتہ انک انت الوھاب  
اور سات مرتبہ یاقلب القلوب ثبت قلوبنا علی طاعتک اور سات دفعہ اللہم اعف عنک  
منہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سات دفعہ رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی اور تسبیح دفعہ  
سبحان اللہ وبحمدہ اور تینیس دفعہ سبحان اللہ اور تینیس دفعہ الحمد للہ اور تینیس دفعہ  
اللہ اکبر اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد بیدہ  
الخیر وهو علی کل شیء قدیر اور بعض ادعیہ کو بعد نماز اربعین پڑھتے اور ان چار کلمات  
کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکور بالا پڑھتے بعد از ان خلوت میں تشریف لیجاتے اور تین  
حال کہی قرآن شریف پڑھتے اور کہی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے اور گاہ گاہ طالبان خدا کو دعا دیتے

طلب کر کے احوال پر سی فرماتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ اوتھا احوال خفیہ اگلا کچھ بلا سب خود تفصیل و شرح فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ و معارف مشکوٰۃ بیان فرماتا اور ان کے پوشیدہ رکنے بین کو شش کرتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا اتفاق و اعطا حال کرتے ہیں بار بار ایسا اتفاق ہوتا کہ جس وقت کوئی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے بجز دینے کے اوس معرفت سے بتوجہ حضرت متحقق ہو جاتے اکثر حضرت کے اصحابوں کا موشی کی صحبت ہوتی اور اصحاب پر سہ قدر و ہشت و سمیت غالب تھی کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھے اور حضرت کی تمکین اس درجہ کی تھی کہ باوجود تواتر و تکرار و ایات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلون ظاہر نہیں ہوا البتہ بسبیل ندرت چشم پرآب ہو جاتے اور گاہ گاہ اثنا سے بیان حقایق میں تلون رنگ رخسار و دیدہ ہو جاتا جب صبح کبری ہو جاتا تو حضرت نماز کی ائمہ رکعت ادا کرتے سرچند کہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے داخل ضحیٰ تھیں حال یہ کہ نماز صبح بارہ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی بسبب قلت او نہیں چار رکعت پر جو کہ اول روز پڑھتے اکتفا فرماتے اور کبھی دوسری اول پر اور قرعت نماز چاشت میں بعد فاتحہ سبح اسم و الشمس واللیل والضحیٰ و چار قل پڑھتے تھے بعد ازان گہرین تشریف لیجاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھانے وقت خویشتون اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے حضرت کے گہر کا کھانا نہایت لذیذ ہوتا تھا جب حضرت لشکر سلطان ہمارے میں سے تھے تو لشکر کا ایک ایک فہ سرنہ گزرا ہوا حضرت نے سلطان کی دعوت کی سلطان نے جب کہا کہ کھانا کھایا تو نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا اپنے باورچیوں کو حکم دو کہ ہمارے باورچیوں کو ایسا کھانا پکانا سکھا دو میں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے باورچیوں سے ایسا کھانا پک نہیں سکتا۔ راقم کہتا ہوں کہ اس کہانی سے اور سلطان کی کہانی سی کیا نسبت یہ سراسر حلال وہ سراسر مستحبہ اس میں حضرت نسبت و انوار ساری اوسین سلطان و مطہون کی ظلمت بہری ہے چہ نسبت خاک بہ عالم پاک یہ میرے تجربہ کی بات ہے کہ جو حضرت مرشدی و مولائے حضرت مولینا حافظ علامہ مہی صاحب احمدی الہی کی کہانے میں لذت ہوئی خواہ وہ کیسا ہی خشک ہو دوسری جگہ کی کہانی میں خواہ وہ کیسا ہی زعزع مزین و مہی سراسر نسبت و نور سببے اور حضرت تین اوگلیہ سوئی نوالہ لیتا دو گلیہ گلی نہ طبق تک لیجاتا اور مزہ لیتا گویا کھانے



کی زعبت نہیں ہے محض اس نیت سے کہ ہانا سنت ہی تناول فرماتے اور کھانے وقت سنت طریق سے جلسہ فرماتے اور بعض اوقات کھانے سے قبل بسم اللہ لایس مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم فالله خیر حافظا وهو الرحم الرحیم اور سورہ لاکلف پڑھتے اور بعد فراغ از طعام یہ پڑھتے الحمد للہ الذی اطعمنی هذا الطعام اللطیف الملیح بغیر حول ولا قوۃ اور اگر طعام شیرین ہو تو هذا الطعام اللطیف المحلو فرماتے اور کبھی کبھی یہ دعا بھی پڑھتے الحمد للہ الذی اطعمنا واسقانا واشبعنا واوانا وجعلنا من المسلمین اللهم اغفر لاکلہ ولباذلہ ومن کانه له شیئاً ینہ وصلى الله تعالى خیرا خلقه محمد و الہ واصحابہ وسلم و اگر صاحب طعام حاضر ہو تو فرماتے جزاکم اللہ خیرا اور اگر صاحب طعام غائب ہو تو جزا اھم اللہ خیرا اور کبھی یہ دعا پڑھتے اللهم اسزقنی ماتحب وترضی جملھا عونا علی ما یجب بعد طعام کے تھوڑی دیر تک سنت قبول فرماتے اور جیسے ہی سایہ پھرتا اور موزن اذان کہتا بجد استماع اللہ اکبر بے اختصار بقوت وعجلت تمام بستر سے زمین پر اوتر آتے اور اسمین ناعمہ ہوتا اور بوقت سننے اذان کے اعادہ کرتے مگر وقت حلیتین لاحول پڑھتے اور بعد اذان دعا اذان پڑھ کر فی الفور ہی اوٹھ کھڑے ہوتے اور وضو کر کے نفیس پوشاک پہن کر مسجد میں تشریف لیجاتے اول دو رکعت تحیہ المسجد پڑھتے بعد ازان چار رکعت سنت زوال بطول قراءت ادا کرتے اور فرماتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نما طفولیت سے تا زمان رحلت سنت زوال ترک نہیں کیا اور اسمین طوال مفصل پڑھتے اور کبھی بمقتضائے گنجائش اقتصار قراءت پر اکتفا فرماتے بعد ازان چار رکعت سنت موکہ ظہر کی پڑھتے اور ازان بعد تکبیر اقامت کہتے اور خود امام ہوتے اور فرض ظہر پڑھتے اور قرات طوال پڑھتے اور بعد فراغ فرض یہ دعا اللهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذی الجلال والاکرام پڑھ کر کھڑے ہو جاتے بعد ازان دو رکعت سنت موکہ پڑھتے اور پھر چار رکعت سنت زایدہ پڑھتے بعد ازان دعوات کہ بعد ظہر بالقرۃ میں پڑھتے اس کے بعد قنوم کی جانب ہو بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کرتے اور حافظ قرآن پڑھتا اور حضرت یارون کی طرف مڑا و متوجہ بیٹھ جاتے بعد فراغ از حلقہ دو ایک سبق دینی درس فرماتے اور جب وقت عصر ہوتا

تو تجدید وضو کیا اسطے اُٹھتے اور بعد گزرنے دو منٹوں اور سایہ اصلی کے اول وقت عصر مسجد میں آتے اور آتے ہی دو رکعت تحیت اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے بعد اذان خود امام ہوتے اور جماعت فرض عصر جماعت کیٹھا کرتے بعد اذان ادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھ کر قوم کی طرف پر بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کرتے اور حافظ قرآن پڑھتے اور حضرت اور اصحاب قریب بیٹھتے اور کبھی احوال پرسی کا شغل کرتے اور توجہ حال طالبان ہواؤں کی ترقی کے واسطی سنت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے بعد اذان اول وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادای فرض دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الملک ولہ الحمد بحی و بہت بیدار الخیر وھو علی کل شی قدیر پڑھتے اور سات دفعہ اللھم اجرنی من النار پڑھتے اور بعد اذان چار رکعت نماز ادا میں پڑھتے اور اکثر اوقات اوسمین سورہ واقعہ و سورہ اخلاص مکرر وغیرہ قرائت پڑھتے اور نماز عشا کو بعد از روال بیاض افق کے نزدیک امام اعظم شفق اوی سے مراد و وقت متفق علیہ ہے مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیت المسجد پڑھتے بعد اذان چار رکعت سنت یاد و رکعت گزارتے اور پہلی رکعت میں الم سجدہ اور دوسری میں سورۃ الملک ہمیشہ پڑھتے اور بغیر اسکے کہ ادعیہ پڑھیں اللھم انت السلام پڑھ کر اوٹھ کھڑے ہوتے اور دو رکعت سنت موکہ پڑھتے بعد اذان چار رکعت اور مستحب پڑھتے بعد اذان وتر پڑھتے بعد اذان سورہ الحمد سجدہ پڑھتے اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورۃ سجدہ و فہارک و قل یا ایہا الکافرون پڑھتے اور کبھی چار قل ہی پڑھتے اور دوسرین اکثر سبع اسم و قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھتے اور دعا قوت حق و شافی کہ خفیون نے جمع کیا ہے جمع کرتے بعد اذان دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے اول رکعت میں اذک الذل الارض بہتے اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے اور آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیتا تھا اور فرماتے تھے کہ ہمیں اختلاف ہے بروقت نماز حضرت ہر دو ابہام کان کی توانک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پیر سے کھلی یا جڑی سے بلکہ توجہ قبلہ رکھتے اور امد اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیر ناف دامنایا ہنہ بایں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ دہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھیں حاتین اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونوں

پیروں پر برابر نور رکھتے اور ایک پر نور دیگر دوسری کو امام نہ دیتے اور قیام میں سجدہ کی جگہ گناہ رکھتے اور نہایت تجوید و تفسیق معافی و املر قرانی سے قرات پڑھتے بعد ازان تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاسے اور قدموں پر نظر رکھتے اور سر پشت کے ساتھ برابر کرتے اور زانو و انگلیاں کہو لکر بقوت پکڑتے اور زانوں کو ٹیڑھا ہونے دیتے بعد ازان قومہ بقدر تسبیح کرتے اور در حال انفراد سماع اللہ میں جنہ ربنالکالمہ پڑھتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کے نرمہ پر گناہ رکھتے اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدار رکھتے اور بوقت سجدہ تمام اعضا پر برابر نور دیتے اور شہدین دونوں پیروں کی اوگلیوں کی قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے اور کنار پر نظر رکھتے اور حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے بہت آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہو گئے بعد نماز عشاء اور قبل سونے کے حضرت سورۃ فاتحہ و آتہ الکرسی و امن الرسول تا آخر۔ وان رکبہ الذی خلق السموت والارض من المہنین فل ادعوا اللہ وادعوا الیہن انہ اور چہار قل پڑھتے اور جب وقت لیٹنے پہلو سے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے اللھم باعلک النی وصحتی دین ارضہ اسکت نفسی فاغفر لنا وان ارسلتھا فاحفظھا بما تحفظھ عبادک الصالحین اللھم انی اسلمت وجہی الیک وفوضت امری الیک واجبات ظہری الیک وغنیہ رعبۃ الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک اللھم انی امنت بکتاب الذی انزلت ورسول الذی ارسلت وبعجبت الخوایک کلمۃ اللھم انی احمداک بكل لسان واستعید بک من البلیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھما من شر خلق تین مرتبہ اس کلمہ کا تکرار کرتے پھر تینیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینیس مرتبہ الحمد للہ اور تینیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک للہ لا املات ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو حی لا یموت ابدا ابدا و الاحبال والا کرام وھو علی کل شیء قدیر اور سوچتے سبحان اللہ و بحمدہ

پڑھتے اور سو دفعہ بعد نماز تہجد کی ہی پڑھتے اور سو دفعہ ہر روز مواظبت رکھتے پر خواب کرتے نماز جمعہ کو جب طرہ کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اسی طرح آوا کرتے اور بعد فرض جمعہ سات

دفعہ سورہ اخلاص اور سات سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ پڑھتے اور صلوٰۃ ظہر کو قبل جمعہ نہ ادا کرتے بلکہ اوسکو مکروہ جانتے لیکن بعد اداے جمعہ پڑھتے اور فرماتے کہ شرائط جمعہ بقول بعض اس وقت پائین نہیں جائیں اور سطح ریت کرتے لایت ان صلی اللہ تعالیٰ و تعالیٰ اس بج سرکعت الخ فرض ظہر اور کھنہ وقت مکمل نماز ظہر کو بجاعت نہ پڑھتے اگر کہی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی اور نماز جمعہ کو نہ پھونچتے تو مسافر ادا کرتے اور سطح سفر میں ہی طریقہ جاری رکھتے ماوجود اسکے کہ نماز بجاعت ادا کر نیکی نہایت حریص تھے اور فرماتے تھے کہ ہم تابع مجتہد ہیں اور انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے کرنا چاہئے اور جس کو منع کیا ہے نہ کرنا چاہئے اور آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں متکلف بیٹھتے اور عشرہ ذالحجہ میں ہی علت کرتے اور اون عشرت میں طاعات واذکار و صیام کے بہت حریص تھے اور درود پڑھتے اور شبہائے جمعہ کو مع صحاب حلقہ کر کے درود شریف پڑھتے عید الضحیٰ کو راہ میں تکبیریں بلند کہتے جاتے اور عشرہ ذالحجہ کو حاجیوں کی شبابت کر کے سر اور ناخن نہ ترشواتے لیکن یہ جو متعارف ہے کہ عرفہ کے روز لوگ حجر میں سر بر نہ نہ دو رکعت نماز واسطے شبابت اہل حج کے ادا کرتے ہیں نہ کرتے لیکن بعض اذعیہ ماثورہ پڑھا کرتے اور عشرہ ذالحجہ میں ہر روز نماز عشا اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والحق پڑھتے کائنات و خسوف پڑھتے اور نماز تراویح کو بدین کثرت ادا کرتے اور سفر و حضر میں ہجیت تمام ادا کرتے اور بیت قرآن شریف سے کم ایام صیام میں ختم نہ کرتے اور ہر چہ ہر رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ سبحان ذی الملك والمملکوت سبحان ذال عزت و العظمت والھبیت والقدرت والکبریا والجبروت سبحان الملك الحی الذی لا یموت لا ینام سبوح قدوس ربنا و رب الملائکة والروح اللهم اجرنی من الناس یا مجید یا مجید یا مجید اور دیگر ایام میں چونکہ حافظ قرآن تھے بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا اور نماز وغیرہ میں اس طرح قرات پڑھتے تھے کہ گویا اولے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تھا کہ اسرار قرآنی اوس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہوتے تھے کہتے کہ حضرت قرآن سطور سے پڑھتے ہیں گویا الفاظ اون کے دل سے نکلتے ہیں اور سرگز آواز بنا بنا کر نہ پڑھتے تھے اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی لیکن حضرت کو کہی کچھ نہ ہوتی تھی

اور بی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے مابعد الدین سرزندگی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت  
سی عرض کی کہ کیا باعث ہے کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی فرمایا کہ شناسوری دیا اسرار قرآنی صحت  
انہیں دیتی کہ پاک بھی جہاں و ان سفر میں منزل پہنچتے تاکہ تلاوت قرآن فرماتے اور جس وقت ایہ سجدہ  
آتی فی الفور سوار سی اور کر زمین پر سجدہ کرتے اور حالت انفراد میں تسبیحات رکوع و سجود پانچ وست  
بلکہ نو و گیارہ پڑھتے اور کبھی تین ہی مرتبہ پراقتصار فرماتے حسب موقع اور حالت امامت میں چار  
دفعہ کیتے چند مدت بحالت امامت پانچ مرتبہ تسبیح رکوع و سجود میں کہتے کہ حضرت حق جل و علی سے ممنوع  
ہو گئی اور چار دفعہ کہنا شروع کیا تاکہ مقتدی تین مرتبہ بفرحت کہیں اور حسب طرح اسباب کی احتیاط  
کرتے کہ سنت میں نقصان ہو اور بی طرح ہمیں احتیاط کرتے کہ زیادتی بھی نہ ہو اور سوائے نماز تراویح و کثرت  
و خشوع اور کسب نفل کی عبادت نہ کرتے اور اسکو مکروہ جانتے اور ہر کلمہ نماز استغفار شروع کرنے اور کبھی بخلتخار پر گفتار اور تشبہ  
بین ائمتہ سب سے اشارت نہ کرتے کہ مذہب خفی میں حرام و مکروہ ہی ہر چہ کہ بہت علماء او کی  
سنت کے قابل ہیں مگر حکم لکھ ادا کر لا مریبین السنۃ والکواہنہ فغفوا اولی مع ذلک  
لک کبھی کبھی مقتضائے حدیث نوافل میں اشارت ہی کرتے تھے تاکہ یہ عمل متروک مطلق نہ ہو اور  
مریض کی عیادت کو جاتے اور ادعیہ مائورہ مریض پر پڑھتے اور دفع مرض کیواسطے توجہ بہا  
فرماتے اور قبروں کی زیارت کو جاتے اور بعد عا ہتفقار مدد فرماتے اور اموات سے استعانت  
جائز کہتے بلکہ خود ہی کرتے اور باطن سے توجہ برفع عذاب و ترقید رجات کرتے دعوت خافض  
فرماتے اور دعوت عام میں تشریف نہ لیجاتے اور مجلس سرود خوانی و ولود خوانی میں حاضر ہوتے  
(مولود عبارت از قصاید غنث و شاعر غیر لغت خواندن مکتوب و سوسہ جلد اول) ذکر ہر ترک ادبی  
بلکہ بدعت جاتے خواص بشر کو خواص فرشتوں پر فضل دیتے اور نبوت کو ولایت سے افضل جاتے  
اگرچہ ولایت اوی ہی کی کیون نہ ہو اور علیہ صحو کو علیہ سکر پر ترجیح دیتے اور صحو خالص نصیب عام  
کالا نام کہتے اور اولیاء عشرت کو جو کہ خلائق کی ہدیت میں مشغول ہوتے ہیں ماولیا و غزلت سے  
جو کہ جنگل و پہاڑوں میں بیٹھے ہیں بہتر جانتے اور تمام اصحاب کو تمام اولیاء امت سے خواہ وہ  
قطب ہوں یا غوث افضل جاتے اور مشاجرت صحابہ کو بہتاد پر محمول فرماتے اور ہوا سے لکھنا  
سے مبلر سمجھتے۔ طریق مشایخ میں طریق نقشبندیہ کو افضل سمجھتے اور فرماتے کہ یہ طریقہ طریقہ صحیح

مع حضرت القضا  
مرقدہ لا بد الدین سرزندگی  
خلیفہ حضرت امام ربانی  
خیرات میں خلیفہ ہوئے

مع دیکھو کہ جو جہتیں  
جلد اول و مکتوب ہجرت  
جلد دوم

ہی شیخ محی الدین ابن العربی کو یہ بھی یاد فرماتے بلکہ اظہار محبت فرماتے مہذبہ یہی ارشاد فرماتے کہ سرچند  
مجموعہ شیخ سی محبت مگر بعض علوم کشفی میں اُنکی پسند نہیں کرتا اور حق اولیٰ کی خلاف سمجھتا ہوں مگر خطا  
کشفی کو درنگ خطا، اجتہادی بعید از مواخذہ جانتے بعض کتب مثل بیضاوی و تجاری و مشکوٰۃ و  
ہدایہ و شرح مواقف و بیضیہ حاشیہ عضدی و عوارف کا درس ہی فرماتے تحصیل علوم کو سلوک کا صوفیہ  
پر مقدم کرتے اور فرماتے کہ صوفی جاہل سحر و شیطاں ہی اور اگر کہیں سفر جائیکا اتفاق ہوتا تو وہ شبہ  
و پخش شبہ کو شروع کرتے اور باقی ایام کو بھی سفر کی واسطے مبارک جانتے کہ اے ایام یا م اللہ والعباد  
اللہ اور جب سفر پر توجہ ہوتے تو دو رکعت نماز استحارہ پڑھتے اول رکعت میں قل یا ایہا الکافرون  
اور دوسری میں قل ہو اللہ احد اور دعا استحارہ بھی پڑھتے اور برآمد ہوتے وقت سورۃ فاتحہ پڑھتے  
الکری اور چاروں قل پڑھتے اور جو وقت سوار ہوتے کبیر کہتے اور یہاں پر پڑھتے سبحان الذی  
سخر لنا بلدًا و ما کنالہ مقبرین بانا الی سر بیا لمنقلبون اور جب شہر یا قریہ میں داخل ہوتے تو یہ  
پڑھتے اللہم اسئلک خیر ہا و خیر ما فیہا و اعوذ بک من شر ہا و شر ما فیہا اور جب  
مترل پر نزول فرماتے تو یہ دعا پڑھتے سب ان لانی منزلًا مبارکًا و انت خیر المزلین اور  
انتاء عبور راہ میں او تر پڑھتے اور میں مرتبہ یہ دعا پڑھتے اعوذ بکلمات اللہ التامات من  
شر ما خلق اور دو رکعت نماز بھی پڑھتے اور سفر میں ہمراہیوں کو تلاوت سورۃ قریش کی  
ترغیب دیتے اور اسطرح جس منزل میں پہنچتی واسطی ذیرت منزل کے دعا استحارہ پڑھتے  
اور بوقت تنہا چلنے کے یہ دعا پڑھتے اللہم راہا حاد لا یجعلها سراجا اللہم انی اسئلک خیر  
ہا و خیر ما فیہا و خیر ما ارسلت بہ اعوذ بک من شر ہا و شر ما فیہا و شر ما ارسلت  
بہ اور بوقت رعد و ظہور ما عقبہ یہ تسبیح پڑھتے سبحان من سبح الرعد بحمدہ و الملائکہ من  
خیفہ و اور اگر کسی کو بلا میں مبتلا دیکھتے تو یہ پڑھتے الحمد للہ الذی عافانی ما ابتلا بہ و  
فضلنی علی کثیر من خلقہ ما تفصلا و جعلنی من المسلمین اور اگر کافرا بابت پرست کو دیکھتے  
تو یہی یہی دعا پڑھتے اور کافر کی کبھی تعظیم کرتے حتیٰ کہ ایک مرتبہ کی نقل ہے کہ حضرت سلطان  
کے سرہا تھے ایک مرتبہ لشکر سلطانی لنگا پر خیمہ زن ہوا حضرت نے جمیع توابعین سے  
منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پائے نہ پیے کہ مہند و نکاح معہ ہے وہاں سے دو را ایک کنول



سنا وہاں سے پانی منگایا اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت کسی جگہ تشریف لگے وہاں کنواں  
پانی عمدہ کا نہ تھا کسی غلصے دریا سے جہنا کا پانی کہ وہاں بے یقین چار کوس پر تھا حضرت کے استعمال  
کی واسطے منگایا جب آپ کو معلوم ہوا فرمایا کہ اس پانی کے پینے میں اسکی تعظیم پائی جاتی ہے اس سے  
فقط استیج کریں اور چہنچہ دیکھتے یہ پڑھتے اللھم کما احسنت خلقتی تخسن خلقی وحرمدجہی  
علی الذل اور اگر اتفاقاً بازار میں گذرہو تا لو کہ توحید پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک  
لہ لا الہ الا اللہ الحمد بحی ویمیت وھو حی لا یموت وھو علی کل شیء قلیدیر  
ابد ابدا اذوالجلال والاکرام اور حبوت مسجد میں آئے اگر وقت کمزور نہ ہوتا تو دو رکعت  
تشیع مسجد پڑھتے اور اوہیں کبھی فرق نہ آتا اور بوقت داخل ہونیکے نیت اعتکاف فرماتے اور  
اس طرح نیت کرتے اعتکاف مادمیت فی ہذا المسجد اور جب دو اتحانہ سے باہر تشریف لاتے  
تو یہ پڑھتے توکلت علی اللہ واعتصمت باللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم  
اور جب ہلال دیکھتے تو پڑھتے اللھما اھلہ علینا بالامن والامان اور ماتون کی  
انگلیوں سے نفس لفظ اللہ بناتے اور اگر مریض کی عیادت کو جاتے تو عفاک اللہ کہتے اور  
جب بنا لباس پہنتے تو پڑھتے الحمد للہ الذی کسانى ہذا الثواب بغیر حول منی ولا قوۃ  
اور لباس کا نام بھی تعین کرتے اگر عامیہ پہنتے تو ہذا العامہ اور قیص ہوتا تو ہذا القیص فرماتے  
اور اگر کوئی اور پوشاک ہوتی تو فرماتے البس جدیداً وعشق حمیداً ودمت شہیداً اطعش  
کہ ہر ایک امر میں حضرت کمال رعایت سنت و مستحب رکھتے تھے اور اس امر کی خادموں کو  
بھی نہایت تاکید ہوتی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے خادم سے فرمایا کہ غلانی جائز  
رکبی میں آؤن میں سے ہٹوڑی ہی لے آؤ خادم نے چند دانہ لاکر سامنے رکھے اپنے ترش ہو کر فرمایا  
کہ ہماری صوفی کو ابھی اس قدر بھی معلوم نہیں کہ اللہ و تدر وحبب التوبہ فرمایا کہ رعایت و تر  
مستحبات ہی ہے۔ مستحب کو لوگ کیا سمجھتے ہیں مستحب دوست و شتمہ اللہ تعالیٰ ہے اگر دنیا  
و آخرت کو ایک ایک مستحب کے عمل میں دین تو بھی کچھ نہیں فرمایا کہ میں اس قدر رعایت مستحب  
کی کرتا ہوں کہ منہ دھوئے وقت خیال رہتا ہے کہ پہلے پانی دہنے زخار پر پڑے کہ تیا من  
لیعنے دہنے سے شروع کرتا مستحب سے ہے نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ایام سخت میں

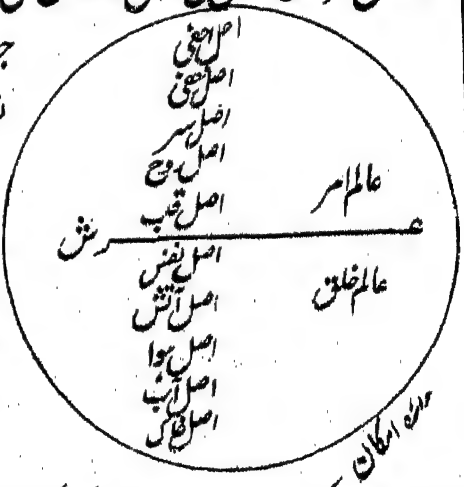
روزہ رکھنے شروع کئے اور باعثِ خافتِ بدن کے دشواری ہوئی کسی نے عرض کی حضرت یکسا  
دن روزہ رکھنے کے ہیں فرمایا کہ ایک مرتبہ انہیں ایام میں ماہ رمضان گزرا ہے اوسمیں اکثر دن کو  
استیجا کرینکا اتفاق ہوا تھا اوسکی قصدا احتیاطی ہے اور اسی تقریب میں اپنی والد کا ذکر کیا کہ جہاں  
تک ممکن ہوتا روزہ نہیں دیکھا تھا اگر تے اور اگر بصورت اتفاق ہو جاتا تو اُنس کی قصدا کہتے سبحان  
اللہ نعم السلف و نعم الخلف اور جس طرح حضرت رعایتِ متعب کی کرتے تھے اسی طرح رعایتِ  
اعصاب ہی تھے نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پلنگ پر ہشیکہ دفعتاً اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا  
کہ بچہ ہونے کے نیچے کاغذ ہے نکال لو گویا اسقدر گوارا لگیا کہ اتنے کا غد نکالے آپ بیٹھے رہیں اور  
ایک مرتبہ کا کوڑی کہ ایک حافظِ فرش پر بیٹھا ہوا قرآن پڑھتا تھا حضرت نے جو خیال کیا تو اپنی  
نیچی فرش زیادہ پایا جیسا کہ صدر نشین کیجے ہوتا ہے فی الفور وہ فرش زیادہ اپنی نیچے سی نکال دیا  
اور اس حافظ کے ہم فرش ہو گئے خواجہ محمد شمس کشمی نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیشاب کرتے  
تشریف لیگئے جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا لکھ لکھتے دل میں خیال گزرا کہ نیکو  
اسباب کتابتِ حروف قرآنی سے ہی مع اوسکی اسجگہ بیٹھنا خلافِ ادب ہے سو چکر فی الفور باہر  
نکل آئے اور ناہتہ دہو کر پہرہ تنجہ کو تشریف لیگئے

## مقام چوتھا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے سلوک کے بیان میں

سلوک مجددی جو اس ناچیز کو بواسطہ حضرت سیدنا مولینا غلام نبی صاحبِ للہی اور انکو اپنی پیر  
جناب مولینا غلام محی الدین صاحبِ قصوری اور اول کو اپنے پیر حضرت شاہِ غلام علی صاحبِ  
دہلوی اور انکو اپنی مرشد حضرت مرزا مظہر جانجمان اور انکو اپنی شیخ سید نور محمد بدوانی اور انکو شیخ  
سیف الدین اور انکو اپنی والد حضرت خواجہ محمد مصوم اور انکو اپنی والد امام الطریقہ حضرت امام  
ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہم سے پوچھا ہے وہ طے لطایفِ عشق  
وسہ گانہ ولایت و کمالاتِ ثلاثہ و حقایقِ سبعہ سے مراد ہی واضح ہو کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی  
کے نزدیک انسان ایک مجموعہ اجزاء عشرہ یعنی اربعہ عناصر و نفسِ ناطقہ و قلب و روح  
و سر و خنقی و اخفی ہے اور انہیں کو لطائفِ عشرہ بھی کہتے ہیں منجملہ ازان اربعہ عناصر و نفسِ ناطقہ عالم

خلق سے ہیں اور لطایف خمسہ یعنی قلب و روح و سرخنی و اخنی سے اس سے جملہ قوائے انسانی  
 انہیں اجزاء سے مرکب ہیں اور یہ اجزاء اسپین ایک دوسرے کے ضد ہیں جس طرح کہ اربعہ عناصر  
 ایک دوسرے کی ضد ہیں ایس طرح پنجگانہ امین بھی علیحدہ علیحدہ خاصیت ہی نفس ناطقہ خود خواہ  
 خودی ہے یہ کیسے کا تابع ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہی چاہتا ہی کہ سب سے زیادہ ہوں اللہ تعالیٰ  
 فی اپنی قدرت کاملہ سے ان ضدوں کو ایک جگہ جمع کر کے ایک مزاج خاص اور بیست وحدانی  
 عطا فرمائی اور اُس کو ایک صورت خاص بخشی کہ اجزاء متفرقہ و متضادہ کی حفاظت کرے اور  
 اس مجموعہ کا نام انسان رکھا اور باعتبار جامعیت و حصول بیست وحدانی بتبشر لطف خلافت  
 مشرف فرمایا یہ دولت عظمیٰ سوا حضرت انسان کے اور کیسے نصیب نہیں ہوئی اصول ان  
 لطایف عشرہ کے عالم کبر ہیں میں منجملہ لطایف عشرہ اصول قلب و روح و سرخنی و اخنی فوق  
 العرش جبکہ لامکانی ہی کہتے ہیں و اصول عناصر اربعہ و نفس تحت العرش مگر اصل بر طیفہ عالم  
 خلق کی اصل طیفہ از الہیہ عالم امر ہے چنانچہ اصل نفس اصل قلب و اصل با و اصل روح و اصل  
 آب اصل سر و اصل نار اصل خنی و اصل خاک اصل اخنی ہے اور یہ جملہ خلق و ام و ظل و دیرہ امکان ہی

جب حق تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے بعد  
 تشویر اس مع کل جسمانی میں جسم عالم امر کو اپنے  
 اپنی محل و موقع سے جگہ عطا فرمائی تو بسبب  
 علاق و عوالم مخلوط نفسانی انہوں نے اپنی  
 اصل کو بالکل فراموش کر دیا لیکن توجہ یہ رکھ کر  
 مکمل میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ اویسی  
 برکت سے وہ اپنی اصول سے آگاہ و خبردار ہو



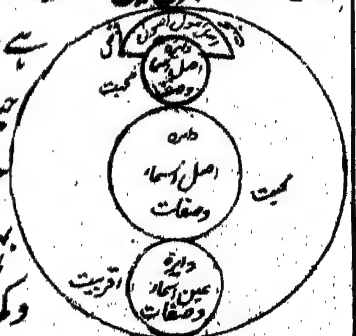
ہیں اور اویسی کی جانب میلان اور طیلان کر کے اوس میں داخل ہو کر استہلال و منحلال  
 پیدا کرتے ہیں سلوک محسوس و معنی و اثبات شروع ہوتا ہے اور اوس کے تین طریقہ  
 فرمائے ہیں طریق اول فراموشی اسم ذات طیفہ قلب ہی اسم ذات کا طریقہ یہ ہے کہ دل کو جمع خطرات  
 و حدیث نفس سے خالی کر کے صورت پیرلی با و ب تمام تقابل یا اندر دل کے حاضر کرے کہ تصور

صورت شیخ وسطی رفع خطرات کے عجیب الاثر ہے اور زبان کو تالو سے لگائے اور بچھڑے ہوئے توجہ  
 قلب صنوبری کے زیر پستان چپ بقاصدہ دو انگشت واقع ہے ہوا اور اسم مبارک اللہ اللہ بلا لحاظ  
 کسی صفت کے زبان دل سے کہے بغیر اس کے کہ صورت دل کا تصور کیا جائے یا سانس بند کیا  
 جائے بلکہ سانس بجائے خود ائی جائے اور ذکر بجائے خود کرے اور جب پچیس مرتبہ کہے لے تو زبان  
 سے کہے کہ الہی مقصود میرا تو ہے اور رضائیری اپنی محبت و معرفت بھی عطا کر یہ لطیفہ زرد رنگ  
 زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام ہے جس کی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اس کو آدمی  
 المشرب کہتے ہیں بعد ازاں بطریق مذکورہ بالا لطیفہ روح سے کہ اس کا محل زیر پستان ہی ذکر کرے  
 یہ لطیفہ بزرگ سرخ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے جس کی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول  
 ہوتا ہے اس کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں بعد ازاں سر سے اس کا رنگ مقیدہ زیر قدم حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام ہے جس کی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اس کو عیسوی المشرب کہتے  
 ہیں زان بعد خفی سے اس کا رنگ سیاہ زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے جس کی کو اس  
 لطیفہ کی ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اس کو موسوی المشرب کہتے ہیں اسکے بعد خفی سے اس کا رنگ  
 سبز زیر قدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کسی کا وصول اس کے ذریعہ سے  
 ہوتا ہے اس کو محمدی المشرب کہتے ہیں اس کے بعد لطیفہ نقش سے کہ اس کا محل پیشانی سے ذکر  
 کرتے ہیں اور اس کے بعد لطیفہ قالب ہے کہ اس کی جگہ تمام بدن ہے چاہے کہ ہر بدن کو  
 ذکر جاری ہو جائے اور اسی کو سلطان الاذکار کہتے ہیں طریق ذکر نفی و ثبات کا یہ ہے کہ  
 دوزانو بیٹھے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور زبان خیال لا کو ناف ہی کی پچھلے فرق پر  
 ہو جائے اور پھر وہاں سے آگے کو پچھلے دانتے مونڈے پر لاوے اور لا اللہ کو مونڈے ہی  
 قلب پر پونچاوے کہ اس مجموعہ کا نقش لا سکوس (۸) ہو جاتا ہے اور بروقت چھوڑنے  
 سانس کے محمد رسول اللہ خیال میں کہے اور ذکر کرتے وقت کسی عضو کو خبش نہ ہو اور ہر سانس  
 میں طاق عدد کہے کہ اسی کو وقوف عدی کہتے ہیں اور جب پچیس مرتبہ کہے لے تو زبان سے  
 کہی کہ الہی مقصود میرا تو ہے اور رضائیری اپنی محبت اور معرفت بھی عطا کر اور برزت کہنے لا  
 اللہ خیال کرے کہ نہیں کوئی مقصود اور بروقت لا اللہ کہنے کے مگر اللہ +

واضح ہو کہ جس مفید حرارت قلب و ذوق و شوق و رقت و لغی خواطر و ترقی محبت و پیشتر  
 موجب حصول نفس کشف ہوتا ہے دو سر طریقہ مراقبہ ہے مراقبہ مشتق ہے ترقب سے اور ترقب  
 انتظار کو کہتے ہیں پس مراقبہ گویا انتظار فیض الہی ہے چاہئے کہ ہر وقت بنیاد و شکستگی  
 تمام متوجہ الی اللہ ہو اور کوئی خطرہ دل پر نہ آنے دے اس صورت میں ذکر کی کچھ ضرورت  
 نہیں ہوتی طریق سیوم ذکر رابطہ ہی یعنی پیر کی صورت اپنی مدد کے یا دل کے اندر تصور کرے  
 جب اس شغل کا غلبہ ہو جاتا ہے تو ہر چیز بصورت پر نظر آتی ہے اور اسی کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں  
 اور یہ اقرب طریق ہے ہر چند کہ ذکر اذکار موجب ثمرات و برکات ہیں مگر اس طریقہ میں مدار کار  
 محبت و رابطہ شیخ پر ہے براہ محبت طالب صادق ہر ساعت شیخ سے اخذ فیوض و برکات  
 کرتا ہے اور بوجہ مناسبت باطنی انا قائم پیر کے نگہ میں رکھا جاتا ہے ذکر تنہا ہے رابطہ شیخ  
 اس طریقہ میں موصول نہیں ہے بلکہ بخلاف اس کے صرف رابطہ بارعایت ادب صحبت توجہ  
 و التفات پیر ملا ذکر موصول ہے البتہ اور طریقوں میں کہ مدار کار اوراد و اذکار و ریاضات و  
 اولعیضات پر ہے اول میں رابطہ کی چندان ضرورت نہیں ہے لیکن اس طریقہ میں عینہ طریقہ  
 اصحاب کرام ہے و افادہ و استفادہ العکاسی ہے اس میں صرف صحبت شیخ بارعایت ادب  
 کافی ہے جس طرح صحبت حضرت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بشرط ایمان و انقیاد  
 کافی تھی اور یہی وجہ ہے کہ یہ طریقہ جملہ طرق میں اقرب و سابق و اوفی و اسلم و احکم و اصدق  
 و اول و اجل و ارفع و اکمل ہے نظم نقشبندیہ عجب قافلہ سالاراندہ کہ بزرگ زرہ پیمان ہر گام  
 را بہ از دل سالک رہ جاوید صحبت نشان پی پی برد و سوسہ خلوت و فکر چلہ را بہ قاصرے کو زند  
 این طایفہ را طعن تصور بہ حاش مد کہ برابرم بزبان این گلہ را بہ ہمہ شیران چہان سبتہ این سلسلہ اند  
 رو بہ از چیلہ چہان بسلسلہ این سلسلہ را بہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ شکر این نعمت عظمی  
 بکدام زبان بجا آرد کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ رافقہ الابد از تصحیح عقیدہ موجب آرا اہل سنت  
 و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سیہم بسلوک طریقہ علیہ نقشبندیہ مشرف ساخت و از مردان و منشیان  
 این خانوادہ بزرگ گردانیدہ نزد فقیر یک گام درین طریقہ زدوں برابر ہزار گام طریق دیگر است  
 رہے کہ کمالات نبوت بطریق تسبیح و وراثت کشاد میشود مخصوص باین طریق عالیت منتہائی

کلمات نبوت کو صرف اس طرح ہی سمجھنا چاہیے

طریق دیگر انہایت کمالات ولایت است از انجا رہے کمات نبوت نکشاده اند از انجا است کہ این  
 مقبر در کتب و رسائل نمودہ نشدہ کہ طریق این برگواران طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان جانچ  
 اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت خط وافر گرفتہ اند مستہیان این طریق نیز از ان کمالات  
 بطریق تبعیت نصیب کامل میسند و بتدریج و متوسطان کہ ملزم این طریق اند و محبت کا مہجستیان  
 این طوفان دارند نیز امید دارند المرح من حسب الشائست و در افتادگان را بعد اتمام لطایف  
 سبع مراقبات شروع ہوتی بین مراقبہ اول مراقبہ حضور ہے یہ مراقبہ ولایت صغری کا ہی فیض  
 اس کا لطیفہ قلب پر آتا ہے حضرت کا معمول ہی کہ قبل سمیت مفہوم الہ حاصری و فاطری ملحقین  
 فرمایا اور جب سالک کو جنوب جمعیت و بیخبرگی ہو جاتی تو قطع دایرہ امکان کا خیال فرماتے اور پھر مراقبہ  
 جمعیت کی مفہوم و ہوسمک اینکا کتیم تعلیم فرماتے یہ مراقبہ ولایت صغری ہے دائرہ ولایت صغریٰ اس کا  
 فیض لطیفہ قلب پر آتا ہی یہاں ظلال اسما و صفات میں سیر ہوتی ہی نہیں ولایت صغریٰ اس کا  
 و علمات نسبت و توحید فعلی و تجلی برقی و شہود وحدت در کثرت و شوق و پیش و سکون  
 و جذبات و واردات و فنا و بقا و اہ و لغو و تفرق و تجرد و وقت و دوام حضور و دیگر حالات  
 مثل وحشت و حیرت و انکشاف سرجمیت و حصول مقامات عشرہ یعنی توبہ و انابت و نہد و  
 قناعت و ورع و فکر و صبر و توکل و تسلیم و رضا اجمالاً و کشف قبور و کشف قلوب و کشف ارواح  
 اس مقام میں حاصل ہوتی ہیں ذکر اسم ذات و نفی اثبات و تہلیل لسانی اسمجگہ فائدہ بخش ہے بعد  
 از ان ولایت کبری میں کہ ولایت انبیاء ہے سیر واقع ہوتی ہے اور اس میں تین دائرہ اور ایک قوس  
 ہے دائرہ اول مراقبہ اقربیت مفہوم اینہ و نحن اقرب الیہ میں  
 جبل الوریڈی اس کا فیض لطیفہ نفس اور لطایف خمسہ پر آتا ہی  
 حضور و گرامی و عروج و نزول و جذبات مانند قلب اس جگہ  
 ہی حاصل ہوتی ہیں لیکن یہ نسبت قلب کے اس جگہ بد مزگی و  
 و کم حلاوتی ہے ذکر تہلیل زبان و خیال اس جگہ ترقی بخش ہے  
 بعد از ان مراقبہ محبت کہ مفہوم ہمیم و بچونہ ہے یہ مراقبہ ہی ولایت کبری کا ہے اطمینان شوش  
 مقام جذبات و تہملک و انحلال حقیقت فنا و حقیقت سلام و شرح صدر و دوام شکر و رضا



انجگہ حاصل ہوتی ہے اور تقاضا پر چون و چرا جاتی رہتی ہے قبول تکلیفات شرعیہ میں احتیاج دلیل نہیں رہتی وضع امانیت و انتہام تیات و عید تصور و تہذیب اخلاق و ترکیہ رزائل شل حرص و بخل و حسد و کبر و حب جاہ و محبہ اس مقام میں حاصل ہوتا ہے بعد تمام ہونے ولایت کبریٰ کے ولایت علیا پیش آتی ہے انجگہ مور و فیض غاثر لکھ لینے آبِ باد آتشِ بہانِ عاثر لکھ کو عروج و نزول ہوتا ہے سلطان الاذکار سے جو مبتدیان کو صفائی ہوتی ہے وہ

دائرہ ولایت علیا

اور ہی اور یہ حقیقہ عناصر اور بہان کے حالات و کیفیات کمال لطافت و نزاکت ہیں اور کچھ عجیب غریب وسعت باطن میں پیدا ہوتی ہے اور مدارِ اعلیٰ سے مناسبت حاصل ہوتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگر لاکھ کرم سے ملاقات بھی ہوا اور اسرار قابل استشار ظاہر ہوں ذکر تہلیل و صلوات نافذ انجگہ مفید ہیں بعد ان اگر فضل الہی شامل حال ہو تو کمالات نبوت میں سیر ہوتی ہے کمالات نبوت عبارت دوام تجلی ذاتی ہے بے پردہ اسرار و دائرہ کمالات نبوت صفات ہے انجگہ ایک نقطہ طے کرنا صحیح مقامات ولایت کے افضل و بہتر ہے۔ یہاں حضور بے جہت ہوتا ہے پچھلی طلب و تپش و بیانی و شوقِ حال و مقام توحید و وجودی و شہودی مراحل دور رہ جاتی ہیں اور بجائے اون کے بردیقین و نکارت و جہالت حاصل ہوتی ہے یہاں وصل عریان و صفائی وقت و حقیقت الطینان و اتباع ہوا و ما جا بہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و کمال وسعت نسبت باطن ہے کیلی و حرمان نقد وقت ہوتا ہے یافت و ادراک اس جگہ علامت نارسائی مور و فیض یہاں صروت لطیف خاک ہے انجگہ اور ایندہ کے جملہ مقامات میں نماز بطول قنوت و تلاوت قرآن شریف ترقی بخش ہے مگر تین سپارہ سے کم نہیں چاہیے اور اگر قرآن شریف یاد نہ ہو تو ایک بار مرتبہ سورۃ اخلاص بھی کافی ہے اور اوراد و اذکار ماثورہ کھانے و پینے و سونے میں معمول کرنا چاہیے غور کہ اس جگہ حقد راتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اوسی قدر ترقی باطنی ہوگی بعد ازاں مقام کمالات

رسالت

عشرہ

کی ترکیب

دائرہ کمالات رسالت

ہے انجگہ مور و فیض ہیبت و حدائی ہے کہ بعد تقرر و تکمیل لطایف حاصل ہوتی ہے جیسے کہ کوئی حکیم حافظ متفہم تھا اجزا وزن درست کر کے ایک میمون خاص مزاج کی بنیاد پڑھو



وزول و انجذاب تمام بدن کو نصیب ہوتا ہے بعد از ان مرحلہ کمالیات اور الوہیہ  
پیش آتا ہے اس جگہ بھی موردِ فیض بہتیت و حدائق ہے یہ مقامات یعنی کمالیات  
نقشہ آپس میں قشر و سحر کافرق رکھتے ہیں مقام فوق مثل سحر خیال کرنا چاہیے  
مقام تحت مثل قشر واضح ہو کہ اس کے اگے ذات بحت کو ایک دور پیش آتا ہے  
ایک بجانب حقائق انبیا اور ایک بجانب حقائق الہیہ خاندان مجددیہ منظر یہ سید میں بعد کمالیات حقائق  
الہیہ کی سیر کرتے ہیں اور خاندان منظر یہ للہیہ میں بعد کمالیات حقائق انبیا کے چونکہ راقم الحروف الہی  
ہی اس سبب بعد کمالیات حقائق انبیا کہتا ہے حقیقت ابراہیمی (دائرہ) یہ  
مقام خلعت از بس شگرت و کثیر البرکات ہی اس مقام میں انبیاء تابع حضرت (حقیقت ابراہیمی) (دائرہ) یہ  
ابراہیم طفیل المد علی نبیہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور حضرت حبیب ب (العالین  
علیہم السلام) مکمل ہا متابع ملت ابراہیم حنیفا موریں اور اسی واسطی آنحضرت صلعم نے برکات  
صلوٰۃ پر اپنی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صلوٰۃ و برکات سے تشابہ کیا ہے کہ اللہ صل علی  
محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم ایک حمید مجید۔ اللہ باریک علی محمد و علی  
آل محمد باریک علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید فرمایا ہے پس اس سے ہی تیر و برکت اس مقام  
کی دریافت کرنا چاہیے اس جگہ سب ایک کو انش خاص حضرت حق سبحانہ سے پیدا ہوتا ہے اور تمام خالق سے  
استدراج اتفاق ہو جاتی ہے کہ کسی کی توسط پر راضی نہیں ہوتا گویا کہ ولا الیک فلا صاحب لی کا  
صدق ہوتا ہی درود مذکورہ بالا تین ہزار مرتبہ پڑھنا اس جگہ ترقی بخیر ہے حقیقت موسوی  
مقام محبت صوفیہ حضرت موسیٰ علی نبیہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں سیرت تابع حضرت  
علیم المد علیہ السلام اس مقام پر پہنچنے میں اس مقام میں کیفیت عجیب بقوہ تمام  
ظاہر ہوتی ہے اور باوجود طہور محبت ذاتی شان اتھنالی و سبب نیازی ہی ظاہر  
ہوتی ہی اور یہی سید ہی کہ بعض موصحات پر حضرت کلیم المد علی نبیہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام  
سی کلمات گستاخانہ سرزد ہوئے کما قال اللہ سبحانہ حکایت عن قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
ان محی الا فتنت اور ایک قسم کا اس جگہ شور و شوق ہی پیدا ہوتا ہے کہ منشاء راجع الی الفضل  
الیک ہے لیکن جو شور و شوق قلب میں ہوتا ہے وہ ادبی اور لیلی ہے وہ موجب شور و شوق ہے اور یہ

باعث کمال طینان و وسعت و بزرگی باطن و اولاد طاعت و استوائے ایلام و انعام محبوب ہوتا ہے  
 درود و شریف الہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین خصوصاً علی کلکلمہ موسیٰ بقدر  
 مذکور بالا ترقی بخش ہے حقیقت محمدی دائرہ حقیقت محمدی اس مقام میں اس مقام میں تاج کو اپنی شمع  
 وایتہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ایسی شہادت و مناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا بقیبت درمیان سے اوٹ ہو گئی اور امتیاز تابع  
 و تبعوع زایل ہو جاتا ہے اور ایسا مستہم معلوم ہوتا ہے کہ گویا تابع و تبعوع دونوں ایک ہی شمشیر سے  
 پانی پتے میں دھم اغوش ایک کنار و ایک بستر ہیں مگر تابع اپنے تین طفلی اپنے تبعوع کا جانتا ہے و  
 معنی قول امام ربانی مجد و الف ثانی کہ خدا را اذان دوست میدارم کہ رب محمد است اسمکے ظاہر ہوتے  
 ہیں اس مقام میں جمیع حرکات و سکنات دینی و دنیوی میں اتبع محبوب رب العالمین میرا المرسلین  
 مرغوب ہوتا ہے درود الہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد فضل صلواتک  
 بعد و معلوماً و بارک و مسلم بعد و مذکورہ بالا ترقی بخش ہے حقیقت احمدی حقیقت احمدی  
 یہ مقام محبوبیت ذاتیہ صرف سے ناشی ہے اور یہ نسبت حقیقت سابق کے حضرت ذات سی ایک  
 مرحلہ نزدیک ہے اور حکم روح رکھتی ہے کیونکہ حقیقت سابق حضرت مسلم کی تعین جسدی ہے  
 اور یہ تعین روحی اس جگہ علو نسبت با شعثان الوازظہور فرماتی ہے اور یہ عجیب و غریب کیفیت  
 حاصل ہوتی ہے امام الطریقہ حضرت امام ربانی مجد و الف ثانی نے رحمتہ اللہ علیہ اس مقام کے  
 ایضاح میں اس طرح فرمایا ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسمی بدوام است کہ ہر دوام  
 مبارک لا در قرآن مجید مفسور است فرمود محمد رسول اللہ دور حکایت، بشا رت روح اللہ اسمہ اللہ  
 جبر کلام ابن دوام مبارک و ولایت علیحدہ بہت ولایت محمدی برحقہ ناشی از مقام محبوبیت اوست علی الصلوٰۃ  
 و السلام اما تاج محبوبیت صرف کا ن نسبت مزجی الانشاء محبت و غوار و اگرچہ اک مزاج بالا صالت اور اثابت  
 نہایت اما باطن مقام محبوبیت صرف بہت و کمال احمد ناشی از محبوبیت صوفیہ کہ شامیت ملازم و کمال صفت سابق  
 قدم است و یک مرحلہ از طلب نہد کہ بہت و کمال مرغوب تر ہے محبوب جہد و محبت تامل بود و اشتغال با حق و کمال غرور  
 وعد نظر محب نہایت زیاد و محبت زیاد و بیشتر محبوب را خود جہد سازد و شیعہ و دعا را ترک زند سہل نہایت آتم دیکھا بہت و کمال  
 نظیر و آوست و ملوان از انراط عشق بہت سبحان اللہ و محب کسی بہت ساری کہ کہ اذ کلامہ مقدس و احد است و در سلسلہ

حرف میم که از نحو امضی اسم الی است جلشانه در عالم همچون گنجایش ندارد که در عالم چون تعبیر از آن سر  
کنون بجز از حلقه میم توان کرد و اگر گنجایش میداشت حضرت حق سبحانه و تعالی بان تعبیر میمود و احد احد  
است که لا شریک له است و حلقه میم طوق عبودیت است که بنده را از مولاتی تنیز گردانیده است پس بنده  
همان حلقه میم است و لفظ احد از برای تعظیم و آمده است و اظهار و اختصاص او کرده علیه و اله الصلوٰۃ  
و السلام چونام اینست نام آور چه باشد: بکرم تر بود از هر چه باشد بعد از هزار سال که آنرا تائیدی  
نهاده اند در تعبیر اسور عظام معاند اولایت با نیولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجاسید  
و کار و بار از دو طوق عبودیت بیک طوق رسید و بجائے طوق تحقین حرف الف که رمز است از نب  
اوست تنگن گشت نام محمد احمد شد علیه و علی اله الصلوٰۃ و السلام یا نش آنست که دو طوق عبودیت عبارت  
از دو حلقه میم است که در اسم مبارک محمد صلی الله تعالی علیه و اله و اصحاب و سلم و بارک اندراج یافته است  
تواند بود که آن دو طوق اثرات بد و خیرین او باشد علیه و علی اله الصلوٰۃ و السلام یکے ازان دو  
تین جسدی بشری است و دو متین روحی ملکی و در تعین جسدی هر چند بواسطه عروض و تفتور زنده  
بود و تعین روحی قوت گرفته اما اثر آن تعین باقی مانده بود و هزار سال با است تا آن اثر نیز زایل شود  
و نشانی از تعین نماند و چون هزار سال آخر آمد و اثر سے ازان تعین نماند یک طوق عبودیت  
از ازان دو طوق گسته شد و تر و الے و فانی بان طاری گشت و الف الوهیت که آنرا در رنگ  
بقائے بانه توان گفت بجائے آن نشست ناچار محمد احمد گشت و ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال  
فرمود پس محمد صلی الله تعالی علیه و اله و اصحاب عبارت از دو تعین آمد و احمد کثایت از یک تعین باشد  
و پس این اسم بحضرت اطلاق بحضرت اطلاق اقرب باشد و از عالم دورتر بود سوال نشاء بقا که مثل آن  
قرار داده اند و ولایت را بان مربوط ساخته چسبیده است و این فنا و بقا که در تعین محمدی گفته شد بکدام  
معنی جواب فنا و بقا که ولایت بان مربوط است فنا و بقا شهودیت اگر فنا و زوال است باعتبار  
نظر است و اگر بقا و ثبات است هم باعتبار نظر آنجا صفات بشری رسالت است نه زوال و فنا و این  
تعین همچنین است بلکه آنجا صفات بشری را زوال وجودی تحقق است و انحلال از جسدی بروحی  
کامین و در جانب بقا این جایز هر چند بنده حق نشود و از بندگی نه بآید اما بحق نزدیکتر اقدوسیت  
بیشتر پیدا میکند و از خود دورتر گشته احکام بشری از وی سلب و میگردد و بسبب حقیقت

احمدی حب صرفہ

والاعین بیان نہیں

اور یہی حب نشاء

دائرہ  
حب صرفہ

پیش آتا ہے علو و سیرنگی اس مقام کے بسبب قرب ذات مطلق ہو سکتی اول چیز کہ گنجینہ مخفی سے ظہور پذیر ہوئے یہی حب ہے و بعد اخلق ہے اگر یہ حب ہوتی دریا کا دکھلنا چاچہ جیٹ

شریف گشت کتر اٹھایا فاجبت ان اعرف مخلقت الخلق لاعرف اس پر نفس قاطع ہے یہ مقام خاص

شیاب رسول صلعمہ و سلم کا ہے پچھلے حقائق اس مقام کے ظل میں سرحدیث قدسی اولاک لما

خلقت الافلاک اس سے دریافت ہوتا ہے دیگر حقایق انبیا کا اس جگہ کچھ نشان نہیں ملتا اسکے بعد لا

ہے کہ یہ قدسی کی جگہ گنجائش نہیں ہے البتہ سیر نظری ہوتی ہے اور یہ

ذات بخت و صفات ثنائیہ یعنی تکوین و قدرت و وسع و بصیر و کلام

حیاء و ان کے اصول و اصول اصول میں ہوتی ہے حقیقت کعبہ

دائرہ لائتین

یہ مقام سر اوقات عظمت و کبریا ہے ذاتیہ الہیہ ہے اس جگہ باطن سالک پر ایک

سایہ وار ہوتی ہے اور حب اس مقام میں فنا و بقا حاصل ہو جاتی ہے تو

سالک توجہ ممکنات اپنی جانب پاتا ہے حقیقت قرآن

دائرہ حقیقت کعبہ

دائرہ حقیقت قرآن

عبارت مبد و وسعت چون حضرت ذات ہے اس جگہ نکات و اسرار مقطعات و تشابہات

ظاہر ہوتے ہیں اور وقت قرأت زبان فارسی علم شجرہ رکنتی ہے بلکہ بسا اوقات تمام قالب حکم زبان

پیدا کرتا ہے اور غالباً علامت انکشاف انورق ان مجید ایک ثقل باطن عارف پر ہوتا

ہے گویا اناسلتی ملک قولاً ثقیلاً اس سے مراد ہے حقیقت صلوٰۃ

عبارت کمال وسعت چون حضرت ذات سے ہے یہ مقام جامع جمیع

کمالات ہے اگر حقیقت کعبہ ہے وہ بھی جز و صلوٰۃ ہے اور اگر حقیقت

قرآن ہے وہ بھی جز و صلوٰۃ ہے جس شخص کو اس مقام سے مناسبت تاہم پیدا

ہو جاتی ہے وہ بروقت نماز گویا رشا و دنیوی سے خارج اور نشاء اخروی میں شامل ہو جاتا

ہے اس جگہ سیر حقایق انبیا ختم ہوتی ہے اور سالک کو حقایق الہیہ کی سیر کرائی جاتی ہے و معنون حدیث ان

نقید اسد کائنات راہ ہوجہ کمال ظاہر ہوتا ہے اور وجود دولت کہ مخصوص باخبر ہے اس خط و افرعال ہوتا ہے

حق یا لا الہ الا وہی فی الصلوٰۃ اس جگہ کہتا ہے صاحب مقدمات کہ نے لکھا ہے کہ موم سے

دائرہ

حقیقت صلوٰۃ

کہ ترک اکل و شرب و امین ہوتا ہے صفات صمدیت میں شامل ہونا ہے اور نماز سے کہ عابد و معبود کا امتیاز کرنا ہے غیر اور غیریت میں الٹ ہے امام اطریقہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ صاحب فتوحات کا یہ کلام نبوی سر توحید و وجودی ہے کہ جس کا منشا و سر و عدم اکا ہی از حقیقت نمازی جو لوگ کہ سماع و وجود تو اوجد در قص و رقاصی کے نو گرین اگر شہ ہی حقیقت صاۃ سے آگاہ ہوتے تو ہرگز اس طرف خیال نہ کرتے مگر کیا کریں چون ندیدند حقیقت رہ انسانہ زوند معبودیت صرفہ **مجددیت** یہاں کیسی کمال جمال قدم زدن نہیں عابدی و معبودی میں گنجائش قدم ہی مگر جب معاملہ معبودیت صرفہ پر پہنچا تو پہ قدم کیا مگر الحمد للہ کہ سیر نظری کو اس جگہ جایز رکھا ہے اور بقدر استعداد گنجائش پر ہی ہے بلا بودی اگر این ہم بودی۔ شاید کہ قف یا محمد اسی کو تا ہی قدم سے اشارہ ہے سیر نظری و سیر قدمی سے یہ مراد نہیں ہے کہ دمان شہود و مشاہدہ ہے یا قدم رکھنے کی گنجائش ہے بلکہ سیر از قبل متشابہات میں من لم ینق لم یدر یہ ایک وصول مجہول الکفییہ اگر صورت مثالیہ میں نظر آیا تو او کو سیر نظری کہا اور اگر وصول قدمی ہو تو سیر قدمی کہا و اگر نہ دمان نظر کیا اور قدم کہاں اس جگہ عبادت سلواتیہ سے حدت نظر و ترقی بصر کو ترقی ہوتی ہے واضح ہو کہ طے مقامات مجددیہ تو جہد و انقیاد پیر کامل مکمل پر موقوف ہے اور بلا تو جہد پیر کامل مکمل پائے سعی لنگ ہے ایسا شخص جسکی مسنت صحبت میں یہ مقامات حاصل ہوں انارور کامل معدوم ہیں کاتب الحروف کے علم میں اسوقت حضرت مرشدنا و قبلتنا حضرت مولینا عاقلہ علامہ شی صاحب احمدی الہی مظاہم العالی کی خدمت با فرو سعادت میں تو البتہ یہ مقامات بوجہ احسن حاصل ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اول کو تسلیک مقامات مجددیہ میں ایسی قوت قدسیہ عطا فرمائی ہے کہ جس کا نظیر حکم عقلاے مغربی رکھنا ہی وسعتی میں بظرف ہے سے قدر میں سے نشانی سجدہ آنا پختی بن با وجودیکہ جہان خصوصاً ہندوستان پر از کفر و شرک و بدعت و دوا بیت ہی مگر مبد رفاض نے حضرت مرشدنا و مولینا کو ایسا سراپا تاثیر بنایا ہے کہ بارے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہجر و تلقین مقام سالک پر فیوض و برکات اس نظام کے وارد ہو جاتے ہیں اور قوت تسلیک مقامات اس سے قیاس کرنا چاہیے کہ کسی کو صرف ایک ہینہ کے عرصہ میں اور کسی کو ہر ایک مقام پر صرف سات سات تو جہد فرما کر طے سلوک مجددیہ کر دیا ہے اور سالک نے بقدر اپنی استعداد کے ہر مقام کا بخوبی امتیاز کیا و ہذا من اعجب بحجرت

و من اعظم النصرفات اس وقت تک حضرت کی خدمت سر پا برکت میں چالیس کے قریب آدمی  
جلد مقامات مجددیہ حاصل کر چکے ہیں اور اجازت صغریٰ و کبریٰ تک تو اس قدر پہنچے کہ شام  
نہیں اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر شریف میں برکت کرے کہ جو دوسو دایک آیت الہی و رحمت  
رحمتہاے رب العالمین سے ہی :-

بناشد هیچ کس مانند او از نوع انسانی  
نہار اگر سوزد با مہر تابان لاف رخشانی  
بجز احوال نہ بیند کس درین عالم در ثانی  
نہا شد چرخ را با قدر و امکان عیشانی  
ز تسویلات نفسانی و تلبیسات شیطانی  
مدد یار روح شاہ نقشبند و دعوت گیلانی  
برین سنگ بنگر از روئے کرم و انسا کہ سیدانی

ز اتقنا سے خطانا غایت مغرب زمین امرو  
زہ تطالب جہان و دعائی مبتائش منیرہ  
ز خورشید جالش نیست جز خفاش بے بہرہ  
ز سید مہر را فیض اولاف جہا گیری  
بجان شوبندہ ہشش ای آگہ یواہی شدن آلود  
تمناے قبولش دارم و دانم کہ نا اہل  
سگم از سنگ بے کتر تو بخم الدین صفت جاہل

لیکن جس شخص کو ان مقامات کی بشارت ملے وہ یہ خیال کرے کہ میں مثل اولیا متقدمین  
ہو گیا ہوں اور مقامات مذکورہ میں مثل اولیاء حضرت کے رفعت و توقید اکر لی ہے بہرہ خوب  
دیند اسے واضح ہو کہ نسبت حضرات مجددیہ انکام سے جس طرح کہ آئینہ کو آفتاب کے مقابل  
میں کرین تو نور آفتاب آئینہ میں منعکس ہو جاتا ہے اسی طرح اس طریقہ میں ہی انوار پیر کا پرتو باطن  
پر پڑتا ہے پس بعد یہ توہ پڑنے لگے اگر مرید اس کو حفاظت رکھے اور اوس کی پرہیزگاری کرے تو انتشار  
اصد تعالیٰ منعقد ہو جائیگا بلکہ اگر وہ خوش استعداد ہے اور جدوجہد کرے تو کچھ بعد ہی نہیں  
کہ شریک دولت مشایخ کبار ہو جائے کہ کوئی کمال بخیر تہ نبوت ختم نہیں ہوا اور بعد فیاض  
میں بخل و دریغ ممکن نہیں بقول شخصی فیض روح القدس از باز مدد فرماید :- دیگران ہم بکند  
انچہ سبھا میگرد :-

مقامہ پانچواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے ملفوظات میں  
ایک روز شب کے وقت حضرت نے یہ اشعار مولینا روم کے :- عشق معشوقان نہا ناست  
و سیرہ عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر :- یک عشق عاشقان تن زدہ کند :- عشق

مشتوقان خوش و فربہ کند۔ مگر کمال لطف و کیفیت پڑھے بعد از ان فرمایا کہ مشتوقوں کے عشق کو  
 کے عشق سے بسبب علو کچھ مناسبت نہیں کیونکہ مشتوقوں کا عشق صرف ذات عاشق کے عشق پر  
 اور اس میں صفات کا کچھ لگاؤ نہیں بخلاف عشق عاشق کہ اس میں سراسر مشتوق کی صفات ہے  
 کا لحاظ ہے مگر ان اگر عاشق لبیب غلبہ و سنیلائے عشق صفات مشتوق سے ذات مشتوق پر  
 گزر جائے تب البتہ اُسکے عشق کو مشتوق کے عشق سے مناسبت ہو جاتی ہے جیسے کہ مجنون عاری  
 کے اواخر حال کی نقل مشہور ہے والا ابتدا و توڑ میں عشق عاشق میں صرف صفات منظور ہوتی  
 جیسے کہ عشق عاشق مجازی میں خال و خطہ نظر ہوتا ہے اور عشق مشتوقان میں سوا ذات عاشق کے  
 اور کچھ منظور نہیں ہوتا پھر فرمایا کہ صفات کیواسے بے آرامی و تلوین ضرور ہے اور اس وجہ سے عشق  
 عاشق بلیل و نفیر ہوتا ہے اور عشق مشتوق میں ممکن یہ موجب نزاری عاشق و فربہ ہی مشتوق ہے۔  
 اور یہ جو کہا کہ عشق مشتوقان نہانت و دستیر یہ بھی محبت ذاتیہ کی طرف اشارہ ہے لان الذات اخفی من  
 الصفات و اوق منہا اور یہ حضرت کا فرمانا گویا جہم دھبہ کے منے کی بر مزا اشارہ تعمیر کی ہے  
 ایک روز حضرت چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ ایک درویش خاص نے عرض کی کہ ایک کتاب میں  
 لکھا دیکھا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ درہر ہر رحمت است الا ورحمت کہ  
 وروح رحمت نیست کہ مکتبہ و از کشتہ دیت میخواست یعنی سب چیز میں رحمت ہے لیکن محبت میں رحمت  
 نہیں کہ قتل کرتے ہیں اور مقتول سے خونہا مانگتے ہیں یہ سنکر حضرت چارپائی سے اتر بیٹھے اور قدرے  
 مراقب رہے بعد از ان خواجہ محمد باشم کشمی اپنے خلیفہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ کلام عارف کے  
 زوال عین و اثر سے خبر دیتا ہے جس نے یہ کلام کیا اُسے گویا اپنا حال کہا ہے ہرچہ اُسکے حق  
 میں رحمت ہے رحمت لیکن وہ پیارہ مشتوق میں باقی اور محقق ہوئے شوق میں اوس رحمت  
 کو رحمت نہیں جانتا کیونکہ اول جب وہ کشتہ محبت ہوا تھا تو مشتوق سے دور تھا اوس وقت اُس  
 کو مشتوق کی خبر و سکن کا حال سننا ہے رحمت ہی رحمت تھا اور جب یہ حاصل ہو گیا  
 تو رویت کو رحمت سمجھا اور جب یہ بھی حاصل ہو گیا تو قرب کو رحمت جانتا اور جب قرب بھی  
 ہو گیا تو ہم اغوشی کو رحمت سمجھا اور جب یہ بھی نصیب ہو گئی تو اُسکو میری سمجھا اور عین مشتوق  
 ہونے کو رحمت سمجھا اور جب عین بھی ہو گیا تو پھر اوس عنایت کی اور مدارج



و مرتب ہیں کہ اول کے شوق میں مراتب حاصل شدہ ہر جمعی خیال کرتا ہے کہ وہ حاصل شدہ کا حصول رحمت بھجنتا ہی اور پھر فرمایا کہ یہ جو کہل ہے کداز کشتہ دیت میخوہند یعنی مقتول سے خونہا مانگتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ اوسنے بدالست خود اپنے تئیں کشتہ تصور کیا اور اوس پر معاملہ قتل و تلخا جو گزرا اوس کو دیت یعنی خونہا سمجھا اور جو کہل کہتا ہے عالم حیرت میں کہتا ہی اور یہ معلوم نہیں کہ ہر مرتبہ اوس کا قتل کامل نہیں ہوا تھا کوئی رقی باقی رہی تھی بعد قتل ثانی کے ازالہ رقی باقی ماندہ تھا جو بنظر کامل دیکھا تو قاتل کی نظر میں اور رقی ماریک نظر آئی اوس کے ازالہ ہوا پھر سچی کی اس جگہ خونہا طلب کرنا قاتل کا مقتول سے یہ ہی کہ مقتول اپنی تئیں سراپا سپرد قاتل کرے اس کے بعد اور بھی توضیح فرمائی کہ بکشتہ داز کشتہ دیت میخوہند سے یہ بھی مراد ہی کہ باوجود قتل جس کو کہ زوال عین و اثر لازم ہے اس سے بندگی اور وظائف اور تکالیف شرعیہ طلب کرتی ہیں ایک۔ و حضرت نے فرمایا کہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی یہ رباعی مدین ہم بود کو تو دو سے برخیزد امکان و حدت براہ و روی برخیزد نہ گر لطف خدا در رسد از راہ کرم نہ شاید کہ دے از تو دو سے برخیزد نہ اول کے زوال عین کی طرف اشارہ کرتی ہے ہر چند کہ اول کے نزدیک وہ زوال ایک لمحہ ہی زیادہ نہیں ہے کیونکہ زوال عین جو ہوتا ہے وہ تجلی فلقی سے ہوتا ہی اور تجلی ذاتی اول کے ملنزدیک لمحہ سے زیادہ نہیں ہوتی پس زوال عین ہی ایک لمحہ سے زیادہ نہوا اور صاحب صفحہ شوق واکمل زوال عین کے قاتل ہی نہیں کیونکہ اول کے ملنزدیک عین معلوم ہے پس معلومات الہی سے اگر اول زوال ہو تو گویا علم الہی متقلب بھل ہوا اور یہ محال اور اس قسم کے عقاید گمراہی اور زوال اثر کے ہی یہ بزرگ قاتل نہیں کیونکہ جب عین نہ نایل ہوا تو اثر کس طرح نایل ہوگا اور بعض صوفیہ کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ عین جاتا رہتا ہے اور اثر نہیں جاتا لیکن میرے ملنزدیک عین و اثر دو ٹو جاتے رہتی جیسے کہ شیخ ابوسعید قدس سرہ کے کلام سے او کی صراحت ہوتی ہے اور جو زوال عین مانتے ہیں اور زوال اثر جلدی نہیں رکھتے اوس سے یہ پایا جاتا کہ اول کا زوال عین کامل نہیں ہوا کیونکہ اثر حکم عرض رکھتا ہے اور عین حکم جو ہر جب جو نہایت تہم عرض کجا جب سر نہا تو دو سر کس طرح سے مل سکتا ہے بعد ازاں حضرت نے شیخ منہبہ کی یہ رباعی چشم بہ اشک گشت و چشم نگریت بد و عشق تو بے چشم ہے باید زیست بد از من اثر سے غلغلہ دین عشق از تو چیست چون من بہ معشوق

شدہ عاشق گیت پڑھے اور چوتھے مصرع کو مکر پڑ کر فرمایا کہ اس سے ہمارا اتفاق نہیں ہے بلکہ  
 اسی قول شیخ سنائی سے کہ توئی خیر دو دوئی برتخیز ومان اتنا فرق ہے کہ شیخ سنائی اوسکو  
 برقی کہتے ہیں اور میں استمراری کیونکہ تجلی ذاتی میرے نزدیک وائی ہے نہ کہ برقی اور فرمایا کہ تو  
 عین دانش کو رفع و دوئی لازم نہیں ہو سکتی کیونکہ جو ہستی کمال کو ہی اپنے اہل سے تھی اس کو وہ اپنی  
 جانتا تھا اور جب اوس نے اصل کو دیدی تو توئی برتخیز کا مضمون صادق آیا کیونکہ توئی اس میں وہی  
 امانت تھی جو اوس میں موعود تھی اور اس نے اس کے اہل کے حوالہ کی لیکن دوئی دور نہیں ہو سکتی  
 کیونکہ ظل اصل نہیں ہو سکتا ایک روز بتقریب اس کلام صاحب خصوص کے فرمایا ہے ان  
 قلت انہ اسی العالم حق وان شئت قلت انہ خلق وان شئت قلت حق من وجہ وخلق من وجہ  
 وان شئت قلت بالحرۃ لعدم التیغیز بینہما۔ فرمایا موجود دوم میں تیز کرنا اور بات ہی اور میں  
 ہونا اور کچھ اور اس طرح نفی و انتفا میں نہایت باریک فرق ہے کہ نفی ابتدا اور توسط میں ہوتا ہے  
 اور انتفا انتہا میں اور اوسے تقریب میں فرمایا کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کے  
 طریقہ میں تعلیم و تعلم اسم ذات و نفی اثبات دونو جاری ہیں لیکن مجھ کو جو اگانہ کیا ہے وہ یہ ہی کہ اسم ذات  
 کو جذبہ سے مناسبت ہی اور نفی اثبات کو سلوک سے مگر چونکہ اس طریقہ میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے اس  
 ابتدا میں اسم ذات تعلیم کرتے ہیں اور جب سلوک میں قدم رکھتا ہے تو نفی اثبات تعلیم کرتے ہیں ایک  
 روز حضرت خلوت میں تشریف رکھتے تھے چند خادم ہی حاضر تھے ایک نے عرض کی کہ اس کا کیا سبب ہے  
 کہ محافل و منگاموں میں ظہور نسبت نہ رہا ہو تا ہے اور خلوت اور تنہائی میں کمتر ہوتا ہی حضرت  
 فرمایا کہ یہی بھید ایک شخص نے حضرت خواجہ احار سے دریافت کیا تھا اوس کے جواب میں فرمایا کہ ہمارے  
 خواجگان کی نسبت محبوب ہی اور قاعدہ ہے کہ جب محبوب کو خلوت میں بلاتے ہیں تو شرماتا ہے بعد  
 اوس کے حضرت نے فرمایا کہ حضرت خواجہ کا یہ جواب لطیف و ظریف ہی لیکن جل اس کا حقیقہ کا کہ ایک  
 خواجہ محمد یاشم کشمی نے جو کہ اوس وقت مودتہ عرض کی کہ اہل کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اصل یہ ہے  
 کہ ظاہر و باطن میں آپس میں نسبت الفت آشنائی و ہم نشینی ہی کہ دوستوں اور ہم نشینوں میں محبت  
 ہوتی ہے اور سالک کا ہر دو نوعی ظاہر و باطن اپنی اپنی کام میں مثلاً باطن توجہ و مراقبہ و حضور و ظاہر  
 امور حسنہ میں مشغول رہتی ہے اور محافل و منگاموں میں اسباب کثرت اختلاط خلق ظاہر باطن کی

ہم نشینی و مجالست کے جاتا ہے اس وقت باطن ہی قائم رہتا ہے اور مشغول ہوتا ہے یہ سبب ہے کہ اس وقت غلبہ حضور و جلالت زیادہ ہوتی ہے اور جس وقت سالک سکوت میں جاتا ہے اختلاط خلق سے چھوٹ جاتا ہے اور باطن کی طوٹ بوجہ محبت سابقہ مصاحب ہو کر مختلط ہو جاتا ہے ناچار باطن کے حضور توجہ میں فرق آ جاتا ہے خواجہ محمد باشم کشمی نے عرض کی کہ اکثر ہوتا ہے کہ سالک کو خلوت میں نسبت مجالس کے زیادہ علاوت ہوتی ہے اس کا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ اوس کا باطن قوی تر ہو گیا ہے اور طاہرہ و غالب آ گیا ہے بلکہ اوس نے تجسس کو بھی اپنے رنگ میں کر لیا ہے اس سبب آرام زیادہ آتا ہے حضرت نے فرمایا کہ جس طرح ذات اوسبحانہ تعالیٰ اور اکہ میں نہیں آتی اسی طرح صفات اوتعالیٰ بھی اور اک و مراقبات میں نہیں آتیں اور جو کچھ کہ مراقبات و ادراک میں آتا ہے وہ ظلال صفات ہے اور یہی میر مختار ہی اور چاہیے کہ حکیم اذکر فی ہذا الہی میں مستغرق رہے تاکہ اللہ تعالیٰ بوجہ اذکر کم ملک و یاد کرے ذکر بعض حصول احوال و مکاشفات نکرے اور کوئی مطلب دل میں نہ کرے بلکہ بیضرانہ طور پر بد کرو عیو دیت مشغول رہے اگر قبول کرے اور جو کچھ عطا فرمائے اور موافق اعتقاد اس سنت و جماعت ہو اعتماد کرے اور تبرا نہ بل میں مزید مترانم ہو و گرنہ اعتبار نہ کرے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ باوجود حصول کمالات ذاتیہ و رعایت تنزیہ اوسبحانہ مراقبات صفات میں کمال خوف و حیرت ہوتی ہے بعض مشائخ چون کو میں نے سنا ہے کہ مبتدیوں کو مراقبہ ذات سبحانہ فرمائی ہیں اور اوس کو بنورینک محیط تمام عالم تہا تے ہیں اور اول مراقبہ والوں کے بیان سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ اوس نور کو بسیط و عریض خیال کرتے ہیں حق سبحانہ ایسے مخیلات کے منزہ ہی اوتعالیٰ بسیط حقیقی ہی کہ اوس جگہ طول و عرض کو گنجائش نہیں ہے ایک روز حضرت فرمایا کہ اگرچہ صوفیہ علیہ السلام دین محمدی کو بڑا فائدہ پہنچا اور صد ہا نذرنا ادا کی اور ان کی برکت سے گمراہی سے نکل کر کمالات کو پہنچے اور بہت سے اسرار خالصہ کتاب و سنت کی اور ان کے کشف سے ظاہر ہوئے لیکن بعض ارباب مکر اس طائفہ سے ضرر بھی دین بتین کو پہنچا کہ حالت مستی میں جواں سے کلمات سرزد ہوئے اور ان کو ناقصوں نے اپنا تکیہ کلام اور سند بنائی لیکن اللہ تعالیٰ کو ان سے ان کلمات کی ظاہر کرانے میں حکمت ہوگی اور ان سے یہ کلمات حکم خلق و باخلاق اللہ موافق سنت الہی سرزد ہوئے کیونکہ قرآن مجید میں ہی تشابہات مثل ید و استوی علی العرش وغیرہ واقع ہیں کہ جس سے بعض فرقوں نے اللہ

تعالیٰ کا جسم ثابت کیا اور گمراہ ہوئے حالانکہ اللہ تعالیٰ اُن کی گمراہی سے واقف تھا بلکہ ان کلمات کے سرزد ہونے میں متابعت سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت ثابت صلعم نے بھی فرمایا خلع اللہ وان اللہ خلق آدم علی صورته وراثت لدی فی سکت اللہ ینتہ علی صورۃ اہلہ شباب و وضع اللہ یدہ علی کتفی فوجدت برد صا۔ حالانکہ انبیا خصوص جناب سید المرسلین صلعم کمال صحو میں تھے پس اگر صوفیہ سے اس قسم کے کلمات صادر ہو تو کوئی جگہ یوں کی نہیں ہے پھر فرمایا کہ میں نے اپنی شین ہمہ تن سپرد شریعت کر دیا ہے میری زبان قلم سے بھی بعض کلمات سکر امیز سرزد ہوئے ہیں دیکھئے ظاہر میں اُوس سے کیا مطلب کھلتے ہیں فرمایا علوم و معارف میں ترجمان ہو چید و حال میں اگر کچھ تناقص نہ افغ واقع ہو تو اُس کو اختلاف احوال علیہ و اور بر منقلم معارف جہاں سوتی ہیں اور اختلاف احوال و اوضاع پر غور کرنی سی تناقص و تدافع مرتفع ہو جائے میں فرمایا کہ سرگرمی ارشاد و اوضاع پر چل کر نا چاہئے کیونکہ ہر وقت احوال ارشاد و حضرت خواجہ جب تک تھی سکے جب تک میرا معاملہ انتہا کو نہ پہنچا تھا اور جب میرا معاملہ انتہا کو پہنچا تو وہ سرگرمی جاتی رہی فرمایا کہ حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ سمرقند اور بخارا جیسے محکم لایا۔ اور ہند میں بویا فرمایا کہ حصول برکت و طور عظمت کا طریقہ لا الہ الا اللہ باعتبار درجات اوس کے قایل کی ہی جہد و پرتہ بننے والا بزرگ ہو گا اوسیفہ برکت و عظمت زیادہ ہوگی اور ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ شاید اس سے زیادہ کوئی آرزو نہ ہوگی کہ ایک گوشہ میں بیٹھ کر اکر کا طریقہ کرے مگر کیا کیجئے تمام آرزو و سر نہیں ہوتیں ایک روز فرمایا کہ ہر چند میں کیا اور سیر علی کیا میں اور جو کچھ مجھ کو عطا فرمایا ہی محض کرم و فضل سی عطا فرمایا لیکن اگر کچھ بیان نہ ہو ہی ہو سکتا ہے تو یہ ہی ہو سکتا ہے کہ جو کچھ مجھ کو عطا کیا ہے باعث متابعت سرور دین و دنیا عطا کیا ہی اور جو کچھ نہیں بخشا ہی وہ باعث قصور اتبع نہیں بخشا اور اسی تقریب میں فرمایا کہ ایک روز بہول کر یا خانہ میں بیٹھے دامن پیر پہلے رکھا اوس روز بندش احوال رہی آخر کار جب کمال ندامت کی تو احوال نے رجوع کیا ہمیشہ حضرت اپنے اصحاب کو کثرت ذکر و دوام حضور اور برحقہ کیواسطی تاکید کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ وار دار عمل ہے اور مزید کثرت کا رچا ہے کہ حضور باطن کو برعلیت آداب اعمال ظاہری جمع کر کے مشغول رہو فرمایا کہ بہت آدمی حضرت خواجگان کے رسائل سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس طریقہ میں کثرت عمل کے کچھ ضرورت نہیں ہے یہ بالکل غلطی

کہو کہ طریقہ خواجگان اتباع اطوار بنوی میں اوفی و اوفی ہے مان اس قدر ہے کہ اس طریقہ میں  
 چونکہ ابتدا و توسط میں سکر و اشتغاق بہت ہوتا ہے اس واسطی ملتے و متوسط صرف فرائض و  
 سنن موکہ پر اکتفا کرتے ہیں معہذا رعایت غنیمت کو اہم مہام سے سمجھتے ہیں اور پرہیز و نجاست  
 ربانی تلویں سے تمکین پر پہنچتی ہیں ناچار بکثرت طاعت و عبادت مشغول ہوتے ہیں اور اس وقت  
 مدار کثرت ترقیات کثرت اعمال پر ہے فرمایا کہ لوگ جاتے ہیں کہ ریاضت بہوک اور روزہ کئے  
 پر منحصر ہے اور یہ نہیں جانتے کہ توسط احوال کہا نہ اور پینے میں دوام صیام سے افضل ہے  
 مثلاً کسی شخص کے سامنے طعام لذیذ رکھا ہے اور اس نے ادبی بہوک کہا نا کہا کر یا تہہ ہٹا  
 لیا یہ مستحب ریاضت نسبت اوس کے کہ کسی نے طعام نا دیدہ اساک کیا ہو فرمایا کہ لوگ ہوں  
 ریاضت و مجاہدات کہتے ہیں حالانکہ کوئی ریاضت برابر ادب شریعت نہیں خصوصاً آدے نماز  
 جس طرح کہ شارح نے فرمایا ہے نہایت دشوار ہے حق سبحانہ تعالیٰ فرمانا ہے کہ نہ بکیرۃ الا علی الخاشعین  
 فرمایا کہ احوال تابع شریعت ہے نہ شریعت تابع احوال کیونکہ شریعت وحی سے قطعی ثابت ہو چکی  
 اور احوال ظنی یہ کشف و الہام سے ثابت ہوتا ہے فرمایا کہ بعض درویشان خام ناتمام پر تعجب ہوتا  
 کہ اپنے کشف پر اعتماد کر کے مخالفت و انکار شریعت عرابیضا کرتے ہیں حالانکہ اگر موسیٰ کلیم اللہ  
 جناب رسول صلیم کے عہد میں ہوتے تو اون کو ہی بلا متابعت عزا اور کچھ چارہ نہ تھا تو اب  
 پہران کو رباظنون کو کیا کہنا چاہئے فرمایا کہ حضرت خواجگان نے فرمایا ہے کہ نسبت ہمارے سب  
 نسبتوں سے فوق ہے وجہ اوسکی یہی کہ متابعت نسبت سینہ ذرعایت غنیمت میں وہ ہے  
 پیش قدم میں اس سب سے اوکی نسبت ہی سب طریقوں سے فوق ہوئی فرمایا کہ شرم آتی ہے کہ در  
 صورت انفراد و متطاعت و قوت رکوع و سجود میں تہوڑی تسبیحات پر اکتفا کیجائے فرمایا کہ اگر اتنا  
 وہی معجزات پیمین جیسے کہ معجزوں سے ترویج وہی مراد تھی اسید طرح کرامتوں سے بھی وہی مقصد  
 ہے اس سے علاوہ اولیا و الکماطلب انہما خوارق سے کچھ حصول جاہ و مہرمانی و شہرت  
 نہیں ہے اور باوجود اس نسبت کے اکثر اولیا راظہار خوارق سے اخیر وقت میں نادم ہوئی اور نصیب  
 کا قول ہے عقوبۃ الانبیاء حبس الوحی و عقوبۃ الاولیاء انہما الکرامات و عقوبۃ المؤمنین  
 التفصیل فی الطاعات اور جس قدر قرب قیامت ہوتا جاتا ہے اور انہی قدر دین ضعیف ہوتا

جاتا ہے اچانچہ احادیث کثیرہ سے یہ امر ثابت ہے لاجرم خوارق ہی کہ تقویت دین کیواسطیٰ تہن  
 قلیل پذیر ہوتی جاتی ہیں خصوصاً جبکہ خیر البشر صلعم کو ہزار سال گذر چکے اور اس مدت کو بہتر  
 دینے میں تاثیر عظیم ہے اولیاء عشرت مثل اولیاء سعادت غالباً اظہار کرامت سے منع کر دیے گئے  
 ہیں کہ ظہور خوارق مقتضیات اسم الہادی سے ہی کہ رشد و ہدایت سے تعلق رکھتا ہے ورنہ نہ خیر  
 مقتضی ظہور اسم المصل ہے کہ واسطہ ہدایت و ضلالت ہی کہ حدیث شریف میں وارد ہی الخ  
 ان بین یدی الساعة قدونا کقطع الليل المظلم یصح الرجل فیہا مومنا ویمسی کانرا و  
 یمسی مومنا ویصح کانرا الحدیث اور فرمایا کہ کرامت کہ ارباب ارشاد کو ضروری ہے یہ ہے  
 کہ مردان رشید کی تبدیلی اخلاق کر لین اور ایک حال سے دوسرے حال پہنچنا ہیں اور مردان  
 ہر روز اپنے مرشدوں سے کرامتیں مطالعہ کرتا ہے اور اپنی میں آثار تصرف پیرایا ہے اور مردوں کی  
 علاوہ اور دن کو کرامات دکھانا اولیاء کو کچھ ضرور نہیں کہ معاملہ ولایت پوشیدہ بہتر ہے  
 قبا۔ لایعزہم غیرہ اس مدعا پر گواہ صادق ہے اور ایک جگہ تحریر ہی فرمایا ہے کہ خوارق نادران  
 ولایت است و نہ اندر شرط ان بحال مخفی کہ از شرط مقام دعوت است لیکن ظہور خوارق از  
 اولیاء اللہ شایع است تخلف کم نہ اما کثرت ظہور خوارق بر فضیلت ولایت نادر و تفاضل انجا  
 باعتبار قرب الہی است جل شانہ تواند بود کہ از ولی اقرب ظہور خوارق اقل باشند و از بعد اکثر خوارق  
 کہ از بعض اولیاء این است بظہور آمدہ از اصحاب کرام رضی اللہ عنہم عشر عشیرہ ان زیادہ تا انکہ افضل الیاء  
 بہر تہ ادنی اصحابی نزد نظر بظہور خوارق از کوتہ نظر بہت و لیل بہت بر قصور استعداد و تقلیدے شایان  
 قبول فیض نبوت و ولایت جامع اند کہ استعداد و تقلیدی در ایشان غالب بہت بہ قوت نظر ایشان  
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ بواسطہ ان قوت اصلاً محتاج بلنگشت و لہذا سبق سابقان این است  
 آمد و بوجہ العین بواسطہ قصور ہمیں استعداد و باوجود ظہور چندین آیات باہرہ و معجزات قاہرہ ہوت  
 تصدیق نبوت مشرف نشدہ اور فرمایا کہ خوارق دو قسم کے ہوتے ہیں قسم اول ظہور علوم و معارف  
 اکی ہے کہ ذات و صفات و افعال و حاجی سے علاوہ کہتی ہے اور دراء طور عقل و نظر سے اور قسم  
 خاص ارباب حق اہل معرفت کو نصیب ہے قسم ثانی کہ معاملات کرنے سے تعلق رکھتی ہی اس میں بوجہ  
 سبب شریک ہیں قسم اول اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرہ ہے کہ اولیاء خاص بلا شرکت نعو اوس سے مشرف

میں قسم ثانی عوام میں معتبر و محترم ہے بھو اگر اس قسم کی اہل استدراج سے عداوت ہو تو کچھ عجب نہیں کہ لوگ اس کو پرستش کرنے لگیں اور برخلاف اسکے قسم اول کو عوام لوگ خوارق سے نہیں جانتے کوئی خیال کرے کہ جو علم مخلوقات سے تعلق رکھتا ہو اس میں کیا رکھا ہے بلکہ یہ علم تو اس قابل ہے کہ نسیا منسیا کر دیا جائے تاکہ مخلوقات اور ان کے حالات سب سہو ہو جاویں معرفت الہی احقرم و اعزاز کے شایان ہے لیکن اس موقع پر پری نہفتہ رخ و دیو در کشمہ و ناز۔ مہوخت عقل کہ این چہ ابو العجی است۔ اور یہی وجہی کہ متقدمین میں مثل شیخ جینید بغدادی سے کہ طلحہ ہے شاید کہ اس کرامتین نقل کیں ہیں اور اللہ تعالیٰ بختی علی بنیاد علیہ الصلوٰۃ والسلام حال سے خبر دی ہے و لقد اتینا مولیٰ سخی آیات بینات کرامات و خوارق و لیل افضلیت نہیں ہے اور نہ قلت علامت نقص اور نہ ظہور خوارق داخل مابیت ولایت بلکہ اس کے لوازم سے ہے اور اگر ایسا ہوتا ہی کہ ولی سے کرامت ظاہر ہو جائے اور اس کو خیر ہو۔ فرمایا کہ ابتدا تعلیم میں عموماً اول کا ذکر ہو جانا اور جذب پیدا ہونا ہمارے حضرت خواجہ کے انعامات و برکات کے ہے سرچند کہ پہلے ہی یہ معمول تھا مگر ابتداء تعلیم میں اس قدر عموماً ہوتا تھا فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت خواجہ اس کا سبب دریافت کیا تھا تو اوسپر اوہوں نے فرمایا تھا چونکہ اب طلباء کی ہمت بہ نسبت باقی کے بہت کم ہو گئی ہے اس سبب یہ بات اختیار کی تاکہ بلا مجاہدہ و مشقت اول کو یہ بات حاصل ہو جائے کہ اول کی ہر دوت مبدل بحارث ہو جائے جزا اللہ عنہا چہ لجزا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کمال عنایت ہے کہ کوئی کوچہ کو چاہے فقر سے نہیں رکھا کہ اس میں جبکو عبور نہ ہو اور طالب حسب اعتقاد خود جس طریقہ میں سلوک کرتا ہی اوسکو تکمیل میں پہنچا دیتا ہوں \*

## مقام چہا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں

چون طالبے پیش شیخے پیدا باید کہ شیخ اور اول استخارہ فرماید از سبب استخارہ تا ہفت استخارہ مکرر فرماید بعد از استخارہ اگر تذبذب ہے در طالب پیدا نشد شروع در کار و نمایندہ قایدہ اقبال قلب شیخ کامل مکمل ہی قانتقام استخارہ ہے اور اگر استخارہ کرے تو نور علی نور ہے (اول اور طریق توبہ تعلیم و بدو در حصول توبہ بقدر اجمال اکتفا نماید و تفصیل آرا مبرور ایم حوالہ کند کہ ہم دریں باب



بسیار قاهرند اگر اول تکلیف تفصیل تفصیل تو بگفته شود ناچار حصول آن مدتی طلبید و شاید درین مدت قنوس و در طلب آورد و از مطلب بازماند بلکه توبه را هم سرانجام نندید بعد از آن طریق که مناسب استعداد طالب است تعلیم نماید و ذکر کند که ملازم قابلیت اوست تلقین فرماید و توبه بکار آورد و کار دارد و التفات بحال او مرغی نماید و ادب و شریط راه را با و بیان سازد و در متابعت کتاب و سنت و آثار سلف صالحین ترغیب فرماید و وصول مطلوب را بے متابعت این مجال و اماند و اعلام نماید که کثوف و وقایع که سرسوی مخالفت بکتاب و سنت داشته باشد را اعتبار نکنند مستغفر باشد و تصحیح عقاید مقتضای آراء فرقه ناصیه اهل سنت و جماعت نصیحت نماید و تعلیم احکام فقهیه مروجیه و عملی و عبادیه ان تاکیه فرماید که طهران درین راه بے این دو جناح اعتقاد و عملی میسر نیست و تاکیه نماید که در القبه محرم و ششبه را احتیاط نیک مرعی دارد و هر چه باید بخورد و از هر جا که باید تناول ننماید تا فتویٰ شریعت عذاران باب راست نکند با الحجد و بر جمیع امور کریمه اتا کم الرسول فخذ و ما نهاکم عنه فانته و راضی عین خود سازد - حال طالبان از دو امر خالی نیست یا از ازل کشف و معرفت اندیا از باب جمل و حیرت اما بعد منازل و رفع حجب هر دو طایفه حاصل اند و نفس وصول می بین نیست یکے را بر دیگر چنانکه دو شخص بعد از طی منازل بعیده یکجه می رسند یکے منازل راه را تماشا کرده رفت و تفصیل هر کدام از منازل را نقد استعداد خود و استه رسید و دیگرے از منازل راه چشم دوخته رفت و تفصیل اطلاع نایافته یکجه رسید هر دو شخص و نفس وصول یکجه مساوی اند هیچ کدام را زیادتى نیست و بین وصول بر دیگرے باید دانست که بطور تاثر علامت نقصان استعداد نیست اگر و بے باشند تمام الاستعداد و کباین ملا قبل از گردانند ایضا (نصیحت به اصحاب ارشاد) فحفظ کنند که امرے صادر نشود که باعث نفرت خلایق گردد و که وبال عظیم است نفرت خلق مناسب حال ملا متیه است که بشخص و دعوت کار نرزد و بلکه مقام ملامت نقیض مقام شجاعت است و بیاد این دو مقام غلط نمایند و در عین شجاعت از ملامت کنند که ظلم عظیم است و در نظر مردم خود را تحمل دارند و در اختلاط و موالات با مسترشدان افراط نمایند که باعث استخفاف است که منافی افاده و استفاده است و در محافظت حدود شرعیه نیک رعایت نمایند هما اکمن عمل بر خست تجویز نکنند که هم منافی این طریق علیه است و هم مناقض دعوائے متابعت سنت است

عزیزی فرموده است۔ سرباء العارفین خیر من اخلاص المریدین چربی سے عارفان از برای انجذاب  
 قلوب طلاب است بجناب قدس خداوند کے جلسہ طائیف پس تا چارہ انرا اخلاص مریدان بہتر باشد و ایضا  
 اعمال عارفان اسباب تقلید است مرطالبان را در امتیان اعمال اگر عارفان عمل نکنند طالبان محروم  
 مانند پس عارفان بیابا رہے ان کنند تا طالبان ہاں اقتدا نمایند این ریاضین اخلاص است بلکہ  
 بہتر از اخلاص کہ از برائے نفع خود باشد ازینجا کہ گمان نکنند کہ عمل عارفان محض از برائے تقلید  
 طالبان است و عارفان را بطل احتیاج نیست عیاذ باللہ سبحانہ این عین الحقا و وزندہ  
 است بلکہ عارفان در امتیان اعمال بسا طالبان بر بلند و از امتیان اعمال ہیچ کس راستغنا نیست غایت  
 مافی الباب در اعمال عارفان گاہ است کہ نفع طالبان کہ مربوط بتقلید است نیز ملحوظ است و بان اعتبار  
 از ایرامی نامند بالجملہ در قول و فعل نیک محافظت نمایند کہ اکثر خلاق درین اوان ہنگام طلب اندکارے  
 بوقوع نیاید کہ منافی این مقام باشد و جمال البطن اکابر رسانند از حضرت حق سبحانہ تعالیٰ استقامت  
 طلبند ایضا مدرا این طریق بر دو اصل است استقامت بر شریعت بحکمہ بر ترک او نائے آداب آن  
 راضی نیاید شد و رسوخ و ثبات بر محبت و اخلاص شیخ طریقت برنجی کہ اصلا بروسی مجال اعتراض  
 ننمایند بلکہ جمیع حرکات و سکنات ازیر با و محبوب در نظر مرید در یاد عیاذ باللہ سبحانہ در آوای از امور  
 کہ باین دو اصل متعلق است فطری واقع شود و اگر غنایت المد سبحانہ این دو اصل مستقیم است سعادت  
 دنیا و آخرت نقد وقت است ایضا بدائے کہ منامات واقعات نشانان اعتماد و اعتبار نیست  
 اگر کسی خود را در خواب بادشاہ دید یا قطب وقت یافت فی الحقیقت نہ چنین است میر و ن خواب  
 و واقعہ اگر بادشاہ شود یا قطب گردد مسلم است پس از احوال و مواجید ہرچہ در سیداری و افاقہ ظاہر  
 شود گنجائش اعتماد و دار و الا فلا بد آنکہ سالکان این راہ از دو حال غالی نیستند مریدان یا مدرا و اگر ملوانند  
 طوعے ہم براہ انجذاب و محبت ایشان را نشان نشان خوانند برو و مطلب اعلیٰ خوانند رسید  
 و ہر ادنی کہ در کار شود و تہو و تہو یابے توسط تعلیم شان خوانند شد و اگر زلتے واقع شود و زو و متہو  
 خوانند فرمود و بران مواخذہ خوانند کرد و اگر بیہر ظاہری احتیاج ہے و اشتہ باشد بے سعی ایشان  
 بان دولت و ولایت خوانند فرمود بالجملہ عنایت انلی جلسہ طائیف متکفل حال این زیر گواران است  
 بسبب یا لے سبب کار ایشان را خوانند کرد و اللہ جیتی من دیشار و اگر مرید اندکار ایشان بے

توسط پیر کمال مکمل دشوار است پیرے باید کہ بدولت جذبہ و سلوک مشرف شدہ باشد و بسعادت  
 قناری و لقا مستعد گشتہ و میرالی اللہ تعالیٰ و میر فی اللہ و میر عن اللہ بالہ و میر فی الاشیاء بالہ  
 را با نامہ رسم رسانیدہ و اگر جذبہ او بر سلوک او مقدم است و تربیت مراد ان مربی شدہ کہ تربیت اہم  
 است کلام او دو است و نظر او شفا و احیاء و ہماروہ تہو جہ شریف او منوط است و تازگی جہانہا  
 شہرہ ہا اتفاقات لطیف او مربوط و اگر این طور صاحب دولت پیدا نشود سالک مجرب ہم منتقم  
 است و تربیت ناقصان اند و نیزے آید و تہو سط او بدولت فناء بقا میرسد و آسمان نسبت  
 بوش آید و فروزد و در نہ لبس عالیت پیش خاک تو و نہ اگر بغایت خداوندی جل سلطانہ طالبے را  
 باین طور پیر کمال مکمل ولایت فرمودند باید کہ وجود شریف او را منتقم داند خود را تمام ہا و سہ پارہ و  
 سعادت خود را در رضیات او داند و شقاوت خود را در خلاف مرضیات او شناسد با الجمہوری  
 خود را تاج رضای او سازد و در خیر نیوایت علیہ و علی الصلوٰت و التسلیمات انہما و کملہا ہا ہا  
 یومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعالما جئت بہ بدانکہ رعایت او اب صحبت و مراعات بشرط لازم  
 ضروریات این راہ است تا راہ افادہ و استفادہ مفتوح گردد و بدو نہالہ نتیجۃ للتصبیۃ و لا  
 شمرۃ للجلس بعضی از اداب و شرائط ضروریہ در معرض بیان آورده میشود و بگوشتن ہوش باید  
 شنید بدانکہ طالب را باید کہ روسے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد و با  
 وجود پیر بے افزن او بنوافل و افکار پیر داند و در حضور او بغیر او التفات ننماید و بکلمہ خود متوجہ نہ  
 نشیند حتی کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند و غیر از نماز فرض و سنت در حضور نقل  
 کردہ انداز سلطان این وقت کہ وزیرش پیش او ستادہ بود اتفاقاً درین اثناء آن وزیر التفاتے  
 بجانب ہامہ خود کردہ بند آنرا بدست خود راست بی ساخت درین حال نظر سلطان بان وزیر افتاد  
 دید کہ بچتر او متوجہ است بزمان عتاب گفت کہ این را بھنم نمیتوانم کرد کہ تو وزیر من باشی در حضور  
 من بہ بند ہامہ التفات نمائی باید اندیشید کہ ہر گاہ و سائل دنیا را اداب و قیقہ در کار است بلکہ  
 وصول اللہ را بہ وجہ اتم و اکمل رعایت این آداب لازم خواہد بود و ہما مکن در جاسے نہایت کہ  
 سایہ او بر جامہ یا بر سایہ او افتد و بر صلاک او پانہ ہند و در متو مناع او طہارت نکند و بطروف  
 خاصہ او استمال نکند و در حضور آب نخورد و طعام تناول ننماید و یکے سخن نکند بلکہ متوجہ احدے

مکروه و رعیت پیر در جاه که اوست پاواران کند و بزاق دهن با نجانب نیند از دهر چه از پیر صاور  
 شود از اصواب و اند اگر چه بطاهر صواب ننماید او هر چه میکند از امام میکند و باذن کار میکند برین تقدیر  
 اعتراض را گنجایش نباشد و اگر چه در بعضی صور در الهامش خطا راه یابد چه خطای الهامی در  
 رنگ خطای اجتهادی است ملامت و اعتراض بران مجوز نیست و ایضا چون این را محبتی بر پیر سپا  
 شده است در نظر محب هر چه از محبوب صا در میشود محبوب بنماید پس اعتراض را محال نباشد و در کلی  
 و جزوی اقتدار پیر کند چه در خوردن و پوشیدن و چه در ختن و طاعت کردن نماز را بطراز و باید آدا  
 کرد فقده را زعل و اخذ نمود و آنرا که در سر لغاریست فایز است بد از مایع و بدستان و تماشائی  
 لاله را به هیچ اعتراض را در حرکات و سکنت او محال نهد اگر چه آن اعتراض مقدار چه خرد و له باشد  
 زیرا که اعتراض را غیر از حریان نتیجه نیست و به سعادت ترین جمیع اخلاق بین این طایفه علیه است  
 بخانا الله سبحانه من هذا لادو النظیم و طلب خوارق و کرامات از پیر خود نکند اگر چه آن طلب بطریق خواطر و  
 وساوس باشد هیچ شنیده که مومن از پیغمبری محروم طلب کرده باشد معجزه طلبان کفار اند و اهل انکار  
 معجزات از قهر دشمن است به بوسه جنیت پله دل بردن است به موجب ایمان نباشد  
 معجزات به بوسه جنیت کند جذب صفات بد اگر شبه پیدا شود و در خواطر از بے توقف عرض نماید  
 اگر حل نشود و تقصیر بخود نهد و هیچ منفعت را با نجانب پیر عابد ندارد و واقعه که رود به از پیر نهان ندارد  
 و تغییر و تقلب از و طلب کند و تغییر یکدیگر طالب نکشف شود و نیز عرض نماید و صواب و خطا را از و جوید و  
 بر کثوف خود زنده اعتماد نهند که حق با باطل درین دار مترج است و صواب با خطا مختلط است  
 و به ضرورت و بے اذن از و جدا نشود که غیر او را بوسه گزیدن منافی راوت است و او از و را بر  
 او از او بلند کند و سخن بلند با و نگوید که سواد است و هر فیض و قوتی که برسد از او بر سطح پیر تصور نماید و اگر چه  
 واقعه بدیهه که فیض از مشیخ دیگر رسیده است آنرا نیز از پیر داند و بداند که چون پیر جاسم کمالات فیض  
 است فیض حاصل از پیر مناسب استعداد خاص مرید ملایم کمال شیخ از شیوخ که صورت افاده از و  
 ظاهر شده است و بر مرید رسیده است و لطیفه از لطایف که پیر مناسب بآن فیض دارد و بصورت  
 آن شیخ ظاهر شده است بواسطه ابتلا و مریدان لطیفه را شیخ دیگر خیال کرده است و فیض را از آن  
 دانسته این مغلطه عظیم است حق سبحانه از منزلت قدم نگاه دارد و بر اعتقاد و محبت پیر استقیم

دار و بجزت سید البشر علیه و علی اله الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات بالجملة الطریق کما ادب شل مشهور  
است هیچ بے ادبی بنجد از رسد و اگر مرید در رعایت بعضی از ادب خود را مقصود اند و در آن کمال نباشی  
رسد و اگر بسعی هم تواند مضبوط اما از اعتراف تقصیر ناچار است و اگر عیاذ بالله سبحانه رعایت ادب  
نکند و خود را مقصود هم نداند از بركات این بزرگواران محروم سبب که او روی به بهبودی نداشت به دلیل  
روحی نبی سود نداشت به اسی مریدی که بکرت توجه به سیر مرتبه فنا و تقابل رسد و راه الهام و طریق فراست  
بروے ظاهر شود و باین را مسلم دارد و کمال او گواهی دهد آن مرید را می رسد که در بعضی امور الهامی به خلاف  
کند و بمقتضای الهام خود عمل کند اگر چه نزد سیر خلافت آن مستحق بود چنان مرید درین وقت از ولقه تقلید برآمده  
است و تقلید در حق و سخط است نه بدینی که اصحاب پیغمبر صلی الله علیه و سلم و علیهم الصلوٰۃ والتسلیمات  
در امور اجتهاد و دور احکام غیر منزله بآن سرور خلافت کرده اند و در بعضی اوقات صواب بجانب اصحاب  
ظاهر شده است کما لا یخفی علی الرباب العلم پس معلوم شد که خلافت پیروید را بعد از رسیدن به مرتبه کمال مجوز  
است و از سواد ادب میراست بلکه اینجا همین اولست و اگر نه اصحاب پیغمبر علیه و علیهم الصلوٰۃ والتسلیمات  
که کمال ادب مودب بوده اند غیر از تقلید امر دیگر نیکو ده اند ابو یوسف را بعد از رسیدن به مرتبه اجتهاد و تقلید  
ابی حنیفه رضی الله تعالی عنه خطا است صواب در متابعت را س خود است نه راسی ابی حنیفه قول مشهور  
است از امام ابو یوسف که نارعت ابا حنیفه فی سلسله خلق القرآن ستمه اشهر و شنیده باشی که تکمیل صناعت  
تبع الحق اختار است اگر بیک نکرماندی زیادتى پیدا کردی خوب که در زمان سیدویه بوده است امروز بآن  
آراء و تلاحق انظار ده صدر زیادتى و کمال پیدا کرده است اما چون بناء او نهاده است فضل او را است الفضل  
للتقدمین لیکن کمال اینها مثل امتی کثرت المطالبه رسد اولهم خیر و ام آخرهم حدیث نبویست علیه و علی اله الصلوٰۃ  
والسلام تهلیل الرفع شبهه بعض المردین بدانکه گفته اند شیخ یحیی ویمیت احوالات از لوازم مقام ششم است  
مراد از احیاء چهار حوی است نه جسمی و همچنین مراد از امانت امانت روحی است و مراد از حیوة و موت فنا و بقا  
است که مقام ولایت و کمال میرساند و شیخ متقدا باذن الله سبحانه متکفل این دو امر است پس شیخ را  
ازین احیاء و امانت چهاره نباشد معنی یحیی ویمیت بمعنی احوالات جسمی را بمنصب شیخی کاری نیست  
شیخ متقدا حکم گاه به او در هر کس را با و مناسب است در رنگ خس و خاشاک و در عقب او میوه و خشیب  
خود را ندوے استیفا یا غایده خارق و کرامات از برای جذب مریدان نیست مریدان بمناسبت معنوی نه مجذ

میگرداند و انگه باین بزرگواران مناسبت ندارد و از دولت کمالات ایشان محروم است اگر چه نیز از منجزه خوارق و کمالات پیدای بوجهل و ابوجهب را شاید این معنی باید گرفت قال الله سبحانه فی حق الکفار وان یرزاکم الیه لایؤمنوا بها حتی اذا جاءکم یجادلونکم فیقول الذین کفروا ان هذا الا ساطیل الاولین والسلام ایضا باید دانست که حقوق پیر فوق سایر حقوق ارباب حقوق است بلکه نسبت ندارد و حقوق پیر بر حقوق دیگران بعد از انعامات حضرت حق سبحانه و احسانات رسول اوصی الله تعالی علیه و سلم ولادت صوری برادر چند از دلین است اما ولادت معنوی پیر مخصوص است و ولادت صوری راجیات چند روزه است و ولادت معنوی راجیات ابدی است سخاسات معنوی هر یک را پیر است که قلب و روح خود کما سی بنماید و تطهره اشکینه او میفرماید و در توحید که نسبت بعضی مسترشدان واقع میشود محسوس میگردد که در تطهر سخاسات باطنیه ایشان تعلق بجای توجیه پیدا و در زمانه مکرر میدارد و پیر است که تبوصل او بخدا میرسد و غرض اصل که فوق جمیع سعادات و نیویه آخریه است پیر است که بوسیله اوفض امامه که بالذات خدیث است مزی و مطهر میگردد و از آمارگی باطمینان میرسد و از کفر جلیه باسلام حقیقی می آید - گر گوئیم شرح این بیج شود پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و تفاوت خود را در روا و لغو بالله سبحانه من ذالک رضای حق سبحانه و پس پرده رضای پیر مانده اند تا مرید در مرضی پیر خود را گم نسازد بر رضیات حق سبحانه و مرید در آزار پیر است هر زنی که بعد از ان باشد تدارک ان ممکن است اما آزار پیر را بیج تدارک نتوان نمود و آزار بیج تفاوت مرید را عیاذ بالله سبحانه من ذالک غلطی در عقائد اسلامیه و فتور در اتیان احکام شرع از نتایج و ثمرات آنست از احوال و مواجیه باطن تعلق دارد و خود چه گوید و اثری از احوال اگر با وجود آزار پیر باقی ماند از استیلاج باید شمرد که آخر بخوابی باید کشید و غیر از ضرر بیجه نخواهد داد و اسلام علی من اتبع الهدی ایضا قباب اولیا الله صفات بشریت ایشان است بهر چه سایر مردم محتاج اند این بزرگواران نیز محتاج اند ولایت ایشان را از احتیاج نمی برارد و محض ایشان نیز ضد تک محسوب سایر مردم است هرگاه سید انبیا علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات فرمایند اغضب کما یغضب البشر و اولیاء چه رسد و همچنین این بزرگواران در اکل و شرب و معاشرت با ن و عیال و موالت با ایشان با سایر ناس شریک اند تعلقات شتی که مقرر لوازم بشریت است از خواص و عام

ذرائع میگرد و حق سبحانه تعالی در شان انبیا علیهم الصلوٰه والتسلیمات سفیناید و ما جعلنا هم جسدا لا  
 یا کُلون الطعام و کفار ظاهریین گفتند ما الحذر لعل یا کل الطعام ویشی فی السواق پس هر که نظر او  
 بظاهر اهل الله افتاد محروم گشت و خسران دنیا و آخرت نقد وقت او آمد بر همین ظاهر یعنی البوجهل  
 و البوجهب را از دولت اسلام محروم ساخت و در خسران ابدی انداخت سعادت مند است که نظر او  
 از ظاهر یعنی اهل الله کوتاه گشت و صحت نظر او بصفت باطنیه این بزرگواران نفوذ گردد و بر ظاهر  
 مقصور گشت کنیل مصر و بالبحرین عجب کار است صفات بشریت آنقدر که در اهل الله ظاهر میگردد  
 و بر سایر مردم ظاهر نیست و چشم آنست که ظلمت و کدورت در محل سوار و صفا اگر چه اندک باشد بیشتر  
 هویدای گردد از آنچه در محل ناموار و غیره صفا اگر چه بیشتر باشد لیکن ظلمت صفات بشریت در  
 عوام در کلیت سرایت میکند و در قالب و قلب و روح میدود و در خاص این ظلمت مقصور بر  
 قالب و نفس است و در اخص خواص نفس نیز این ظلمت مبراست مقصور بر قالب است  
 و پس و ایضا این ظلمت در عوام موجب نقصان و خسارت است و در خواص موجب کمال و نقصان  
 همین ظلمت خواص است که ظلمت عوام را زایل میگرداند قلب باستان لقصیه می بخشد و نفس  
 تا از تکیه میدهد اگر این ظلمت نماند بود خواص را هجوم بیج مناسبت نمیکشود و راه افاده و استفاده  
 مسدود نمیداد این ظلمت در خواص آنقدر نمی ایستد که مکرر سازد بلکه نداشت و استغفار که در قفا  
 دست میدهد چندین ظلمت و کدورت دیگر را هم میزداند و ترقیات میفرماید همین ظلمت است که در نایک  
 مفقود است و بسبب آن راه ترقی مسدود است و ظلمت بروی قبیل مدح بایشب الذم است عوام کالاً  
 تمام صفات بشریت اهل الله در ننگ صفات بشریت خود میدارند و محروم و مخزول میمانند قیاس  
 تنایب بر شاید فاسد است به مقام را خصوصیات علیحد است و بر محل را لوازم جدا و السلام علی التبع الدلی  
 و التزام تابعه المصطفی علیه و علی اله الصلوات والتسلیمات ایضا آیهی چیست این که اولیا خود را که  
 باطن زلالی خضر است که هر قطره آنرا چشیده حیات ابدی یافت و ظاهر ایشان هم قائل هر که بآن مگر است  
 بهوت ابدی گرفتار آمد ایشانند که باطن شان رحمت است و ظاهر شان رحمت باطن بین ایشان  
 از ایشان است و ظاهر بین ایشان از بدکیشان بصورت جو فاند و بحقیقت گندم بخش ظاهر از عوام بشنند  
 باطن از خواص ملک بصورت بر زمین اند یعنی بر ملک طیس ایشان از شقاوت رسته است و انیس ایشان بشنند



اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون و صلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وسلم  
 ايضا حضرت حق و سبحانه و تعالی اولیاء و العبد را بر محبت مستور ساخته است که ظاهر ایشان از کمالات  
 باطن ایشان خبر ندارد و کیف باعدا باطن ایشان را نسبت که بر تیره چونی و یکچگونگی حاصل گشته است نیز چگون است  
 و باطن ایشان چون از عالم امر است نیز نصیبی از چونی دارد و ظاهر که بر سر خون است حقیقت از آنچه یکدگر است  
 از نفس حصول آن نسبت انکار نماید غایت اجل و عدم المناصبه و توبه بود که نفس حصول نسبت را و اندامانند  
 که متعلق آن کیست بلکه بسا و است که نفی متعلق حقیقی او نماید و کل ذلک لعلو ملک النسبه و در ظاهر باطن  
 خود مغلوب آن نسبت است و از دید و دانش رفته است چندانکه چه دارد و بگوید و پس ناچار غیر از غیر  
 از معرفت بمعرفت راه نباشد لهذا صدیق اکبر رضی الله تعالی عنه فرمود و الحق عن حسن الادراك ادرک  
 نفس ادرک عبارت از نسبت خاصه است که عجز از ادراک آن لازم است لان صاحب الادراک  
 مغلوب بالاعلم ادرک غیره لا یعلم حاله کما مره ایضا شخصی بود در لباس صوفیان که به بدعت اعتقادی تنهائی بود  
 این فقره در حق او ترویج داشت اتفاقاً می بینیم که انبیا صلوة الله تعالی علیهم و آله و سلم و پیغمبر ما هم جمیع اندوخته  
 زمان واحد میفرمایند در حق آن شخص کلیس مندرین نشاء بنما طریقه رسید که از شخص دیگر که فقیر در حق او ترویج  
 نماید صبرانه او فروزد و ندکان منافع و باله سبحانه من سوء الاعتقاد و من طعن الانبیا و الامجا و ایضا آنچه بر ما  
 فقیران لازم است دوام نزل است و اقرار و انکسار و تقضی و التجا آرد و وظایف عبودیت و محاطت  
 حدود شرعی و متابعت سنت سینه علی صاحبها الصلوة و السلام و التمسک بجمع نیات و تحصیل خیرات و  
 تخلیس بطن و تسلیم ظواهر و رویت عیوب و مشاهده استیلا و ذنوب و خوف انتقام علام الغیوب و قلیل  
 پنداشتن حسان خود را اگر چه بسیار باشد و کثیر انگاشتن نیات خود را اگر چه اندک باشند و زیان  
 و لرزان بودن از شهرت و قبول خلق قال علیه الصلوة و السلام یجب امر من النشوان لیساء الیه  
 با لاصالح فی دین او دنیا الا من عصمه الله و متهم داشتن افعال و نیات خود را اگر چه شل غایق صبح باشد  
 و عدم اعتنا باحوال و مواجید خود اگر چه صحیح و مطابق باشد اعتنا و نباید کرد و تمسک نباید پندست مجرد  
 تأیید دین و تقویت ملت را و ترویج شریعت و دعوت خلق را بحق جل و علاجه این قسم نماید گاه است  
 که از کافر و فاجر هم آید قال علیه الصلوة و السلام ان الله یؤید بذلک من بالرجل الفاجر یرید که طلب آید  
 و اراده مشغولی نماید آنرا در رنگ بر و شیر باید دانست و باید ترسید که میا و ازین راه خرابی او خواهند

تحریر اکبر الازم

و استمدیاج او نمائند و اگر چه فضا در قدوم مرید ضغوف فرجی و سرور سے یا بنہ آنرا کفر و شرک دانند و تدارک آن  
 بہ ندامت و ہتفقار چندان نمایند کہ اثر کے ازالہ سرور نمایند بلکہ بجائے آن فرج خزن و خوف نشینہ و نیک  
 تاکید نمایند کہ طمع در مال مرید و توقع در منافع دنیوی او پیدا نشود کہ مانع رشد مرید است و باعث خرابی  
 پییر چہ آنجا نہ وہیں خالص سے طلبند الا للہ الدین الخالص شرک را در آن حضرت پہنچ وجہ گنجایش نیست  
 و بدانند کہ ہر طلبتے و کہہ ورتے کہہ بر دل طاری گرد و از آلہ نبویہ و ہتفقار و ندامت و التباہی سہل و جود میسر است  
 مگر طلبتے و کہہ ورتے کہہ از راہ محبت و نیاسے دینی بر دل طاری شود و منحص گرداند و متوجہ مسیاز و از آلہ آن  
 تفسیر تمام است و تقدیر بر کمال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حب الدنیا را اس کل خطیبہ گنجائش نہ  
 سحاح و ایامکم عن حجة الدنیا و حجة ابناء النصار و اربابہا و الاختلاط بہم و المصاحبة معہم  
 فانما سمع قائم و مرض حاد و بلاد عظیم و دایم ایضاً دنیا بظاہر شرین است و بصورت طراوت  
 و اسرو فی الحقیقت سخی است قاتل و متابعیست باطل و گرفتاریست لاطایل مقبول و مخدول است  
 مفتون و مجنون است حکم او حکم نجاست است زباند و دہ مثل او مثل زہریت شکر آلودہ عاقل آنست  
 کہ باہمن چنین متاع کاسد فریفتہ نشود و بچنین کالاسے فاسد گرفتار نگردد و گفته اند اگر شخصی وصیت کرد کہ  
 مال مرا بہ عاقل زمانہ بدمشد بزاہد بیاید واکہ از دنیا بے رغبت است و آن بے رغبتی از کمال فطانت  
 اوست ایضاً نفس آلودہ انسانی مجبول است بر حب و رہاست و بگی او ترغیب براقرائت و بالذات  
 خواہاتست کہ غلایق بہم بے محتاج باشد و نقد او امر و نواہی او گرداند و پہنچ کس محتاج نباشد و محکوم احد سے  
 بنوعادین دعوی الوہیت است ازوے و شرکت است بخدا سے بے ہمتانی سبحانہ بلکہ آن بے سعادت  
 بشرکت ہم راضی نیست بخواد کہ حکم او باشد و بس و بہم محکوم او باشد فقط در حدیث قدسی آمدہ است  
 عاد و نفس فانہا انتصب بمجا ذاتی - یعنی دشمن دار نفس خود را زیرا کہ بدستی اس نفس  
 ایستادہ است بدشمن من پس تربیت نفس نمودن بہ تحصیل مرادات آواز جاہ و ریاست  
 و ترغیب و تکبر فی الحقیقہ ادا کردن است بدشمن خدا سے عز و جل و تقویت نمودن است مراد از نشا  
 این امر را نیک باید و ریافت در حدیث قدسی وارد است - الکبر یا روائی و العظمتہ الارامی  
 فمن نازعنی فی شیء منها اذغلتہ فی النار و لا ابائی - دنیاسے دینی کہ ملعونہ و مبغضہ حق است  
 و حصول دنیا مد و معاون حصول مرادات نفس است پس ہر کہ بدشمن مد و نماید - ناچار لعنت را ستاید و

فقر فخر محمدی گشت علیه و علی اله الصلوة والصلوات علیہ و علی اله الصلوة و  
التسلیات زیر که در فقر نماز وی نفس نیست و حصول عجز آن مقصود از بشت اینها علیهم الصلوة والتسلیات  
و حکمت در تکلیفات شرعیة تعجز و تخزیم همین نفس اماره است شرایح بر سر غرض هوائی نفسانی روز و مال  
از دلخذا اثبات یک حکم از احکام شرعیة در آن اله هوک نفسانی بهتر است از ریاضات و مجاهدات هزار  
ساله که از نزد خود کرده شود بلکه این ریاضات و مجاهدات که بمقتضای شریعت عز او واقع نشده اند  
موید و مقوی هوک نفسانی اند بر همان وجوگان در ریاضات و مجاهدات تقصیر نکرده اند با هیچ  
ارینها سودمند نگشته و غیر از تقویة نفس و تربیت آن بنموده مثلاً یک دام در آوای زکوة که تربیت  
بآن امر فرموده است در تحزیم نفس سودمند تر است از آنکه هزار دینار از پیش خود صرف کند و طعام  
خوردن در عید فطر حکم شریعت نافع تر است و در دفع هوا از آنکه از نزد خود سالها صایم باشد و در حکمت  
نماز بباد و رابے جماعت ادا که دن که سنتی از سنن بجا آوردن بمراتب بهتر است از آنکه تمام شعبه عبادة  
نافذ قیام نماید و نماز بباد و رابے جماعت ادا کند با الجملة تا نفس مزکی نه شود و از جنت بالمیخویا بهتر است  
یک نگر دو نجات محالست فکر از این مرض ضروری است تا بموت ابدی نرسد کلمه طیبه لا اله الا الله  
که موضوع است از سر بر نفی اله افاتی و انفسی و تزکیه نفس و تطهیر آن النفع و انسب است اکابر طریقت  
قدس الله تعالی اسرارم از بر سر تزکیه نفس همین کلمه طیبه را اختیار فرموده اند تا بجا روبرو با نزوی  
راه نرسی و بر سر الا الله بهرگاه نفس در مقام سر کشی آید و نقص عهد نماید بکلام این کلمه تجدید ایمان  
باید نمود - قال علیه الصلوة والسلام جد و اچنانکم بقول لا اله الا الله بلکه همه وقت از تکرار این  
کلمه چاره نبود زیرا که نفس اماره هواری در مقام خست است و در حدیث آمده است در فضایل این  
کلمه که اگر آسمانها و زمینها در پله به بند و این کلمه را در پله دیگر بر آینه این پله ارجح آید از پله دیگر و بسلام  
علی من اتبع الهدی و التزام متابعة المصطفی علیه و علی اله الصلوة والتسلیات ایضا حق سبحانه و تعالی بے سرو  
برگ را بدولت اتباع سید اولین و آخرین که لطیف و وسیع او کمالات اسمائے وصفاتی خود را در عظمه خود  
آورد و او را بهترین جمیع کائنات خلق کرد و علیه الصلوة افضلها و من التسلیات اکملها مشرف گرداناد  
و بر این استقامت نجشاد که در این متابعت مرمی از جمیع لذوات دنیاوی و تنمات اخروسی  
براتب بهتر است فضیلت منوط بتابعیت سنت اوست و مزیت مربوط باتیان

شریعت او علیہ و علی الصلوٰۃ والسلام و التختہ مثلاً خواب نیمروزی کہ در روزے این متابعت واقع شود از  
 کرور کرد و راجحاً ریا لی کہ نہ از متابعت است اولی و افضل است و بچین افطار یوم فطر کہ شریعت مصطفوی  
 بآن فرمودہ است از صیام ابدالاً باو کہ نہ ما خود از شریعت اند بہتر است اعطاء جنتی بام شارع از انفاق  
 کوہ ز کہ از نزد خود باشد فاضلتر است امیر المومنین عرضی المد عنہ روزے نماز باید و جماعت آدا کردہ  
 در اصحاب نگاہ کرد یک کس را حاضر یافت پسید اصحاب عرض کردند آنکس تمام شب را زندہ میدانود  
 شاید در یوقت خوابش برودہ باشد امیر المومنین فرمودند کہ اگر او تمام شب خواب کردی و نماز باید و  
 راجحاً نماز کردی بہتر بودی اہل جنات ریاضات و مجاہدات بسیار کردہ اند اما چون موافق بہتر  
 عقد نمیتند بے اعتبار و خوار اند اگر اچہ بدان اعمال شاقہ مترتب میشود ہم مقصود بعضی منافع  
 دنیویست تمام دنیا چیست تا بعضی منافع او را کسی اعتبار نہ بدیش ایشان مثل کناسی است کہ خیمش  
 از ہمہ بیش است و اجرش از ہمہ کمتر مثل تالجان شریعت مثل انجماعت است کہ در جوہر نفسہ بالماست  
 لطیفہ کار میکنند عمل اینہا در نہایت قلت است و اجر ایشان در غایت رفعت عمل یکساعت تواند بود  
 کہ با جرمہ ہزار برابر بود سر آنست کہ عمل کہ موافق شریعت واقع میشود مرضی حق است بجمانہ وظواف  
 نامرضی اوست تعالی پس نامرضی چہ ہائے ثواب بلکہ متوقع عقاب است ایمنی را در عالم عجاز شاہد  
 واضح است بانکہ التفات بظہوری اید بیت ہر چہ گیرد علی علت شود و کفر گیرد کمالی علت شود  
 پس سراپہ جمیع سعادت متابعت سنت است و مہیولای جمیع فساوت خلاف شریعت مبتلا اند جانہ  
 وایاکم علی متابعت سید المرسلین علیہ و علی الصلوٰۃ والسلام - ایضا از تربات صوفیہ  
 چہ میکشاید و از احوال ایشان چہم افزاید انجا وجد حال تا میزن شرع نسخہ بنیم جتیل بنیخند و کشت  
 و اہمات و آثار محک کتاب و سنت نرسند بنیم جوی نمے پسندند مقصود از سلوک طریق صوفیہ حصول  
 از ویا و یقین است بمعتقدات شرعیہ کہ حقیقت ایمان است و نیز حصول سیراست در آدای احکام فقہ  
 نہ امرے و دیگر درایے آن چہ رویت موعود با خرت است و در دنیا البتہ واقع نیست مشاہدات و تجلیات  
 صوفیہ بآن خرسند آرام لظلال است و تسلی شبہ و مثال اول تعالی در الوری است عجایب کار و بار است  
 اگر حقیقت مشاہدات و تجلیات ایشان را کماسے گفتہ شود و خوف آن دارو کہ فتورے در طلب مبتدیان  
 این راہ پیدا شود و تصورے در متوق ایشان اقتدا و ازان یترے ترسد کہ اگر نگوید با وجود علم تجویز الکیا

باطن بحق کرده باشد یا دلیل المحترمین و لایق بحر منته من جملته رحمة اللعالمین علیه و علی الد الصلوة و التسلیمات  
 ایضا پیش از ظهور علیه حال عدم امتیاز میان اسلام و کفر چنانکه نزول شرعیت کفر است نزول اهل  
 حقیقت نیز کفر است و مذموم اگر اختلافی است میان اهل شرعیت و حقیقت در صورت علی جلدت  
 در رنگ منصور علاج که مغلوب حال بوده است اهل شرعیت بکفر او حکم کرده اند نه اهل حقیقت اما نزد  
 اهل حقیقت هم نقصت و انگیزه است از کاملان نمی شمردند از مسلمانان حقیقی نمی انگارند این شعر  
 منصور بایستی شاید است - کفرت بدین الله و الکفر واجب بدی و عند المسلمین قبیح بد پس  
 پیش از ظهور علیه حال تقلید ارباب احوال نمودن و تمیز ناکردن از بے تمیزیت و الحاد و زندقه و کفر  
 شرعیت و حقیقت است اعاذنا الله سبحانه و جم المسلمین من ایشال نه تقلیدات ثنائیه قلیده علوم شرعیه است نجات  
 ابدی منوط بتقلید جننی و شافعی است اقوال جیند و شبلی از براس و مصلحت بکار می آید پیش از ظهور  
 احوال استماع این اقوال طالبان را تشویقی بآن احوال می بخشد و جدی پیدا می آرد و بعد از ظهور  
 احوال همین اقوال را مصداق و محکم احوال خود می نمایند و بغیر این دو مصلحت اقوال ایشان را در امتثال  
 و غور کردن در آن ممنوع است احتمال ضرر غالب است عاقلان در محله که توهم ضرر باشد اقدام نمی نمایند  
 تکلیف کفین غالب باشد ایضا قطب ابدال واسطه وصول فیوض است که بوجد عالم و بقادر آن تعلق  
 دارد و قطب ارشاد واسطه حصول فیوض است که بارشاد و هدایت عالم تعلق دارد پس  
 تخلیق و تزئین و ازاله بلیات و دفع امراض و حصول عافیت و صحت منوط بفیوض مخصوص قطب  
 ابدال است و ایمان و هدایت و توفیق حسنات و اماتت از سیئات نتیجه فیوض قطب ارشاد و قطب  
 ابدال در همه وقت در کار است و خلوع عالم از و متصور نیست که نظام با در مروط است اگر یکی از افراد  
 این قطب می رود دیگر بر جای وے نصب میشود اما قطب ارشاد لازم نیست که در همه وقت کاین  
 بود و موقت باشد که عالم از ایمان و هدایت بالکل خالی باشد و تفاوت حسب کمال در افراد این اقطاب  
 بسیار است بعد آن و وصولی در جبهه اولانته و فو اکسل از قطب ارشاد و بر قدم خاتم الرسل است  
 علیه و علیهم من الصلوة اضلها و من التسلیمات اکملها و کمال ذلک الفی و مطابق کماله صلی الله  
 تعالی علیه و آله و سلم و انما الفرق بینهما بالامالة و بالتبعیته لا غیر و قد کان صلی الله علیه  
 و علی آله و سلم فی وقته قطب الاکمل شاد و کان قطب الابدال فی ذلک الوقت علیه السلام و پس

قطب ارشاد  
 قطب ابدال

قہاری رحمنی اللہ عنہ وطریق وصول فیض از قطب بعالم انت کہ قطب بواسطہ جامعہ مکتبہ کا صورت است  
مرید فیاض را کا اظہار است مراورہ عالم بکلمہ خود تفضیل بہت مرآن قطب جامع را پس فیض از حقیقت  
بصورت بے تکلف می آید و از صورت جامع بعالم کہ کا تفضیل بہت مراورہ بے تماشائی میرسد پس  
فیاض مطلق اوست تقاضاے دو سطر را در وصول فیض صغی نیست بلکہ بسیار بہت کہ واسطہ رزاق  
فیاض آگاہی نباشد ارنا و شما بہانہ ساختہ اند اگر کہے گوید کہ ایمان و ہدایت نسبت بعلمہ غلاتی نیست  
پس فیوض قطب ارشاد عام نباشد بلکہ مخصوص باشد باہل ایمان و ہدایت و حضرت رسالت خاتمہ  
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات رحمت عالمیاند و قطب ارشاد معنی آن چہ باشد جواب گویم ہر چہ از اعتبار تالیف  
قائض میشود و تفضیل بیاید بہمہ خیر و برکت ایمان و ہدایت بہت شرف نقص را در ان موطن گنجائش نیست  
خواہ آن فیض باہل سعادت برسد یا باہل شقاوت لیکن بہانہ نیست بہت شرف نقص را در ان موطن  
گنجائش نیست خواہ آن فیض باہل شقاوت لیکن بہانہ ہدایت و ارشاد بواسطہ خست محال در اہل فساد معنی  
ضلالت و شرارت پیدا میکند و رنگ عذاب صاف کہ بواسطہ فساد دخل در مریض مادہ اغلاط رویہ و المریض  
مہلکہ میگردد پس در اہل فساد بہانہ ہدایہ بواسطہ امراض قلبیہ ایشان معنی ضلالت پیدا میکند کنس مصرا  
المحبوبین و بلا المحبوبین فی الحقیقت انت کہ قطبی از خون سے پا بد و ان یافتن او از خون بواسطہ خست خود  
است نہ فساد آب مفراتی کہ شیرینی نزد او تلخ بہت بواسطہ فساد مزاج اوست و ذات شیرینی سیح تلخی  
حادث نشدہ است بواسطہ فساد محل معنی تلخ و دان محل پیدا کہ وہ است کما مرصفا پس محقق باشد  
کہ آنچہ از جانب حق میرسد تقاضاے تقدس بہمہ خیر و برکت است و صلاح و رشد بہانہ غیرت در محل  
فساد معنی فساد پیدا میکند پس محقق شد کہ ما ظہم المد و لکن کا نوا انقسم الظلمون - قطب ارشد کہ  
جامع کالات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود است بعد از قرون بسیار و از منہ بشمار این قسم کہ ہرے  
بظہور سے آید و عالم ظلماتی از خود ظہور او نورانی میگردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است  
از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کہے را کہ ارشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ اولی آید  
و از دستقا و میگردد و بے توسط سیح کس باہل دولت نمیرسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریا محیط  
تمام عالم را فرو گرفتہ است و آن دریا گویا مجہد بہت کہ امکا حرکت ندارد و شخصے کہ متوجہ ان بزرگست و باو  
اخلاص دارد و بانکہ بزرگ متوجہ حال طالبے شدہ و در وقت توجہ گویا روزنی در دل طالب کشادہ شو

از ان راه بقدر توجه و اخلاص ازان دریا سیراب میگردد همچنین متوجه شد که متوجه بزرگ الهی است جل شانہ بان عزیز اصلاً متوجه نیست نہ از انکار بلکه اورا نمیشناسد همچنین قسم افاده اینجا هم حاصل شود لیکن وصیوت اولی بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصی که نگران بزرگ است یا آن بزرگ از دور باراست پیر چند بزرگ الهی تعالیٰ و تقدس شغول است اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم است همان انکار اوست و فیض او میگردد و بے آنکہ ان عزیز متوجه عدم افادہ او شود و قصد طر را و نماید حقیقت ہدایت از وی مسقود است صورت رشد است صورت جمعی قلیل النفع است و جامع کہ اخلاص و محبت بان عزیز دارا ہر چند از توجه مذکور و ذکر الهی تعالیٰ جل شانہ خالی باشند نیز ایشان را بواسطہ مجرد محبت نور رشد و ہدایت میرسد و التکلام علیٰ من اتبع الہدے ایضاً و در میان طرق صوفیہ اختیار کردن طریقہ علیہ نقشبندیہ اولیٰ و السبب است چہ این بزرگواران التزام متابعت سنت نموده اند و اختیاب از بدعت فرمودہ اند اگر دولت متابعت دارند و از احوال پیچ ندارند خرسندند و اگر با وجود احوال در متابعت مقبور داند آن احوال را نمی پسندند از اینجا است کہ سماع و رقص را نیز فکروہ اند و احوالیکہ بران مرتب شود اعتبار نہ نمودہ اند بلکہ ذکر چہر را بدعت دانستہ منع ان فرمودہ اند و ثمر آنکہ بران مرتب شود و التقات بان متوجہ روزی در مجلس طعام در ملازمت حضرت ایشان حاضر بودیم شیخ کمال کہ یکے از مخلصان حضرت خواجہ بابو در وقت افتتاح طعام در حضور ایشان اسم اہل را بلند گفت ایشان را ناخوش آمد بجزیکہ خبر بلوغ فرمودند کہ اورا منع کنند کہ در مجلس طعام حاضر نشود و از حضرت ایشان شنیدہ ام کہ حضرت خواجہ نقشبند علما بخارا را جمع کردہ بخانقاہ حضرت امیر کلال بردہ بودند تا ایشان را از ذکر چہر منع فرمایند علما و مجتہدین میگفتند کہ ذکر چہر بدعت است نگفتند ایشان در جواب فرمودند کہینے

مقام نوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر اعتراضات جواب میں

بعض بعض دیون نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر حجب فہم ناقص خود چندا اعتراض بھی نہ کیا میں دل یہ کہ حضرت کے گہا یہ کہ میرا مرتبہ حضرت صدیق اکبر سے زیادہ ہے اور منشاء اس اعتراض کا مکتوب یازدہم جلد اول ہے جو کہ حضرت نے اپنے پیر بزرگوار کو لکھا وہ مکتوب جقدر کہ اعتراض کے متعلق ہے جس نے مجھ کو نقل کیا جاتا ہے وہ ہونا عرضداشت کترین بندگان احمدؒ کے مقامیکہ سابقا خود را دران دیدہ بود چون حسب الامر العالیٰ باز ملاحظہ نمود عبور خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم وسان مقام نظر



آمد اما چون مقام و استقرار در اینجا داشت و روحه او بے نظرنه درآمد چنانکه اندام الهیت عجلان امین  
 و امام زین العابدین رضی اللہ علیہم اجمعین در آن مقام استقرار و ثبات ندارد لیکن عبور سے در آن  
 واقعہ شدہ است بدقت نظر میتوان یافت و آنکہ اول خود در آن مقام نامناسب میدہد بے مناسبتی  
 و وقوع است کیے آنکہ بواسطہ عدم ظہور طریق از طریق طارے میشود چون رہے با و نمودند آن بے  
 مناسبتی بر طرف میشود دیگر بے مناسبتی مطلق است کہ تیج وجه قابل نوال است در اینہا کہ موصل ان مقام  
 اند و آنکہ ثالث ندارد یعنی در نظر در سہ آن دو طریق طرق دیگر ظاہر نمیشود کیے و یا نقص و قصور  
 است و بنات خود را ستم داشتن است در خیرات با قوت جذب و دیگر صحبت شیخ مکملے مجذوبے سلوک  
 تمام کردہ حق سبحانہ و تعالیٰ الطفیل عنایت حضرت ایشان طریق اول را بقدر استعداد عنایت فرمود  
 تیج علی اذ اعمال خیر بوقوع نئے آید مگر آنکہ خود را در آن عمل متہم میسازد و مکتبہ تادمہ کہ بوجہ ہمت نہند  
 بمیقار و بے آرام میباشد نزد خود چنان میدانند کہ تیج علی ازوے صادر نئے شود کہ قابل کتابت ملائکہ  
 یحییٰ باشد و میدانند کہ صحیفہ یحییٰ از اعمال خیر خالی است و کتبہ آن معطل و بیکارند خود شایان آن حضرت علی  
 و علا کے بودہ باشد و ہر کہ در عالم است حتی کہ کافر رنگ و لمحہ زندقہ از خود بوجہ بہتر میداند و بہترین  
 ہمہ اینہا خود را نگار و اسکی بعد کہ جذبہ و غیوہ کا ذکر فرما کر تجویز فرماتے ہیں ثانیاً عرض آنکہ در اثنا کے  
 ملاحظہ آن مقام مرثانیہ مقامات دیگر بعضہا فوق بعض ظاہر شدند بعد از توجہ بہ نیاز و شکستگی چون بمقام  
 فوق آن مقام سابق رسیدہ شد معلوم شد کہ این مقام حضرت ذی النورین است و خلفاء دیگر را ہم  
 در ان مقام عبور سے واقعہ شدہ است و این مقام ہم مقام کمیل و ارشاد است و همچنین ہر مقام فوق ہم کہ  
 اکنون مذکور میشوند و بالا ان مقام مقام دیگر در نظر سے آید چون بان مقام رسیدہ شد معلوم گشت آن مقام  
 حضرت فاروق است و خلفاء دیگر را ہم در اینجا عبور سے واقعہ شدہ است و فوق آن مقام مقام حضرت  
 صدیق اکبر ظاہر شد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بان مقام نیز رسیدہ شد و از شنای حضرت خواجہ  
 نقشبند قدس الدسرہ الاقدس را در ہر مقامے با خود ہمراہ مییافت و خلفاء دیگر را ہم در آن مقام  
 عبور سے واقعہ شدہ است تفاوت نیست الا در عبور مقام و مرور و ثبات و بالا آن مقام ہر مقام  
 مفہوم نمیشود الا مقام حضرت رسالت خاتمت علیہ من الصلوٰۃ اتہا و من التحیات الکہا و محمد  
 مقام حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامے دیگر کو زانی بس شکر و ستائش ہرگز در نظر نیامدہ بود

ظاہر شد و اندکے از ان مقام ارتقاء داشت چنانکہ صفو از دوسے زمین بلند میسازند و معلوم شد کہ آن مقام  
مقام مجہودیت است و ان مقام رنگین و منقش بود و خود را ہم بالحق اس آن مقام رنگین و منقش یافت بعد از  
ہمان کیفیت خود را طبع یافت و در رنگ ہوا با قطعہ ہر در افاق منتشر دید و بعضے اطراف را گرفت  
و حضرت خواجہ بزرگ و مقام صدیق اندر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود را در مقام مجاہدی آن می یابد کہ پیشانی کہ  
معروض داشت - اس مکتوب کی اس عبارت مجاہدی مقام حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام دیگر  
نورانی پس شکر و تاجیفیت معروض داشت - پر معترض اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت نے اپنا مقام حضرت  
صدیق اکبر سے بالا بھلایا اور اپنی تین افضل ٹھہرایا مگر کمال تعجب ہی کہ معترض کی اس عبارت بر نظر پڑی  
اور اسی مکتوب کی یہ عبارت کہ ہر کردور عالم است حتی کہ کافر و رنگ و ملحد و زندقہ از خود بوجہ بہتر میدانند  
و بدترین ہمدانہا خودے انکار و اوس کی نگاہ سے بچ گئی اور اگر قصد پیشہ پوشی کی تو یہ محض تصنیف است  
ایسا شخص قابل جواب و خطاب نہیں لیکن اگر معترض متصف مزاج کے نظر عبارت مذکورہ بالا پڑ جائے  
تو مگر وہ اعتراض کرتا کیونکہ جو شخص اپنی تین سے بد سمجھتا ہو وہ کون کہہ سکتا ہی کہ حضرت صدیق اکبر سے  
کہ بالا جماع افضل ہیں اپنی تین بہتر سے سمجھتا ہو گا چونکہ یہ اعتراض حضرت کی حیات ہی میں مشہور ہو گیا تھا اسکی  
اوس کے جواب میں ایک شخص کو خود اس طرح تحریر فرمایا ہے شخصے کہ خود را از حضرت صدیق رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ افضل و اندام او از دو حال خالی نیست زندقہ محض است یا جاہل صرف این فقیر پیش ازین  
بچند سال مکتوبیکہ بجناب شما نوشتہ بود در بیان فرقہ ناجیہ کہ اہل سنت و جماعت اند عجیب است کہ بعد از اتمام  
ان این قسم سخنان را تجویز مینمایند کہ سیدہ حضرت امیر افضل از حضرت صدیق گوید از جرکہ اہل سنت می یابد  
حکیت کہ خود را افضل داند و مقرر این طایفہ است اگر سالکے خود را از سنگ گرگین بہتر داند از کمالات این  
بزرگواران محروم است اجماع سلف بر فضیلت حضرت صدیق بر جمیع البشر بعد از انبیا علیہم الصلوٰت و  
التسلیمات منعقد گشتہ است الحقے باشد کہ تو ہم خرقے این اجماع نماید این فقیر در کتب و رسائل خود  
نوشتہ است کہ حتی قاتل حضرت حمزہ کہ یک مرتبہ بصحبت خیر البشر علیہ و علی اہلہ الصلوٰت و السلام رسیدہ از  
دوہس قرنی کہ خیر التابعین است بہتر است پس در حق این طور شخصے افسوس سخنان تخیل نمودن و ادھقل دور  
اندیش دور است عبارتیکہ مردم این تو ہم را از آنجا پیدا کردہ اند باید دید و بحقیقت سعادہ و رسید مجو  
تقلید را باب حمد نمودن چه مناسب است ہانکہ مشایخ و زعلیہ سکر چہیزے نامناسب گفتہ اند شیخ

ایک نام مکتوب لوائے ارض من لوائے محمد از اپنے با فضیلت ثنوان برد کہ عین زندہ است و در عبارت مقام  
 حاسا و کلا کہ این قسم چیز سے مذکور شدہ باشد والسلام اصل بات یہ ہے کہ یہ اعتراض بوجہ ناقصی معاملات و اصطلاحات  
 حات صوفیہ ہر اس مکتوب میں حضرت نے اپنے عروج کا حال لکھا ہے کہ علان علان مقام تک پہنچا ہے اکثر  
 اولیاء و ن کو ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے اسماء مبادی الثغنیات تک عروج کر جاتے ہیں اور ولایت  
 تحقق ہو جاتی ہے تو فیض انیز دی او کو او نہیں اسماء کے اصول و اصول اصول الی ماشاء اللہ تعالیٰ  
 میں سیر واقع ہوتی ہے اور اس سیر میں اکثر اون اولیاء و ن کے مقامات بلند بھی عروج ہو جاتا ہے جو کہ  
 فی الواقع و باجماع علما اس سے افضل میں جتنے کہ کبھی کبھی انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام سے بھی کہ  
 قطعاً بہترین خلاق میں بالاتر عروج ہوتا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ ولی اون اہل مقامات سے  
 افضل ہے کیونکہ اصلی مقام اسکا وہ ہے کہ ہر جہان سے کہ اسکو نانیائیں شروع ہوئے اور یہ سیر اسکی  
 عارضی ہے کہ پھر نزول کر کے اونجک واپس جاتا ہے اور اصلی مقام اون اولیاء و انبیاء کا علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 وہ ہے جہاں تک سالک کا عارضی عروج میں گزرتا ہے اور پھر وہاں سے واپس آگیا ہے اون کے انتہا عروج  
 کا حال خدا جانتا ہے کہ کہاں تک گیا ہوگا جبکہ اسکا عارضی عروج اون کے طبعی مقام تک پہنچا ہے اور  
 دراصل اعتبار مقامات طبعی کا ہے اور انہیں یہ سالک بجا رہے اصل نیچے پڑا ہے تو اب افضلیت کجا و مساوی  
 کو اور اس قسم کی سیر حق جہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب مجھ کو صفات انبیاء میں  
 سیر واقع ہوئے رفتہ رفتہ بارگاہ محمدی صلیم پر پہنچا چاہتا تھا کہ وہاں بھی سیر کروں کہ میری پیشانی پر  
 ہاتھ رکھ دیا یعنی روک دیا یا اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب سیر کرتا کرتا میں  
 بارگاہ محمدی صلیم پر پہنچا آگے بڑھنے کیلئے مینے شل بایزید گستاخی کی علیہ تواضع سیر نیازستان عالیہ پر  
 رکھا سے حال پر مہربانی فرمائے اور اس مقام کی سیر کر کے تو اب ضرور ہے کہ یہ بزرگوار تمام اولیاء و انبیاء  
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات طے کر کے وہاں پر پہنچتے ہوں گے تو مقبول مقرر انہوں نے بھی  
 اپنے تئیں اون اولیاء و انبیاء و ن سے افضل ٹھہرایا اور حالانکہ اتنا کہ کسی کسی کو یہ کہتے ہیں  
 نہیں سنا کہ حضرت خواجہ نقشبند و بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مرتبہ جمیع اولیاء و انبیاء علیہم السلام  
 سے افضل بتایا ہے۔ اسی طرح حضرت کو بھی ابتدا میں سیر ہوئی اور اداس کو

حضرت خواجہ کے پاس لکھ بھیا کیونکہ اس گروہ میں یہ قاعدہ ہے کہ اپنے تمام واقعات و واردات اپنے پیر کی خدمت میں بیان کرتے ہیں تاکہ اوسکی صحت و سقم سے آگاہی ہو اور خصوصاً یہ سیرت حضرت کے بخواہش حضرت خواجہ ہرے جیسے کہ عنوان مکتوب کے پایا جاتا ہے اور یہ اوس سے مرکز نہیں سمجھا جاتا ہے کہ حضرت اپنے تئیں افضل از صدیق اکبر سمجھتے ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر یہ نہیں ہوتا کہ حضرت پر یہ اعتراض کیوں ہوا ظاہراً اوسکی وجہ سوار تصعب یا عدم فہمی معاملات صوفیہ اور کچھ معلوم نہیں ہوتی و و سوا اعتراض حضرت پر انکا مسئلہ وحدت الوجود کا ہے اور بعض صوفیہ یہ جانتے ہیں کہ حضرت اس مسئلہ کے بالکل مخالف ہیں حالانکہ یہ محض خلاف واقعہ ہے راقم الحروف کا یہ عقیدہ ہے کہ مسئلہ وحدت الوجود میں جب قدر حضرت کو خط وافر تھا و دوسرے کو نہ تھا البتہ حضرت کو اس مقام سے ترقی ہوئی اور غالباً اسی ترقی کو کم نہم انکا سمجھتے ہیں یہ اعتراض بھی مثل پہلے اعتراض کے حضرت کی زندگی میں مشہور ہو گیا تھا چنانچہ حضرت اس کے جواب میں ایک شخص کو اس لکھا ہے مخدوما لکرنا معتقد فقیر از خور دی مشرب اہل توحید بود و والد فقیر تین سرہ بظاہر بہرین مشرب بودہ اندر بسبیل دوام ہمین طریق اشتغال داشتہ اند با وجود حصول نکران تمام در باطن کہ بجانب مرتبہ بے کیفی داشتہ اند و حکم ابن الفقیہ نصف الفقیہ فقیر ازین مشرب خط وافر بود و لذت عظیم داشت تا آنکہ حق سبحانہ و تعالیٰ بہ محض کرم خویش بخدمت ارشاد پناہی تھاق و معارف آگاہی موی الدین الرضی شینخا و مولانا قبلتنا محمد الباقی قدسنا اللہ تعالیٰ سرور سائیدہ و ایشان بنفقہ طریقہ علیہ تعشبت یہ تعلیم فرمودند و توجہ بلج بحال این مسکین مرعی داشتند بعد از انداختہ این طریقہ علوم و اندک مدت توحید وجودی منکشف گشت و علوم و رنگش پیدا شد علوم و معارف این مقام فراوان ظاہر گشتند و کم و قیقا از وقایع این مرتبہ ماندہ باشد کہ آذر انکشف نہ گردانیدند و قاف معارف شیخ مخی الدین ابن العربی را کہ اینی لایح ساختہ و تجلی ذاتی کہ صاحب فصوص از بیان فرمودہ است و نہایت عروج جز از اینی داند و در شان تجلی میگردد و ما بعد ازہ العدم المحض بان تجلی ذاتی مشرف گشت و علوم و معارف آن تجلی را کہ شیخ فصوص نجاتم الاولانیہ میں از فیض معلوم شد و سر وقت و غلبہ حال درین توحید بحدے رسید کہ بعضی عرضہا کہ بکفرت خواجہ نوشتہ بود و این و دیت را کہ سراسر سکر است نوشتہ بود و رباعی اسے در لیا کین شریعت ملت اعما است

ملت ماکافری و ملت ترسانی است، کفر و ایمان زلف و روسی آن پرستی زیبایی است، کفر و ایمان ہر دو اندر راہ مابکتائی است و اینحال تائید مدید کشید و از شہور لبینین با جامید ناگاہ غنات بیغایت حضرت جل سلطانہ از دیرینہ عجیب و عرصہ ظہور آمد و پروردہ روپوش بیچونی و بیچگونگی را بر تائید علوم سابق کہ بینی از اتحاد وحدت وجود پروردہ اندر و بزاوہ اور و ند و احاطہ و سرطان و قرب و بیت ذاتیہ کہ در انتقام منکشف شدہ بود ستر گشتند و بہ یقین یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ با عالم اربن نسبتہا مے مذکور ہیچ ثابت نیست احاطہ و قرب او تعالی علمی بہت چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ تعالیٰ سعیم و اوسجائہ باہج چیز متحد نیست اوست تعالیٰ و تقدس و عالم عالم اوسجائہ بیچون و بیچگونہ است و عالم سرسرداع چونی و بیچگونگی ہم بیچون را عین چون نتوان گفت واجب تعالیٰ را عین ممکن نتوان خواند قدیم ہرگز عین حادث نشود متغی عدم عین جائز عدم نہ گردد و انقلاب حقان محال است عقلا و شرفا و صحت حمل یکے بر دیگرے متغی است و در اشیا عجیب است کہ شیخ محلی دین و تاملان او ذات واجب تعالیٰ را بمجہول مطلق میگنید و محکوم علیہ حکمی نمے دانستہ مع ذالک احاطہ ذاتی و قرب معیت ذاتیہ اثبات ینمائید و ماہو الاحکم علی الذات تعالیٰ و تقدس فالصواب تامل العلماء من اہل السنۃ من القرب العلمی والا احاطہ الطمۃ و در زمان حصول علم و معارف سنائی مشرب توحید وجودی این فقیر اضطراب تمام بود کہ ہر اہل توحید امر دیگر عالی تر نمیدانست و بتطرح و زاری دعا میکرد کہ این معرفت زائل نگردد تا آنکہ حجب تمام از روتے کا زایل گشتند و حقیقت کما ینبغی منکشف شد معلوم شد کہ عالم ہر چند مایہ کمالات صفاتی است و مجاہل ظہور اسمائے اما مظهر عین ظاہر نیست و ظل عین اصل نہ چنانکہ مذہب اہل توحید وجودی است اورا بطرح مکتوب صد و نودم جلد اول من اپنا ابتدائی احوال بکتے بکتے تحریر فرماتے ہیں - اے عزیز اگر قلم را در تفصیل احوال و بتین معارف جاری سازم بہ تطویل انجامد و بہ اطناب کشد علی الخصوص معارف توحید وجود و علوم ظہلیت اشیا اگر در بیان آیند جماعہ کہ عمر نادر توحید وجود گرو آیند اند معلوم نمایند کہ قطرہ ازان دریائی سیمہ نہایت حاصل نہ کردہ اند عجیب آنست کہ ہمان جماعت این مدویش را باب توحید وجودی انکارند و از علماء منکرین توحید ینمائند و از کوتہ نظرے پنداشتہ اند کہ امار بر معارف توحید از کمال است و ترقی ازان مقام از نقص سہ بیخوردی چندان



و این صورت در سه بیچ افروخته است و هیچ کاسته آنجا که ذات زید است و این صورت آنجا نامی و نشانی نیست  
تا با و نسبتی از نسبت جزب و اتحاد و حلول و در میان پیدا کند سرالآن که آن را اینجا باید جست چه در مرتبه که  
اوست تعالی چنانچه علم را پیش از ظهور آنجا گذاشت نبود و بعد از ظهور هم آنجا هیچ گذاشت نباشد فلا جرم یکون الان که  
کان عجایب کار و بار است بسیار است از اکار بر تقدیم صوفیه این عبارت توحید را بمنع حلول و اتحاد میفهمند  
و تکلیف و تفصیل قائلان ان عبارت مینمایند و بعضی از اینها توجیهات الغبارت را بر نیچ مینمایند که بمذاق قائلان این بیچ نیست  
و مناسب است ندارد صاحب عوارف میفرماید که قول انا الحق از منصور و قول سبحانی از بایزید بطامی بر طریق حکما  
بوده است یعنی از حق حل و علا سلطان و اگر بطریق حکایت نباشد بلکه شایسته حلول و اتحاد در میان بود و قائلان این  
اقوال را رویه نایم چنانچه نصاری را میگویند که بحلول و اتحاد قایل اند و از تحقیق واضح گشت که درین عبارت  
شطح نایم حلول و اتحاد نیست اگر حل است باعتبار نظم و راست نه باعتبار وجود چنانچه فهمیده اند بحلول و  
اتحاد برده مانا که این مسئله توحید و مرتقه مان صوفیه نیک محروم منقض نشده بود هر کسی که از اینها مغلوب حل  
میگشت کلمه و توحید که اتحاد نماند از و صادر میشد و از غلبه سکر به سران در غیرت و ظاهر آن عبارت  
را از شایسته حلول و اتحاد مصروف نمیشاخت و چون نوبت شیخ بزرگوار شی الیدین بن العربی قدس سرودیه  
اوان کمال معرفت این مسئله و فیه را شرح ساخت و محبوب و فضل گردانیده در رنگ صرف و نحو در تدیین  
و آدرو مع فالک جمع انین طایفه را و از تفهیمیده تخطیه و نمودند و مطعون و ملام ساختند و درین مسئله  
و اکثر تحقیقات شیخ محقق است و طاعنان او دور از صواب بزرگی و فور علم شیخ را از تحقیق این مسئله باید دید  
در وطن او باید کرد و این مسئله هر چند در و و بتلاحق افکار متاخران واضح و متع تر میگردد و از شبهات حل  
و اتحاد دور تر است و اندر نحوی که الحال بتلاحق افکار متاخران توحیه واضح و منع گشته است هرگز در زمان سیدویه  
و انخس آن تنقیح و توضیح نداشت که تکمیل صناعت بتلاحق افکار است امام اعظم و امام ابی یوسف رضی الله  
تعالی عنهما تا شاه شاه در مسئله خلق قرآن بایکدیگر مناقشه داشتند و در و و بدل میکردند بعد از شاه شمس  
شد که یک قرآن را مخلوق گوید کافر گردد این طول منازعت بواسطه عدم متقیق این مسئله بوده است و زیوت  
و الحال که بتلاحق افکار منقح شده است گویم که محل نزاع اگر حروف و کلمات اند که دوال اند بر کلام نفسی شک  
نبست که حادث اند و مخلوق و اگر مدلولات مراد باشند قدیم و غیر مخلوق است این تنقیح از برکات تلاقی افکار  
است بر اصل سخن رویم و گویم که معنی دیگر هم این عبارت را نسبت که از حلول و اتحاد بعید است یعنی هم



میستند موجب دوستی تعالیٰ نه اینکه اینها همه دوست بستند و با او متحد تعالیٰ این را خود بطریق مگویان بزرگوار  
 چگونه متصور شود و چون در طلب محبت ماسوائے محبوب از نظر این بزرگواران مستور میگردد و غیر او در مشهود نشان  
 نیماند میگویند همه دوست یعنی این همه که ثابت بینمود و توهم و تمثیل بوده است موجب دوستی تعالیٰ برین تقدیر  
 هم نه تشابه جزئیت و اتحاد است و نه فطنت حلول و حلول مع ذالک لکن فقیر مثال این عبارات را نمے  
 پسندد و هر چند این مقاصد مبرا است زیر که شایان مرتبه تقدس و تفریه خداوندی نیست جل سلطان اینها  
 چه باشند که مظاهر او بودند تعالیٰ سع و در کدام آینه در پیدا و بی و ایشان را یارائے آن کجاست که باعتبار ظهور  
 هم بروی تعالیٰ محلول گردند اگر مظهر اند - ظلمة اظلال کمالات آنرا مظهر اند و آن ظل که آنجا مظهر او نیست خداوند  
 جل سلطان که او را چندین هزار اظلال با ذات تعالیٰ در میان بوده باشند ان الله سبعین الف حجاب من  
 نور و ظلمته شنیده باشند پس بے نقاشی مظهر ظلی اظلال کمال او را سبحانه بروی محمول داشتن و دوست گفتن  
 سوادب است و کمال جزات اما چون در طلب سکر حال است آنقدر مذموم نیست و همچنین بر توحیه ثانی مشهور  
 خود را عین حق داشتن و باعتبار آن محمول ساختن نیز سوادب است بلکه خلاف واقع آن مشهود هم  
 ظلمة از کمالات است سبحانه و او تعالیٰ در اولو است ثم و را نیز سر چه مشهود است شایان نفی است پس  
 حق نبود جل و علا و خواجه نقشبند میفرماید قدس سره هر چه دیده شد و شنیده شد و دانسته شد انهم غیبه است  
 سبحان حقیقت کلمه الانفی آن یابید کرد و آنچه مختار این حقیر است درین مقام و مناسب شان تقدس و تفریه است  
 عبارت بلایه دوست نه بان معنی که علما را مظاهر بر آن اقتضای نمایند و گویند صدور و خلق همه از دست این وجود  
 صادق است مع ذلک اینجا علاقه دیگر هم است که علما را بان ممتنع نگشته اند و صوفیه بدریافت آن ممتاز گشته  
 و آن ارتباط اصالت و ظلمت است یعنی اگر وجود ممکن است ناشی از وجود واجب است تعالیٰ و پرتو وجود است  
 سبحانه و همچنین اگر حیات است ناشی از صفت حیوة است سبحانه و پرتو آن حیوة مقدسه است علی هذا القیاس العلم  
 و القدرة و الارادة و غیره پس بطور صوفیه عالم هم صادر اند است سبحانه و هم ظل کمالات او ناشی از ان کمالات  
 منزه او تعالیٰ مثلا وجودی که ممکن واده اند نه امری است که بسبب خود باشد و استقلال او حاصل بود بلکه  
 آن وجود پرتو ظل وجود واجب است تعالیٰ و همچنین حیوة و علم و غیره که ممکن شمشیده اند نه امور نیستند که  
 استقلال ثبوت از صانع تعالیٰ پیدا کرده اند بلکه وجود صدور از صانع تعالیٰ اینها اظلال کمالات و سبب سبحانه  
 و صور و امثال کمالات همین ارتباط اصالت و ظلمت و صوفیه بان ممتنع نگشته اند معانیه صوفیه را با علما

علیین برودہ است و لیکن اولیقا رسائیدہ بولایت خاصہ متحقق ساختہ و چون علما و خواہرا این دیدہ میسر نشدہ  
 است از فنا و بقا بہرہ نرسیدہ بولایت خاصہ متحقق نشدہ و صوفیہ کمالات خود را ظلال کمالات واجب تعالی  
 یافتہ اند و وجود سایر توالیع وجود را عکس آن کمالات دانستہ ناچار خود را پیش امت وار و کمالات او ندیدہ  
 اند و غیر از امر بایکے ان کمالات نیافتہ و چون بحکم ان الله بامرکم ان تودوا الامانات الی اهلها این امانت  
 را باہل امانت بسیار ندانین کمالات را باہل بدینہ و خود را معدوم یا بند و میت دانند چہ وجود حقیقہ چون  
 باہل رفت معدوم و معیت ماند و فنا متحقق گشت للملوی چون بدانستی تو اورا از تخت بندہ سوئے  
 آنحضرت نسب کردی درست بد و آنکہ دانستی کہ ظل کیستی بد فارغی گردی و گریستی بد بعد از فنا اگر آمد  
 اورا بقا مشرف سازند مرتبہ ثانیہ وجود و توالیع وجود از صفات کاملہ اورا عطا خواہند فرمود و بولایت ثانیہ  
 متحقق خواہند ساخت لن یلج ملکوت السموات من لم یولد مرتین عینا لا ہر باب نعیم نعیم ہا  
 بار خدا یا ارتنگی عبارات الفاظیکہ شرع باطلاق آن وارد شدہ است در رنگ ظلیت و غیرہ باطلاق مینامیم  
 و میگویم وجود ممکن ظل وجود واجب است تعالیٰ و صفات و ظلال صفات کاملہ و تعالیٰ این اطلاقات  
 ترسان و لرزان ام و چون اولیا را تو باین اطلاقات سبقت نمودہ اند امیدوار عفویم سبنا لا تو اخذنا  
 ان ندینا و اخطانا باید دانست ازین تحقیق کہ سابق نمودہ آمد واضح گشت کہ صوفیہ کہ قائلند بکلام ہمہ  
 اوست عالم را با حق جل و علا متحد میدانند و حلول و سر بران ثابت نمیکند و حملہ کہ مینمایند باعتبار ظهور  
 ظلیت است نہ باعتبار وجود و تحقق و ہر چند از ظاہر عبارت شان اتحاد وجودی متوہم شود اما حاشاکہ  
 مرا و شان آن بود کہ کفر و الحاد است و چون حل یکے بر دیگرے باعتبار ظهور گشت نہ باعتبار وجود  
 معنی ہمہ اوست ہمہ اوست کہ مدخل شے ناشے ازان شے است و ہر چند در ظاہر احوال ہمہ اوست  
 گویند اما فی الحقیقت مرا و شان از اخبارت ہمہ اوست باشد فلا عجال فی الاطلاق کلام ہمہ و الحاکم  
 بتفصیل قائلہم و کلمہ ہمہ بکہ ظل شے عبارت از ظہور شے است و مرتبہ ثانیہ یا ثالث یا رابع مثلاً صوت  
 زہد کہ در مراتب منعکس گشتہ است ظل زہد است و ظہور زہد است و مرتبہ ثانیہ و زہد فی حد ذاتہ و مرتبہ  
 وجود اصلی خود است کہ بظن خود را در مراتب ظاہر ساختہ است بے آنکہ در ذات و صفات تلویہی  
 و تخییری رو و چنانچہ گوشہ ربنا اتم لنا نورنا و اغفر لنا انک علی کل شے قذیر و اسلام علی من اتبع الهدی  
 اب اس بکتوب سے ناظرین انصاف سپند معلوم کر سکتے ہیں کہ حضرت نے کیسے کیسے برابین باطل

دلائل قاطع سے اس مسئلہ کو شرع شریف سے ظہین دی ہے باوجود این ہمہ پہرہی اگر کوئی حضرت کو منکر وحدت الوجود کے تو یا وہ حضرت کے حالات و مذاق سے واقف نہیں یا انکہ وہ متعصب و متعسف محض ہے مگر اس کا کیا علاج بقول شخصے۔ گردنید بروز شہر چشم ب چشمہ آفتاب را چہ گناہ

## مقام آہوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکاشفات

### و کرامات کے بیان میں

حضرت نے فرمایا کہ ایک روز بعد نماز ظہر میں مراقب بیٹھا تھا اور حافظ قرآن پڑھتا تھا اسی اثنا میں اپنے اوپر ایک غلعت عالی فزاقی پایا ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قومیت تمام ممکنات ہی کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر اعلیٰ العزم کو عنایت کرتا ہے اور الہام ہوا کہ بوزاقت و تبعیت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوا اور جمیع مخلوقات کا قیام تمہاری ذات پر مقرر ہوا کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین شریفین اور اپنے دست مبارک سے میرے ہر دستار باند ہی اور مبارکباد منصب قیومت دی فرمایا کہ ایک روز بعد نماز عشاء میں دعا مانگتا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا تمام بدن مثل شمع کے روشن ہے اور آفتاب کی طرح ایسا چمکتا ہے کہ انکہ سامنے نہیں گنجائی اسی اثنا میں الہام ہوا کہ یہ روشنی اس واسطے ہے کہ تیرا بدن بقیہ طینت حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے حضرت بار بار فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ بقیہ طینت حضرت خاتم النبیین تھا بطور الوش ایک فزانت کو پہنچا ہے اور اُس سے کچھ بچکا اور سکا ایک منتجب کو ملا ہے منتجب حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت کے فرزند ثالث مرومیں حضرت کا تمام بدن بقیہ طینت مصطفوی صلعم کا بنا تھا مگر میر مبارک نہ تھے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرا حال مثل طاووس کے ہے کہ اپنے بدن کی زیبائی و رعنائی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور ناچتا ہے لیکن جب بیرون پر نظر پڑتی ہے تو شہرہ مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح میں بھی جب اپنا بدن دیکھتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور جب پیر دیکھتا ہوں تو منتقبض ہو جاتا ہوں۔ ایک روز فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صلبہ بلند چمچ انیا موجود ہیں اور حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں مجلس میں چنانچہ میں ہی اوس جگہ گیا مگر بیٹھے کی جگہ نہ تھی کہ اتنے میں حضرت خلیل اللہ نے سب کی طرف

متوجہ ہو کر فرمایا یا اہل الذین آمنوا اتفخو فی الحجاز سب سے تہوڑی تہوڑی حرکت کی اور میرے بیٹھنے کی  
بغضاعت جگہ کھل آئی اور میں اونگھ بیٹھ گیا ۔

**نقل ہے** کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ آج خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے حضور میں حاضر ہوں کہ حضرت خاتمیت نے ایک اجازت نامہ جیسا کہ مشائخ اپنے خلفاء  
کو لکھ کر دیتے ہیں مجھ کو دیا ہے لیکن بعد معلوم ہوا کہ اس اجازت نامہ میں ابھی کچھ کسر ہے کہ اتنے  
میں ایک شخص اگر مجھے وہ اجازت نامہ بخور رسول صلی اللہ علیہ وسلم لگیا ہے اور پہر او سپر لکھا کہ  
اور حضرت محبوب رب العالمین کی مہر سے مزین کر کے مجھ کو لاکر دیا ہے اُس کے متن میں الطاف غلیظہ  
جو کہ اس دنیا کے متعلق ہیں لکھے ہیں اور اُسکی پشت پر لکھا ہے کہ تم کو اجازت نامہ آخرت عطا ہوا ہے  
اور مقام شفاعت مرحمت فرمایا ہے اور کاغذ اجازات نامہ بہت طولانی اور اوپر بہت سی سطریں  
لکھی ہیں فرمایا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس طرح بیٹھا ہوں جیسے کہ بیٹیا باپ کے پاس بیٹھا ہو  
کہ اتنے میں وہ اجازت نامہ لپٹا ہوا ماتہ میں لئے ہوئے حرم شریف میں حضرت صلعم کے ساتھ  
داخل ہوا حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بحضور آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمانے لگے کہ میں  
تیری انتظار میں تھی اور تو یہ کام کر اور یہ کام کر اور یہ حضوری حضرت خاتمیت صلعم اور حضرت خدیجہ الکبریٰ  
رضی اللہ عنہا مجھ کو کچھ عجز و غیرت میں معلوم ہوتی ۔ **نقل ہے** کہ حضرت کو زیارت بیت اللہ کا کمال  
شوق تھا اور ایک روز راسی بقراری میں تھے کیا دیکھتے ہیں کہ تمام عالم جن و انس و ملائک و غیرہ نماز پر  
ہیں اور سجدہ حضرت کی جانب کرتے ہیں حضرت اس بات سے نہایت متحیر ہوئے اور متوجہ کشف  
اس معاملہ کے ہوئے معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کی واسطہ آیا ہے اور اپکا احاطہ کیا ہے اس پر  
جو کعبہ کو سیدہ کرتا ہے وہ آپ کی طرف معلوم ہوتا ہے چنانچہ اسی اشارہ میں الہام ہوا کہ تو ہمیشہ زیارت  
کعبہ کا شائق رہتا اس واسطے سے کہ کعبہ کو تیری زیارت کی واسطے بھیجا ہے **نقل ہے** کہ ایک روز حضرت  
واقعہ میں دیکھا کہ گویا ہزاروں ہزار فرشتے ایسے حسین و جمیل کہ شیشان نور سے نگاہ کام نہیں کرتی ہے  
حاضر ہیں اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو حکم دیا ہے کہ اپنی اطاعت میں حاضر ہوں کہ خزانہ رحمت آپ کو  
عطا ہوا ہے چنانچہ اشارت متعلقہ رباعی مولفہ حضرت مندرجہ مکتوب تین سو گیارہ جداول مصداق  
اسکی ہی رباعی ہے جو چشمی است مرنی ماہد یحو الف رب حبیب خدا مہ لایم مرنی غلیل اللہ است ۔

سیم زتدیر کلیم اللہ است منہ نقل ہے کہ اپنے فرمایا کہ مجھے پرکشش کیا ہے کہ حقیقت مجھ غنیمت رحمت  
 رحمن جہ سلطانہ سے ہے اور کوئی رحمت خواہ دنیوی ہو خواہ اخروی اس غنیمت سے باہر میں جس قدر رحمت  
 بکرا خیرت میں ذخیرہ ہے ایک چشم ہلکی ہے اور دوسری چشم کی رحمت دنیا میں پہلی ہوئی ہے۔  
 نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے خواب میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا آپ فرماتے ہیں  
 کہ تو مجتہد علم کلام ہے حضرت نے فرمایا کہ جب سے میرا علیحدہ رائے ہے لیکن اکثر موافق ابو حنیفہ سے فرمایا  
 کہ جب اجتہاد ابو حنیفہ اور شافعی کی سیر کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ دو حصہ حق بجانب ابو حنیفہ ہے اور  
 ایک حصہ بطرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہا اور ان دو بزرگوار سے حق باہر نہیں فرمایا کہ ایک ضعیف تھا  
 کیا معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ شاگردان آئے ہیں اور ہر ایک نو مجتہدین آیا اور اس نو زمین مجھ کو  
 قنارہ و بقا حاصل ہوئی اسکے کئی روز کے بعد دیکھا کہ واسطیج امام شافعی مع ثلاثہ تشریف لائے اور  
 جو معاملہ امام ابو حنیفہ سے گذر تھا وہی اون سے پیش آیا۔ نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلاشبہ  
 تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ نو زینت مذہب حنفی نظر کشی میں مثل دریا عظیم کے معلوم ہوتی ہے اور  
 دو سکر مذہب مثل حوض کے نقل ہے کہ ایک روز حضرت حلقہ میں معیاران مراقب بیٹھے تھے کہ  
 کہ حضرت شاہ سکندر رشیہ شاہ کمال کشمیری آئے اور ایک خرخہ آپ کے دوش مبارک پر ڈال دیا حضرت نے  
 آنکھ جو کھولی تو دیکھا کہ شاہ سکندر میں جلدی سے اوٹھے اور بتواضع معانقہ کیا حضرت شاہ سکندر نے  
 کہا کہ میرے جد امجد نے اپنے وصال کے نزدیک یہ چیز جو کہ حضرت نوح الاعظم سے پشت پر پٹ چلا  
 آتا ہے میرے سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کو امانتاً اپنے پاس رکھ جس کو میں ہو لگا اسکے حوالہ کرنا چاہیے  
 مرتبہ مجھے حضرت جد امجد نے تمہارے حوالہ کر کے واسطے واقعہ میں کہا لیکن مجھ پر اس تبرک کا علیحدہ  
 کرنا سخت شاق تھا اگرچہ کوکاب تاکید بہ تہدید کی چار و ناچار لے آیا حضرت نے وجہ سپرد خلوت میں تشریف  
 لگئے فرمایا کہ اس وقت میرے دل میں یہ خطو گذر کہ مشائخ کی بھی عجب معمول ہیں کہ جس کو جاہر ہنر دیا  
 وہی خلیفہ ظہر اور نہ یہ چاہیے کہ پہلے خلعت معنوی پہنائیں بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں مجھ کو اس خطو  
 کے حضرت نوح الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ من تمام خلفائے حضرت شاہ کمال کیتیلی تشریف  
 لائے اور اپنے خاصہ نسبت کے انوار و اسرار سے مالا مال کر دیا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ میں نقشبندیوں  
 کا پرورش یافتہ ہوں اور یہاں یہ معاملہ گذر کہ اتنے ہی میں حضرت خواجہ عبدالحق مجدد دینی سے

لیکھنا حضرت خواجہ باقی باللہ سب تشریف لائے اور حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ حضرت نوحث الاعظم کے برابر بیٹھے اکابر نقشبندیہ کے فرمایا کہ شیخ احمد ہماری تربیت سے کمال و تکمیل کو پہنچنے میں اکابر اوسنے کیا علاقہ ہے اکابر قادریہ نے کہا کہ دل چاہشی ہمارے خوان سے کہانی سے اور یہ اوس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ شاہ کمال کیتلی حضرت کے ایام شیر خوارگی میں تشریف لائے تھے اور حضرت بیمار تھے اور شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت کے دہن میں دی تھی اور اپنے اوس کو خوب چوسی تھی اور اب خرقہ بھی ہمارا ہی پہنا ہے اسی بحث میں حضرات چشتیہ و کبرویہ و بہروردیہ ہی تشریف لائے اور کہا کہ انکے ہم بھی دعویدار ہیں (کیونکہ ان خاندان کی خلافت حضرت کو اپنے والد بزرگوار سے قبل بیعت حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ ملی تھی) مولینا بدرالدین سرہندی حضرت مجدد العارف ثانی کے خلیفہ نے حضرت القدس میں کہا ہے کہ اوسوقت اسقدر ارواح اولیا و جمیع مومنین کہ تمام مکان و گلی و کوچہ و دشت و صحرا بھر گیا اور مناظرہ میں صبح سے ظہر کا وقت ہو گیا کلاس اشرار میں جناب سید المرسلین رحمۃ اللہ علیہ والدہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور کمال کرم و دلنشین سب کی تسلی و دلاسا فرما کر ارشاد فرمایا کہ چونکہ کمال و تکمیل شیخ احمد کے طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے اسلئے اسکی ترویج کریں اور باقی سلاسل کی نسبت بھی القار کریں کہ انکا حق بھی ثابت ہے اور اسی بات پر مختصر چڑ گیا اور سب رخصت ہو گئے فرمایا کہ طریقہ قادریہ میں بعض شیخ عبد القادر جیلانی بیچ کمال کیتلی رحمۃ اللہ علیہم کے مانند کم نظر آتا ہے فرمایا کہ آفتاب کی جانب بطرعت دیکھ سکتے ہیں مگر شاہ مسکن کے قلب کی طرف بوجہ شعثان نور نگاہ نہیں کھیاتی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے واقعہ میں دیکھا کہ گویا حضرت علی تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مجھکو علم سلوات سکھانے آیا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دائرہ غضب الہی ظاہر ہوا اوسمیں جو سیر کی توطح طرحے غضب ذاتی و صفاتی و انتقامات و سجادہ مطالعہ کئے اور پیسہ درجہ تک رہی بعد ازاں دیکھا کہ اوس دائرہ سے فلک مافوق کے مقام پر سیر ہوئی معلوم ہوا کہ یہ دائرہ استغاثی ہے وہاں رنگ کی استغاثی ذاتی و صفاتی اللہ تعالیٰ کی نظر سے گورین بعد ازاں اوس مقام سے مقام بالا کی سیر ہوئی معلوم ہوا کہ یہ مقام رحمت ہی اس مقام میں صرف جمال ہی جمال کا طور ہے جمال و استغاثی کی بوسی نہیں ہے بعد ازاں سیر فوق الفوق الی ما شاء اللہ واقع ہوئی۔ نقل ہے

کہ ایک روز مسجد و گھر و خانقاہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کیا دیکھتا کہ نہر نبیؐ آجگا و تری ہے جیسے کہ کاروان آکر ٹھہرتا ہے نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حافظ حلقہ میں قرآن پڑھنا تھا۔ کہ دفعتاً بعض دسافوس درباب قرآن میرے دلیں آنے لگے خیال آیا کہ نفس مطمئن ہو گیا ولایت تحقق فنار و بقا حاصل پیر یہ خطرت کہاں سے چنانچہ اس راز کے کشف کے واسطے توجہ ہوا بعد تو جہ بسیار و التجا بے شمار کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مربع عظیم الخلق میرے سینہ سے نکل کر باہر گیا ہے غور کیا تو معلوم ہوا کہ سینہ میں یہ ہے خناس تھا جو کہ دوسو سو ڈالتا تھا حضرت پیر علیہ السلام کو اسی خناس کے شر سے بچنی کیواسطے حکم ہوا تھا جس جگہ کہ فرمایا ہے قل اعوذ برب الناس صلت الناس اللہ الناس من غیر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس اور پیر الہام ہوا کہ اصل دین میں جو خطرہ گزرتا ہے نشان اوس کا یہی خناس ہے کہ سینوں میں اشیانہ رکھتا ہے اور ہر وقت نیش زنی کرتا رہتا ہے اور پیر الہام ہوا کہ اس کے اشیانہ کو تیرے سینہ سے دور کر دیا حضرت نے فرمایا الحق کہ بعد خروج اوس خناس کے عجب شرح صدر حاصل ہو فرمایا کہ مجھ پر مکشوف ہوا ہے کہ ہندوستان میں بھی انبیاء گزرتے ہیں لیکن کسب کا ایک تابع ہوا اور کسکے دو عرض کہ تین سے زیادہ کیسی نہیں پائی جاتی اور اگر چاہوں تو اودن کا مکان و جگہ لمس بھی تبا سکتا ہوں بلکہ اودن کے قبر بھی کہ اودن کے انوار نظر آتے ہیں فرمایا کہ ایک روز ایک اپنے فرزند متوفی کی روح پر ثواب رسائی کی نیت سے کچھ طعام فقیروں اور درویشوں کے بھلائی کے واسطے تیار کر لیا اسی اثنا میں میری زبان سے نکلا کہ یہ صدقہ کس طرح قبول ہو کہ اللہ تعالیٰ فرمایا انا نقبل اللہ من المتقین اسی خیال میں تھا کہ آوازی کہ انت من المتقین فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ پر یہ تصور اعمال اس قدر غالب تھے کہ جس وقت نماز میں قاسم پڑھتا تھا اور لفظ ایاک عبد و ایاک نستعین پڑھتا تھا حیران ہو جاتا تھا کہ کیا کروں اگر پڑھتا ہوں تو کہ میرے قولوں مالا تعملون کا مصداق پڑھتا ہوں اور اگر نہیں پڑھتا تو ترک واجب ہو جاتا ہے کہ اتے میں اواز آئی کہ ترک کو تیری عبادت سے دور کیا اور منطوق لا للہ الدین خاص کا ظہور ہوا فرمایا کہ جو کوئی میرے طریقہ میں ہو اسطریا بواسطہ خواہ مرد ہو خواہ عورت قیامت تک داخل ہوگا سبکو میرے پیش نظر کیا اگر چاہوں تو ہر ایک کا نام و مقام تبادون فرمایا کہ سوار بنو کہ جو کمالات کہ نفع بشرین ممکن ہیں اللہ تعالیٰ مجھ کو عطا فرمائے فرمایا ایک روز حلقہ بیان میں بیٹھا تھا کہ اپنی خرابیوں کو پھر پڑی اور یہ دید غالب ہوئی کہ اسی نشان



میں حکم من تواضع لمدافع اللہ کی آواز آئی غصرت لک و لن تو سل یک الی بواسطہ اور بغیر واسطہ الی یوم  
 القیامت۔ فرمایا کہ مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو معاملات و کمالات خدا تعالیٰ نے مجھ پر فاضل فرمائے ہیں تا  
 ظہور امام مہدی اور کسی پر نہ ہونگے فرمایا کہ مجھ پر کثوف ہوا ہے کہ مہدی مہوود ضی اللہ عنہ اسی  
 نسبت (یعنی نسبت مجددیہ) پر ہونگے۔ فرمایا کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ حقایق و معارف جو میں نے کہے  
 ہیں حضرت مہدی مہوود کی نظر سے گورینگے اور ان کے مقبول ہونگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے  
 بعض فضل و کرم مجھ کو بشارت دی ہے کہ تیری دنیا کو آخرت کر دی یعنی بہت سے کمالات جو اور  
 دن کے واسطے آخرت پر موقوف ہیں حضرت کو اس جگہ عطا ہوئے۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت  
 تقضار حاجت کو پاخانہ تشریف لیگئے وہاں دیکھا کہ مٹی کا پیالہ گندگی میں پڑا ہے اور اوس پر اللہ کا نام  
 لکھا ہے حضرت اوس پیالہ کو لیکر فی الفور باہر نکل آئے خادم سے فرمایا کہ لوٹ میں پانی لے آؤ  
 لے آیا اوس سے پیالہ کو اپنے ماتھے سے دھویا ہر چند خادم نے عرض کی کہ آپ تکلیف نکریں میں  
 و صود و نگا لیکن حضرت نے نہ مانا اور خوب پاک کر کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر اونچا طاق میں  
 رکھ دیا اور جب ضرورت ہوئی اوس میں پانی پیا کرتے اس اثنا میں آواز آئی کہ جیسے تو نے میرا نام بزرگ  
 کہا اسی طرح میں تیرا نام دینا و آخرت میں بزرگ کیا فرمایا کہ اگر سو برس ریاضت و مجاہدہ کرتا تو بھی  
 اس قدر فیوض و برکات مائل نہ ہوتے جیسے کہ اس عمل سے ہوئے۔ فرمایا کہ تقضا و قدر پر مجھ کو اطلاع  
 بخشی ہے اور اس طرح منکشف کیا ہے کہ سیوچہ سے شریعت عرا کے مخالف نہیں ہے۔ نقل ہے  
 کہ ایک مرتبہ ایک امیر شخص نے کسی رشتہ دار قوی کی روح پر ثواب پہنچانے کے ارادہ سے کہا تیار کیا  
 اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ بھی تشریف لیجلیں چونکہ دعوت عام تھی حضرت  
 منظور فرمایا اوس نے کمال عاجزی و انکسار کیا اسی اثنا میں الہام ہوا لگے تو اپنی ہتک حرمت اختیار  
 کرے تو اوس میت کو روز مشرق اس قدر نور بخشوں کہ اہل محشر اوس سے منور ہو جائیں حضرت متروک ہوئے  
 کہ ہتک حرمت کیا معنی معلوم ہوا کہ اس قسم کی مجلس میں جانا گویا آپ کی ہتک و حرمت ہے پس حضرت نے  
 اجابت دعوت کی اور اوس کے مکان پر تشریف لیگئے۔ فرمایا کہ مجھ کو بشارت ہوئی کہ جس جنازہ پر تو نماز  
 پڑھے اوس میت کو بخشہ دن فرمایا کہ ایک روز بعد اذان نماز دعا پڑھتا تھا لیکن ماتھے زانو پر کہے  
 ہوئے تھے خیال آیا کہ اس طرح سے دعا مانگنا بعید از ادب ہے ماتھا اوٹھا کر دعا شروع کی آواز آئی کہ اس

ادب کی عوض تجھ کو کبھی اور کچھ عذاب نہ ہوگا۔ ایک روز تقریباً تکرار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فرمایا کہ بمقابلہ اس کلمہ طیبہ کے کاش تمام عالم حکم قطرہ بدریا سے محیط رہتا فرمایا کہ یہ کلمہ مقدسہ جامع کمالات نبوت و ولایت ہے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کے کلمہ پڑھنے سے کس طرح جنت مل سکتی ہے اور دوزخ سے خلاصی ہو سکتی ہے فرمایا جو کچھ تجھ کو معلوم و محسوس ہے یہ ہے کہ اگر تمام عالم کو بعض ایک دفعہ پڑھنے کے خلاصی دین تو گنجائش رکھتا ہے اور اگر برکات اس کلمہ کے تمام عالم کو قسمت کر دیں تو بالاباؤنگہ معور و ساری رہیں فرمایا کہ شیخ ابن العربی با اینہمہ شطح مقبولین سے نظر آتے ہیں اور اولیاء دینین معلوم ہوتے ہیں باکریان کار نامہ شواہد نیست سچ ہے گاہے ہمسائے برنجند و گاہے بدشنا سے بختند ندو کتندہ شیخ خطرین ہے و نیز قبول کنندہ جملہ کلمات شیخ ہی خطرین ہے فرمایا کہ ایک روز میں توجہ یاران تہا معلوم ہوا کہ شیخ طاہر لاہوری کا نام دفتر سعدان سے خارج کر کے دفتر اشقیامین داخل کر دیا چٹا اوسوقت متوجہ دفع شقاوت شیخ مذکور ہوا عین التجا و تضرع میں معلوم ہوا کہ یہ امر لوح محفوظ میں تصفا معلق نہیں ہے اور مشروط کسی شرط کا نہیں ہے اوسوقت کمال یاس اور ناامید ہوئی مگر معاذ قول حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یاد آیا کہ اُوہنوں نے فرمایا ہے کہ قضاء مبرم میں کیس کو مجال تبدیل نہیں ہے لیکن مجھ کو اگر چاہوں تو وہاں ہی تصرف کروں پھر از سر نو ملتی و متضرع ہوں اور عرض کی کہ بار خدا یا تو نے اپنے ایک بندہ کو اس فائز سے سرفراز فرمایا ہے تیری کمال کرم سے بعید نہیں جو اس عاجز کو بھی ممتاز فرمائیے اوسوقت معلوم ہوا کہ ایک قسم کی قضاء ہے کہ وہ لوح محفوظ میں مبرم ہوتی ہے اور عند اللہ معلق ہوتی ہے اور اوسین اخص خواص کو دست تصرف ہوتا ہے اور یہ معاملہ ہی اوسی قسم آخر سے ہے چنانچہ بفضلہ تعالیٰ حضرت کے تصرف سے شیخ طاہر کو اوس بلا سے نجات ہو گئی سچ ہے۔ اولیاء راست قدرت ازالہ ہدیہ حستہ باز گرد اندر راہ نقل ہے کہ ابتداء میں ایک روز حضرت ایک قبرستان میں تشریف لگئے وہاں ایک عورت کی قبر تھی وہ حضرت کی اہل حق اور قوتوں میں سے تھی حضرت اوس عورت کی قبر کی محاذی میں تاویر کھڑے رہے پہلے آثار خضوع و خشوع چہرہ مبارک پر ظاہر ہوئی بعد ویر علامت خوشی و خرمی پائی گئی جب حضرت مکان تشریف لگئے تو محرمان اسرار نے دریافت کیا کہ حضرت کیا باعث تھا کہ آپ تاویر اوس عورت کی قبر کھڑے رہے اور اولاً چہرہ مبارک سے آثار انکسار ظاہر ہوئے اور دیر کے بعد خوشی معلوم ہوئی حضرت

فرمایا کہ جو وقت میں اسکی قبر پہنچا اسکو معذب و یکسر متوجہ دفع عذاب ہوا مگر عذاب دور نہیں ہوا کہین متوجہ ارواح اپنے ابا و اجداد کا ہوا چنانچہ اوکلی اسراج پاک حاضر ہوئیں مگر دفع عذاب نہ ہوا بعد ازاں متوجہ ارواح عالمیات حضرات خواجہ ہوا کہ وہ ہر فی الفور تشریف فرما ہوئیں لیکن عذاب اوسیطرح قلم نہ آیا آخر کا بعد عجز متوجہ بارگاہ محمدی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہوا کیا ویکہتا ہوں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تحت نبوت پر سوار تشریف لائے ہیں اور بجز درد و دجنت محمدی وہ عذاب دور ہو گیا اور اوس عقیقہ نے مجھکو دعا دی کہ جس طرح تو نے مجھے راحت پہنچائی اوسیطرح اللہ تعالیٰ مجھکو بھی راحت پہنچائے اوتو آثار خوشی کے مجھپر ظاہر ہوئے۔ **نقل ہے** کہ ایک وزیر ایک قبرستان میں حضرت تشریف لیگے ولین گزارا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر عالم کسی مقبرہ پر گزرے تو چالیس دن تک اوس مقبرہ کا عذاب موقوف ہو جاتا ہے مگر اوس غلطو کے الہام ہوا کہ تیرے گرسینکے وجہ سے ان اہل قبور کا قیامت عذاب موقوف کیا۔ **نقل ہے** کہ ایک روز ایک خادم نے حاضر ہو کر عرض کی کہ تیرا رکھلون کا ثواب آپکے نظر کیا بجز اس کہنے کے حضرت نے فی الفور مانتھا وٹھا کہ فاتحہ پڑھا دوسرے روز اوسی خادم سے فرمایا کہ جو وقت میں تے دعا کی واسطے مانہا وٹھاے فرشتہ ثواب لیکر اس کثرت سے اوتے کے زمین پر پیر رکھنے کی جگہ نرہی بہر فرمایا کہ اس بات سے تم مغرور نہ ہونا اپنا قصہ سناتا ہوں کہ ہر شب بعد نماز تہجد پانچ سو بار کلمہ طیبہ پڑھ کر محمد علی و محمد فتح و ام کلثوم راہ حضرت کی اولاد متوفی کے نام میں ا کی روح پختہ ہوں ابتداء میں ایسا ہوتا تھا کہ محمد عیسیٰ کی روح اگر مجھکو چکا دیا کرتی تھی کہ ختم کلمہ طیبہ کروں اور پہراپنے بہائی اور بہن کی روح کو بلانی جایا کرتی تھی کہ چلا دیا جان بیدار ہوئے اور جب تک کہ میں وضو کرتا اور نماز پڑھتا اور ختم کلمہ طیبہ کرتا اسطرح گرد پیش پھرا کرتی جیسے روٹی پکاتے میں چھوٹے بچہ اپنی مان کے آس پاس پھرا کرتے ہیں اور جب اونکو کوڑا بخشہ دیتا تو چلے جاتے اب کثرت ثواب سے ایسی میر ہو گئی ہیں کہ کبھی نہیں آتی۔ **نقل ہے** کہ مولینا محمد یوسف ایک عذاب عصر سے تھے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے کہ اثنائے سلوک میں اوکلی اجل آگئی تو یہ فوت حضرت اون کے پاس گئے اور متوجہ تمام سلوک ہوئے اور اوسکو اس امر سے اطلاع بھی فرمائی اور اوس سے حال بھی دریافت کرتے جاتے اور وہ عرض کرنے جاتے حتی کہ اوج وقت اوس کا تمام سلوک طے کرادیا بجز وہ تمام اوستہ جان بحق تسلیم کی۔ باکریان کارنا دشاوریست بہ **نقل ہے** کہ ایک شخص حضرت کی مناقب سنکر قدسوس کی واسطے خدمت شریف میں روانہ ہوا بہر

رات گئی حضرت سرہند میں پہونچا ایک مسجد کے قریب مکان میں بٹھر گیا صاحبِ خاندان نے کہا ہر پانی کی اونٹنوں سے کچھ حضرت کا حال دریافت کیا اونٹن کچھ طعن و تعرض کرنے شروع کر دئے یہ بیچارہ نہایت چلن ہوا کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص شمشیر برہنہ آیا اور اوس طاعن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے یہ غریب رہا جزا دیکھ کہ بہت گھبرایا اور اوس شخص کے پیچھے دوڑا مگر مطلق پتہ نہ لگا صحیح کو حضرت کی خدمت حاضر ہوا حضرت اوس شخص سے بٹھکے ہوئے اور متنبہ ہو کر فرمایا ماضی باللیل لم یذکر بالہذا بعد ازان اوس محلہ میں گیا وہاں رونا سہنا پڑا تھا کہ فلا نے کو کوئی شخص مار گیا نقل ہے کہ ایک درویش خانقاہ شریف میں حضرت کے رہا کرتا تھا اوس پر واردات کثیرہ ہوتی تھی چنانچہ بسا اوقات ایسا انفعالی ہوتا کہ جب بچہ بین جاتا تو حالات زمین و آسمان اوس ظہر ہوجاتے اسی اثنا میں اوس کے ایک شخص کثیر الخدشہ سے صحبت ہو گئی اوس کے دل میں خطرہ گزرا کہ باوجود حضرت کے اس قدر علم و عرفان کے خرق عادت نہیں ہوتی اور اوس خطرہ نے اونکو غلبہ کیا حتیٰ کہ اوسکو اپنے حال میں کنگی پائی گئی لاچار ہوا اور اپنے گلے میں بیگڑی ڈال کر حضرت کے قدموں پر اگر گر پڑا لیکن اظہارِ خطرہ کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ طالبِ کرامات ہے میں اور یہ فلان شخص کی صحبت کا اثر ہے بعد ازان حضرت نے سب کی طرف توجہ نہ کر فرمایا کہ جو شخص کرامات چاہتا ہو اوس کو چاہئے کہ اپنا دوسرا شیخ تلاش کر لے اور جو کوئی متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اقتباس انوارِ فناء و بقا و دیگر کمالات معرفت ذات و صفات چاہتا ہو وہ اس جگہ رہے نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کو عدالت ظاہر ہوئی دس گیارہ دانہ سوز کے تناول فرمائے کو طلب فرما سے چنانچہ خادم نے دانہ حاضر کئے حضرت تنویر کشف اس معاملہ کے ہوئے آیا یہ دانہ نافع ہو گئے یا نہیں جب سر مبارک اٹھایا تو فرمایا کہ عجیب معاملہ گزرا کہ یہ سوز کے دانہ بارگاہِ الہی میں پہنچی تھے کہ اسے بار خدایا تیرے دوست نے بہکو تناول کر نیکے واسطے منگایا ہے پسے اوس کو شفا عطا فرما اور جو کوئی سے جس مرض کے واسطے جو دانہ کھائے صحت حاصل ہو جائے اور معلوم ہو کہ یہ دعا دینی قبول ہو گئی اور حضرت نے چند دانہ اوس میں سے تناول فرمائے چنانچہ فی الفور آرام ہو گیا اور بعد ازان جس مرض کے لئے جس بیمار کو ایک دانہ دیا فی الفور شفا ملی ہوئی حضرت ہجرت فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ دانہ دیا وہ ہوئے تھے کہ جمع کثیر اس سے صحت یاب ہوتے نقل ہے کہ ایک شخص کو

حضرت نے کسی کام کو پہنچا اور بوقت رخصت کہہ دیا کہ راستہ میں سورۃ لا ائلف بکثرت پڑھنا اور جہان کہین کچھ مشکل ہو مجھ کو یاد کرنا چنانچہ وہ شخص روانہ ہوا چلتے چلتے ایک جگہ پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ شیر چلا تا ہے اور سامنے آکر کھڑا ہو گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا اور اسی وقت حضرت کو یاد کیا یاد کرتے ہی دیکھا کہ حضرت عصالے ہوئے تشریف لائے اور عصا اس شیر کے منہ میں دب دیا اس شخص کے جب حواس بجا ہوئے دیکھا نہ شیر تہا نہ حضرت تھے نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت کی زبان سنا تھا کہ جس قدر کفار کی توہین کرے عند اللہ اجر عظیم وثواب غازیان فی سبیل اللہ ہوگا ایک روز اس شخص کا ایک بت خانہ میں گور ہوا وہاں اس کو حضرت کا فرمانا یاد آیا اور فی الفور مع رفقاء بت شکنی میں مشغول ہو گیا کہ ناگاہ گاؤں کی جانب لوگ لاشی سوٹلے ہوئے آتے دیکھائی دیے دیکھتے ہی ہوش اوڑ گئی اسی وقت حضرت کو یاد کیا کہ حضرت اپنی بیضیت پر عمل کیا ہے وقت مدد دے آواز آئی کہ تیری مدد کو لشکر اسلام پہنچا ہوں اس نے رفیقوں سے کہا کہ حضرت کی آواز آئی ہے کہ لشکر پہنچا ہوں مگر یہاں دشمن آہو پونچے ایک تیر کے فاصلہ پر کفار گئے ہونگے کہ ایک بلندی پر سے تیس چالیس آدمی گھوڑے اوڑائے آتے ہوئے نمایا ہوئے اور آتے ہی کفار و کلوڈانٹ تہائی اور ب کو اپنی حمایت میں لیکر چلے گئے جب کفار نظر سے غائب گئے بکھر رخصت کر دیا دیکھا تو نہ لشکر تہا نہ آدمی تھے صرف حضرت کا تصرف ہی تصرف تھا نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیر و گشت کی واسطے یہ و خجائت تشریف لگئے ایک وزیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جاتے ہوئے راستہ میں آفتاب کی حرارت و عمار راہ سے رفیقوں کو خصوصاً جو کہ پیدل تھے از بس پریشانی دیاس ہوئی لیکن جلبر عرب کے کچھ عرض نہ کر سکے حضرت شخو و اشراق خواہر سے معلوم کر کے فرمایا کہ گرمی آفتاب و ترک عمار سے رفیقوں کو تکلیف ہے مولانا محمد یوسف سمرقندی عرض کی کہ حضور کو خود معلوم ہے عرض کی کچھ حاجت نہیں رہنکار حضرت نے قسم فرمایا اور گوشہ مجسم حق میں جانب آسمان کر کے کچھ زریب فرمایا تہوڑی ہی دور چلے ہوئے کہ ایک بادل کا کلا منو وار ہوا اور اور اوپر اس قدر برس گیا کہ زمین عمار بیٹھ جائے اور کچھ نہ ہو۔ اور باد شمال معتدل چلنے لگی تمام راہ کی کوٹ و حرارت بھول گئی نقل ہے کہ ایک امیر کو سلطان وقت نے بعض تمام لاہور سے طلب کیا چونکہ اس سے تصحیر عظیم سرزد ہوئی تھی لوگ گمان کرتے تھے کہ بچر وہ پونچے کے اوکو باہتی کے پیر بند ہوا کہ بادشاہ مروا ڈالیا گا دلی جاتے وقت جب وہ شخص سر بند میں پونچا تو حضرت کی خدمت میں

حاضر ہوا اور التماس حمایت کی حضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ خطرہ نہیں خاطر جمع رکھو اور اس  
 کمال اضطراب سے کہا کہ جو کچھ حضرت زبانی فرماتے ہیں اس کو قلم سے لکھ کر میرے حوالہ فرمائیں حضرت نے  
 مسکرا کر یہ لکھ دیا کہ چون فلاں اخوت غضب سلطان کی نمونہ غضب الہی است بفقر ارجع نمودہ فقر  
 اور ارض من خود گرفتہ ازین مہلکہ رہا میندند او سکے رخصت ہوئی کے بعد چند ایام جب گدرے تو کسی نے آکر  
 کہا کہ اوس امیر کو بادشاہ نے قید کر دیا حضرت منکر فرمائے لگے کہ یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ فقر کو  
 سلطان کی شفقت اوس کے حق میں مثل روز روشن معلوم ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ بادشاہ  
 کے پاس پہنچا بادشاہ اوس کو دیکھ کر متعجب ہوا اور چند کلمات نصیحت امیر کو کہہ کر خلعت دیا اور اوس کو اس کی عکب  
 پہنچ دیا۔ نقل ہے کہ ایک شخص ساہماں سال سے بیمار چلا آتا تھا نہ کوئی دوا فایده کرتی تھی اور نہ دعا  
 حضرت کی شہرت سن کر ایک عرصہ خدمت شریف میں روانہ کیا اور جامہ تبرک بھی طلب کیا حضرت نے  
 اُس کے حال رحم فرما کر یہ عنایت نامہ مع جامہ تبرک پہنچا۔ مخدوم اتا چند چون مادر مہربان بر خود پایہ  
 لرزید۔ تا س کے از غصہ فم علیہ پیچیدہ خور و مرہ را مردہ پایہ انگاشت و جاوی چند بے حس و حرکت پایہ پند  
 اندامیت و احم میتون نص قاطع است فکر از الہ مرض قلبی حیرن فرصت یسر نہ کہ کثیر از اہم مہام است و  
 علاج علت معنوی درین بہت قلیل ہا و در بطلیل از اعظم مقاصد ولی کہ گرفتار غیر است از و چہ تو قبح غیر  
 است روحی کہ نائل بہتر است نفس امارہ اندوہتر است آنجا ہمہ سلامتی قلبی طلبند و صلاحی روح جوئند  
 دما کو نہ اندیشاں ہمہ در فکر تحصیل اسباب گرفتاری و قلب ہم بہت چہ توان کرد ما ظلم اللہ و لکن کاؤ فہم  
 یظلمون و دیگر از ضعف ظاہر اندیشہ نکشتہ انشاء اللہ تعالیٰ البصوت و عافیت تبدیل خواہد یافت خاطر  
 اینجا نب ازین رنگد رجح است جامہ فقر کہ طلب داشتہ بودند پیراہن فرستادہ شد بیوشند و مترصد تلخ  
 و خمرات آن باشند کہ کثیر البرکات است۔ ہر کے افسانہ خواند افسانہ است۔ و السلام علی من اتبع الهدی  
 و التزم متابہ المصطفیٰ علیہ و علی الہ من الصلوٰۃ اکملہا۔ جسوقت کہ اوس نے اوس پیراہن شریف  
 کو پہنا اراض سے ربانی پائی اور حاضر حضور مکرر ہو بلکہ غالباً حضرت نے اوس کو اجازت تعلیم طریقہ  
 ہی عطا فرمائی۔ نقل ہے کہ عبدالرحیم خانخانان صوبہ دار بوجہ عمارتی چند فقہان مکرر مکرر عتاب  
 سلطانی ہوا اور محزول کر کے دار السلطنت میں طلب کیا گیا اور فریب بہ اینجا رسید کہ اوس کو اپنی جان  
 اندیشہ ہو گیا سخت پریشان ہوا اور حضرت کے خلیفہ طویل القند میر محمد نغان سے طلب دعا کی میر

موصوف نے عرض کیا کہ ہر حضرت سے خانخانان کی سفارش کی اور جواب میں انہوں نے طلب کیا حضرت نے  
بعد ملاحظہ عرض کیا میرا تھکان قلمدان طلب کر کے جواب لکھا کہ در وقت مطالعہ کتاب تھا خانخانان در  
نظر رفیع القدر در آمد خاطر شریف از معاملہ اوجھ باشد میہ صاحب نے وہ خط جنبہ خانخانان کے پاس  
پہنچایا اوس کے چند ہی روز کے بعد پادشاہ خانخانان سے راضی ہو گیا اور خلعت خاصہ عطا فرما کر  
اوس کو پھر بحال کر دیا نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور عرض کی میرا بیٹا بیمار ہے اور ایک  
سو پیہ بھی نذر کیا حضرت نے وہ روپیہ قبول نہ فرمایا ہر چند اوس نے الحاج کی لیکن منظور نہ ہوئی واللہ  
عادت شریفہ یہ قبیح کی نہ تھی سب کو یقین ہو گیا کہ اگر کاچا نظر نہیں آتا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور  
شام کو وہ مر گیا نقل ہے کہ ایک حضرت کا خادم سفر اصفہان سے واپس آتا تھا راستہ میں کسی  
جگہ خورجی گر پڑی اس کی تلاش میں اور دہر دوڑنے لگا اتنے میں قافلہ بھی نظر سے غائب ہو گیا  
اور پریشانی بالائے پریشانی ہوئی روتا دہوتا پہاڑوں میں ٹکرین مارتا حیران پرتا تھا اور کہیں  
قافلہ کا سرانع نہ لگتا تھا اور ایسا مایوس ہو گیا کہ اپنی جان سے بھی ماتمہ دھو بیٹھانا چار ایک طرف  
جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت کی طرف متوجہ ہو آیا دیکھتا ہے کہ حضرت ایک گھوڑے  
پر سوار چلے آتے ہیں اور اوس کے پاس آئے اور اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا کر گھوڑا دوڑایا جب  
قافلہ قریب آیا اوس کو گھوڑے سے اودھیا آپ نگاہ سے غائب ہو گئے نقل ہے کہ ایک مرتبہ  
شاہجہان عالم شہزادگی میں اپنے باپ سے مخالف ہو گیا اور بمقابلہ و مقابلہ درپیش آیا بعض شخص  
نے حضرت کو لکھا کہ شاہجہان نے اپنے مکشوفات سے نصرت و فتح شانزادہ کے معلوم کی ہے آپ کیا  
فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو معاملہ بالعکس معلوم ہوتا ہے لیکن آخر کار مدعا شانزادہ کسی نشین  
ہوتا معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعد شکست شانزادہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض مدعا سلطنت  
کی حضرت نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں سلطنت بھاگیں گی  
میں لیکن بعد اذان انشاء اللہ تعالیٰ پادشاہ کو ہوگا خاطر جمع رکھہ شانزادہ اس بشارت سے کینایت  
خوش ہوا اور واقعہ بھی ایسا ہی ہوا کہ بعد بھاگیں شاہجہان تخت نشین ہوا۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ  
خوددار سہمند نے کوہستانوں پر فوج کشی کی اور بعض بعض گوشہ نشین سے جو دیابت کیا تو انہوں نے  
کہا کہ اس مہم میں تیری فتح ہے اور نظر تصدیق مزید حضرت سے ہی خط یہیک دریافت کیا حضرت نے فرمایا



کہ اس بہمن فوجدار کی ملکیت فاش معلوم ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چار پانچ روز میں فوجدار صاحب  
 نقارہ وغیرہ چنوا کر لوٹ آئے نقل ہے کہ مولینا رفیعی کے والد نے وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال  
 ہو جائے تو نفیس کو حضرت کی خدمت میں لیجانا اور عرض کرنا کہ داخل طریق کریں اور حضرت کا طریقہ  
 بتا کر اموات کو بھی عطاء و نسبت فرمایا کرتے تھے بعد وفات مولینا اپنے والد کی نفیس کو حضرت کی خدمت  
 میں لائے اور اپنے والد کی وصیت سے آگاہ کیا حضرت نے فرمایا کہ کل کو خالص معلوم ہو جائیگا دوسرے دن  
 مولینا نے حلقہ میں کیا دیکھا کہ ان کے والد حضرت سے ایک آدمی کے فاصلہ پر بیٹھا درگرم ذکر میں  
 نقل ہے کہ ایک درویش کعبہ شریف کو جاتا تھا راستہ میں جب سر نہین پہنچا تو حضرت کی خدمت  
 میں حاضر ہوا اس وقت حضرت نماز سے فارغ ہو کر گوشہ میں تشریف لے جاتے تھے یہ درویش جا کر قدوین  
 گر پڑا حضرت نے خادم سے کہا کہ اگر کوئی روٹی کا ٹکڑا ہو تو گھر میں سے لے گا تو خادم گیا اور ایک روٹی کا  
 ٹکڑا لے آیا حضرت نے اپنے ہاتھ سے وہ ٹکڑا اوس کی گود میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اب وقت تنگ  
 ہو گیا اور یہ ٹکڑا تیرا مرشد ہے اوس درویش کی زبانی ہے کہ اوس ٹکڑے کے ملتے ہی مجھ کو بقدر نفیس  
 حاصل ہوا اور ایسی انا فائز ترقی ہوئی کہ تیس برس ریاضت کی تھی اوس کی بوسہ نہ پانی تھی -

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت کے خوشیوں میں تھا اوس کے بیٹا زندہ رہا تھا اور جو لڑکا پیدا ہوا  
 وہ مرجاتا ایک دفعہ اوس کے گھر بیٹا پیدا ہوا اوس کو لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی  
 کہ حضرت میں نے نیاز کی ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو آپ کی غلامی میں دو ٹکڑا حضرت نے بعد توہر فرمایا  
 کہ اس لڑکے کا نام عبدالحق رکھنا انشاء اللہ تعالیٰ زندہ رہیگا لیکن ہر مہینہ پانچ پہلو لے حضرت خواجہ عبداللہ  
 نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز دیا کرنا چنانچہ برکت نفیس وہ لڑکا زندہ رہا نقل ہے کہ ایک شخص  
 جان محمد جالندہ پری حضرت کی خدمت میں سا کرتا تھا اوس کو حضرت نے قادر یہ طریق میں داخل کیا تھا  
 کوئی شخص ایک روز حضرت کے یہاں آئے اوہوں نے حضرت سے دریافت کیا کہ اس شخص کو اپنے  
 کس طریقہ میں داخل کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ قادر یہ میں اوس یہاں لے گیا کہ اس شخص کا باپ بیلوئی  
 ہشت تہا میں ہی اسکی سفارش کرتا ہوں کہ آپ اسکو حضرت نحوث الثقلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی  
 رحمۃ اللہ علیہ سے ملا دیجئے اسی اثنا میں حضرت اوٹے باہر تشریف لائے اوس سے فرمایا کہ جان محمد  
 قطب تارہ کو پہنچاتے ہو یہ ہے اور فرمایا کہ خوب دیکھ جان محمد نے جو خوب محراب سے دیکھا تو اود میں سے

ایک شخص سیاکل پہنے باہر نکلا اور تیر کی طرح اوس جگہ گیا حضرت نے فرمایا کہ اوکلی قدیموسی کی یہ عیوٹ  
الثقلین میں چنانچہ جان محمد فی الفور قدیموس ہوا بعد ازاں حضرت عیوٹ الثقلین نصحت ہوئے اور پھر  
اوس ستارہ کی جانب متوجہ ہوئے اور اوس میں غائب ہو گئے جب حضرت وضو وغیرہ سے فارغ ہوئے  
اور مسجد میں تشریف لائے تو اوس ہمان نے پوچھا کہو حضرت عیوٹ الثقلین کو دیکھا جان محمد نے کہا  
کہ دیکھا۔ نقل ہے کہ ایک شخص سے حضرت نے فرمایا کہ تیری اور فلانی کی ولایت ابراہیمی ہے  
اوس شخص نے ولایت خیال کیا ہر چند کہ فرمودہ حضرت کافی ہے لیکن اگر مجھ کو بھی معلوم ہو جاتا تو خوب  
تسلی ہو جاتی اوس روز شب کو حضرت خلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا اور یہ  
بھی دیکھا کہ حضرت بھی موجود ہیں اور وہ دونوں شخص بھی کھڑے ہیں حضرت اذن واذن شخصوں کے  
تا مختصر پڑ کر حضرت ابراہیم کے قدیموں پر ڈال دیا چنانچہ اذن شخصوں نے حضرت خلیل کی قدیموسی کی اور  
پھر اپنی جگہ کھڑے ہو گئے صبح کو جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسی واقعہ نہیں سنایا تھا  
کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ کہہ دیا ہے اوس میں تردی کی گنجائش نہیں ہے مگر کیا یہ معلوم ہے کہ جملہ  
ساا کان راہ کو اپنے مشرب واستعداد کا علم پورا پورا نہیں دیتی بلکہ اس قسم کا علم شاؤنادر کسی زمانہ میں  
کسی شخص کو معلوم ہوتا ہے شیخ نجم الدین بروی کی نقل ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے قطب تھے لیکن یہ معلوم  
نہ تھا کہ میری کونسی ولایت ہے چنانچہ اس بات کی تحقیق کیواسطے ایک اپنے اصحاب کو ایک اور جگہ  
کی خدمت میں جو کہ علم احوال رکھتے تھے بھیجا اوس بزرگ نے دیکھتے ہی کہہ دیا کہ تیرا یہودی کیا کرتا ہے  
مردارزہ وہ خاطر ہوا اور وہ واپس ہو کر اپنے پیر کی خدمت میں آیا اور سارا قصہ کہہ سنایا شیخ بہت خوش  
ہوئے اور کہا یہ دونوں نے میری موسوی الشرب ہو نیکی بشارت دی ہے حضرت کے صاحبزادے  
کلان محمد صادق کی ولایت موسوی تھی حضرت نے اپنی تصرف سے اُنکو ولایت محمدی پہنچایا  
اور یہ تصرف راقم الحروف کے نزدیک اعظم کرامات سے اسی ہر ولی کا تو کیا ذکر ہے اگر ہزار بلکہ اس  
ہزار اولیا میں سے ایک میں بھی یہ طاقت ہو تو آفرین ہر دست و ہر بازو سے اور۔

مقام ثوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے محبوبوں کے بیان میں

جب حضرت مجدد الف ثانی کا سن شریف پچاس برس سے تجاوز ہوا تو آپ فرمایا کرتے کہ تین برس کی عمر میں  
 قضا سعلق ہے دیکھئے کیا میں آتا ہے اور گاہ گاہ یہ بھی فرماتے کہ ابھی تک میری پرورش جہالی طور سے ہوئی  
 اب منظور رب العالمین جلالی طور سے کہنکے سے خیر خواہانہ پرورش میں مد میر دیم اب اسکے طور کی  
 یہ پھل ہوئی کہ قبل ازین عہد اکبری میں اسلام کا اس قدر ضعف اور کفر کا زور ہو گیا تھا کہ ایک آدمی کے دن بازار  
 بند رہتے اور رمضان میں علانیہ دن کو منور گرم ہتے اکبر خود الواعزم بن بیٹھا تھا سجدہ کرتا تھا خیر و شر  
 کو گز گیا جب جہانگیر جانشین ہوا تو مسلمان خوش ہوئے کہ اب دین کو تروتازگی ہوگی مگر وہ الولد <sup>مکلا</sup> <sup>مکلا</sup>  
 پہلے ہنوک کا زور تھا اب رافضی امیر وزیر بن بیٹھے سجدہ او سبط کا قیام راء اہل ہنود کے رسوم کی جگہ رخص کی  
 بدعات جاری ہو گئیں ان جملہ امور کی جب حضرت کو خبر ہو گئی تو آپ فرماتے کہ جب تک میں اپنے نفسی  
 تکلیف نہیں اٹھا کا تجدید دین کا حق نہیں ہوگی مگر کل امر مرہون باد و قاتھا وہ وقت ابھی دور تھا و  
 روافض میں آپ کا تیب و رسائل تحریر فرماتے اور رافضی امیر وزیر اور نو دیکھ کر حلقے لگ کر کہہ کر سکتے منتظر وقوع  
 رہتے کہ اسی اثنا میں حضرت نے اپنے خلیفہ بیع الدین کو کہ نہایت مقرب تھا لشکر میں امر و عرف کید سٹے  
 بھیج دیا اور فرمایا کہ مکو لشکر میں قبولیت عظیم ہوگی اگر بیاعت بعض امور کے کچھ تکلیف پہونچے تو با استقامت  
 برداشت کرنا اور اس جگہ ٹھہرے رہنا اور جب تک میں طلب مکرون ہرگز نہ آنا الخ کہ لشکر میں پہونچ کر  
 شیخ کو ایسی قبولیت ہوئی کہ صد نامہ راء آدمی صبح شام حاضر مجلس ہوا کرتے اور بسا اوقات طرے طرے ایڑوں  
 کو بیاعت کثرت اذ دام زیارت لغیب نہوتی یہ امر رافض کو کہ نور جهان کے بہائی و نچوہ اور گیا مالک  
 و رہا رہی ہوئی متنی نہایت شاق گذرا اور ایک روز موقع پا کر سلطان سے کہا کہ سر ہند میں ایک شیخ احمد نامی  
 رہتا ہے وہ اپنے تین حضرت ابابکر صدیق سے افضل تھا تا ہے اور دعویٰ تجدید الف ثانی کرتا ہے صد  
 ہزار ہا سوار چار اوس کے پاس موجود ہیں تمام سلاطین و خواہن توران و ماورائہ اوس کے حلقہ بگوش میں علاوہ  
 انہیں شیخ کے صد نا خلیفہ جا بجا منتشر ہیں اور ان خلیفوں کے صد نامہ میں چنانچہ ایک اس جگہ لشکر  
 بھی موجود ہے تمام سپاہ دار کا ان سلطنت آچکے اوس کے پاس حاضر ہوتے ہیں شیخ کے دلیں داعیہ سلطنت  
 سے کہیں ایسا نہ کہ شل شاہ اسمعیل خیر کے یہی مالک سلطنت بن بیٹھے اس لئے اس کا علاج قبل از واقعہ  
 کرنا چاہئے اور فی الحال اسکے انداد کی یہ شکل ہے کہ شیخ کو اس جگہ طلب کیا جاوے اور اس کو کسی یہاں سے قید  
 کر دینا چاہئے کہ آئندہ کو کسی طرح کا اندیشہ فساد نہ ہے یہ بات بادشاہ کو بہت پسند آئی اور حضرت کو سر ہند

طلب کیا جب حضرت تشریف لائے تو وزیر فی الہی وقت پادشاہ سی ملاقات کرانی کہ وہ شہ میں چور تھا پادشاہ فی دریافت کیا کہ سہنی سناری کہ تم اپنی تین حضرت ابابکر صدیق پر ترجیح دیتی ہو یہ حضرت دنیا کہ ہم حضرت علی کو کہ خلیفہ چہارم میں حضرت ابابکر صدیق پر ترجیح نہیں دیتی تو انہی تین کی سطح و پیکے کہ سر اسر خفا عقل و نقل ہے اور حجب عیارت ہی لوگ یہ مطلب نکالتی ہیں اور کہا یہ بشارت نہیں ہے بلکہ اسکی ایسی مثال ہے کہ مثلاً کسی شخص کو تم اپنی پاس بلاؤ اور سرگوشی کرو تو ضرور ہی کہ وہ شخص بیخ نزار و ہفت ہزاری کی جگہ گذرنا ہوا اور گنا اور بعد سرگوشی پہ اپنی مقام پر واپس آ جاوے گا تو اس عبور مقامات بیخ نزاری و ہفت ہزاری سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص اول ہفت ہزاری و غیرہ پر صمد گیا اس بات کو سنکر پادشاہ خاموش ہو گیا کہ اتنی میں وزیر بول اوٹھا کہ شخص کیسا متکبر ہی کہ ایک سو سجدہ کیا سلام علیک ہی نہیں کی استیاء پر سلطان فروختہ خاطر ہو گیا اور کہا کہ منی سجدہ و سلام کیوں نہیں کیا حضرت دنیا کہ سجدہ سوا خدا کی کسی کو جائز نہیں اور سلام علیک اسو آ نہیں کی کہ تو جواب نہ دیتا اور گنہگار ہوتا پادشاہ فی کہا کہ سجدہ مکرو کرنا چاہیگا حضرت نے فرمایا کہ میں سجدہ نہیں کر سکا کہ اتنی میں مفتی عبد الرحمن نے کہ اکابر علماء وقت سے کہا کہ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اسوقت سجدہ کرنا جائز ہی کہ جان کا بچانا اور من ہی حضرت نے فرمایا کہ بلاجی یہ فتویٰ تمہاری واسطی سے سیرے واسطے نہیں سجدہ کرنا ایسی حالت میں رخصت ہے اور عزمیت یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کو نہ کرے تب پادشاہ نے حضرت کو قید کر دیا و روضۃ القیوم میں لکھا ہے کہ شانزادہ خرم جو کہ بعد از ان شانہ جہان کے لقب سے ملقب ہوا حضرت کی قید سے نہایت پریشان ہوا اور حضرت کے پاس مع مفتی عبد الرحمن و کتاب فقہ گیا کہ اوسمیں جواز سجدہ قیمت تھا اور عرض کی کہ اگر آپ سجدہ کر لینگے تو پہر میں اپنی ربائی کا ذمہ دار ہوتا ہوں لیکن حضرت نے منظور فرمایا اور یہ ہی روضۃ القیوم لکھا ہے کہ جب حضرت نے جہانگیر کے رویہ و سجدہ سے انکار کیا تو انہی نے کہا کہ آپ صرف سر چکاوین مگر حضرت اسپر ہی راہنی نہیں ہوئے تب کہا کہ کثیر سے کہ در و اندھ میں کو کل آواتی یہ مطلب کہ اسپر سر چکا کہ نگلیں گے تو سجدہ کی شکل جو جائیگی اور حکم عورتہ سچائیگا مگر حضرت نے اوسمیں ہی پہلے پیر نکالے یہ دیکھ کر راستہ غصہ کے جل گیا اور آپ کو گوالیار کے قلعہ میں کہ جہان ایک راضی قلعہ دار تھا بھیجا جب آپ قید ہو گئے تو خلص و عزیز و اقارب کو نہایت نعم و الم ہوا حضرت نے سب کی تسلی فرمائی کہ انشاء اللہ میری یہاں سے خلاصی ہوگی کیونکہ میرے پاس بعض بعض کا حصہ ہے وہ اولیٰ کو پہنچا ہے اور یہ اسرار ربانی ممکن نہیں اور فرماتے ہیں کہ یہاں جہاں ایک کام کوا سطے بھیجا ہے سب وہ بھیجا گیا انشاء اللہ تعالیٰ ربائی بھیجا گیا اور حالت قید میں حضرت پر کمال فیوض و برکات تازل ہوئی چنانچہ بند ربائی ہی اُن کو یاد کر کے خطا و غلطی

کرتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں درایام جس گاہے کہ مطالعہ ناکامی و بے اختیاری خود مینو و دم  
عجب خط میگردم و طرفہ ذوق سے یا ختم بلے ارباب فراغت ذوق ارباب بلا را چو دریا بند و از جمال بالے او چو درک  
نمائند طفلان راحت مختصر شربتی است و آنکہ از تلخی خط فر اگر نفاست شربتی را بجوے نچو در س مرغ آتش خوارہ کے  
لفت شناسد و اندر ابد جب حضرت کو چہ ہینہ جس میں گور گئے اور جو مراتب و مقامات پر اللہ تعالیٰ کو براہ  
جلال پہنچانا تھا پہنچ گئے تو رنائی کی پردہ قدرت سے یہ تدبیر ہوئی کہ چنانگی کی لڑکی نے خواب میں حضرت رسول  
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو کیا کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے بے ادبی سے نہایت ناراض ہیں اور فرماتے  
میں کہ فلان شخص کو جلد باغزار و اکرام بلا کر اپنا عفو تقصیر چاہو ورنہ سلطنت درہم برہم ہو جائیگی سلطان اوس  
وقت کشمیر میں تھا اس خواب کو سنکر ولین بہت ہراسان ہوا اور فی الفور حضرت کو اپنے پاس طلب کیا  
اور نہایت عاجزی سے عفو تقصیر چاہی اور اپنی سحت کیہ اسلئے کہ اون و لون میں مجاہد تھا و عا کرانی  
چنانچہ بغضہ سحت ہو گئی بعد ازاں حضرت کا نہایت معتقد ہو گیا بلکہ مرید بھی ہوا اور توجہ ہی ملی ہے  
اور برکت و ہدایت حضرت جملہ احکام شرع جاری کئے سجدہ تخیل موقوف ہو اسماجد منہدم شدہ از سر نو  
تیار ہوئیں گاہے کا گوشت علانیہ طور سے بازادین فروخت بخنے لگا غرض کہ اسلام کی تجدید معنی یہ سب  
کچھ مگر حضرت کو اپنے ساتھ رکھا اور لشکر سے علیحدہ ہو نیکی اجازت نہ تھی اب یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ  
رکھنا اصلاح دین کیواسلئے تھا یا مصلحت سلطنت کی نظر سے بہر حال جو کچھ ہو نہایت ادب سے پیش آتا ہے  
اور بار بار اپنی غائمہ مغفرت کیواسلئے عرض کرتا اور اپنی کردار سے سحت نہامت ظاہر کرتا چنانچہ اوس کی  
تسلیم کجاسلئے حضرت نے ایک روز اوس سے فرمایا کہ توفہ طرح رکہہ میں جنت میں جب جاو گناہ پہلے چلو  
داخل کرو گنا سچ ہے نیکی با نیکان خور غار بیت و نیکی با بدان کار عبد اللہ الصمدیست عرض کہ سلطان کے  
ہمراہ جس جگہ وہ جایا کرتا تھا شریفین لیجا یا کرتے تھے خواجہ شمس الدین شمس حضرت کے خلیفہ رحمۃ اللہ علیہا نے  
اپنے زندہ المقامات میں لکھا ہے کہ حضرت کے اس طرح سلطان کے ہمراہ پہرنے میں بڑی حکمت تھی  
یہ نہایت سے آدمی جو کسی وجہ سے حضرت کی خدمت میں پہنچ سکتے تھے وہ اس ذریعہ سے سعادت  
اندوز گئے چنانچہ خواجہ مروجہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں ہمراہ سفر تھا کہ لشکر سلطان دریا کے چناب کے  
کنارہ فروکش ہوا اوسى نواح میں ایک گاؤں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اوس طرف کو تشریف لے گئے تھے  
لے جاتے ہیں آپ کو دیکھ کر میں بھی دوڑا جب قریب پہنچا تو حضرت نے میر طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس

وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس گانوں میں کوئی مسجد ہوگی دہان چکر تازہ وضو کر کے نماز پڑھیں خیر اگر  
 نہ ہو تو میں دور چلے کہ ایک مسجد آگئی حضرت نے وضو کر کے نماز شروع کی کہ اتنے میں ایک شخص نے مجھے پوچھا کہ  
 یہ کون ہیں میں نے بتلایا کہ فلان بزرگ ہیں بیٹے ہی وہ شخص دہان سے بہا گا اور ایک سمرادی کو لے آیا وہ شخص  
 حضرت کے اوصاف سن کر نہایت مشتاق و دیدار تھا لیکن بوجہ کبر سنی و دیگر موانع حاضر نہ ہو سکتا تھا اوس نے  
 حضرت کی مذہب و سبکی کی اور عرض کی کہ ہمارے اوج سعادت و کام یافتہ اگر تیرا گھر سے پر مقام یافتہ  
 چنانچہ حضرت نے اوس شب صبح جمع جمع رہدین و خلفاء اوس کی گھر دعوت نوش فرمائی اور وہ پیر مرد مع  
 جمیع تواب و لواحق داخل طریق ہوا الغرض کہ اسی طرح اٹھ سال سلطان کے ساتھ پہر نیکا اتفاق ہوا۔

## مقام و سوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی وفات کی بیان میں

مکملہ حجر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اوصیاء کو کہ اوس وقت حضرت کی عمر تین برس کی تھی خاص  
 اصحاب کے نزدیک ایسا معلوم ہوا ہے اولیام ہوا ہے کہ قضا تیرم ترسہ برس کی عمر میں ہے اور اس بات سے  
 حضرت نہایت خوش تھے کہ عمر ہی بوجہ غارت تبعیت سید الابرار صلعم مطابق سنت نبوی ہوئی علی باب مملوۃ  
 والسلام مکملہ حجر میں حضرت اجیر شریف میں تھے کہ اندر قرب وصال ظاہر ہوئے صاحبزادہ کو کہ وقت  
 سرحد شریف میں تھے کہا کہ ایا تم انتقال نزدیک ہے اور فرزند دور صاحبزادہ بچہ دو دیکھنے اس خط کے حاضر حضور  
 کے ایک روز حضرت نے اپنے فرزند ثالث خواجہ محمد معصوم کو غلوت میں طلب کر کے کہا کہ میرا اس جہان  
 میں رہنے کا کوئی تعلق نہیں رہا اور منصب قومیت تم کو عطا ہوا اور اشیاء تمہاری قومیت پر بہ نسبت میرے  
 زیادہ راضی میں حضرت خواجہ محمد معصوم یہ سن کر باوجود حصول الہی منصب عظیم الشان کے زار زار رونے  
 لگے اور ضبط کر کے فرماتے ہیں کہ اوس وقت میں ایسا بدعاس ہو گیا کہ اس بات کو نہایت اہم ضروری  
 تھا نہ بوجہ رکھا کہ آیا اشیاء میری قومیت پر کیوں زیادہ راضی ہیں حضرت نے خواجہ محمد معصوم صاحب کے  
 اس قدیر فیقراری و دیکھ کر فرمایا کہ ابھی میری زندگی میں ایک سال اور تین مہینہ اور باقی ہیں تمہارا قیام مجھے  
 ہے اور تمام اشیاء کا تمہارے اس خبر کو سن کر حضرت صاحبزادہ کی فی الجملہ تسلی ہوئی اور اب حضرت کی تسلی  
 یہ ہوئی کہ گریہ سے سلطان سے رخصت لے تو مکان کو چلیں اتفاقاً ایک روز قطب الاقطاب حضرت خواجہ

میدینہ منورہ میں چلنے کے سزا پر انوار پر تشریف لگے اور بجگہ تا دیر مراقبہ فرمایا بعد جب باہر تشریف لائے  
 فرمایا کہ حضرت خواجہ نے طرح طرح کے اسرار و ہندسہ سیکھے اور یہی کہا کہ اپنی خاصی کا فکرا کر  
 اور اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا تھی ہی میں ایک مجاور حضرت خواجہ کے مزار کا قبر پوش لیا  
 اور حضرت کے مزار پر کیا اور کہا کہ اس کے میرے کفن کیونہی ہے کہ کہہ چوڑو اس کی تھوڑی مدت کے بعد حضرت  
 سکون میں خاں دم کے سپرد کر دیا سلطان نے رخصت کر دیا اور حضرت سر بند شریف میں تشریف لایا اور  
 اپنے واسطے علیحدہ خانوت مقرر کر کے گوشہ گرین ہوئے اور کار و بار ارشاد حضرت خواجہ محمد صاحب  
 کے سپرد کر دیا بلکہ جو شخص صحبت سے ملتا اس کو بھی اونہیں کے پاس بھیجتے اور خود صرف جمعہ کے دن باہر  
 تشریف لاتے اونہیں ایام ذکر ہے کہ شب برات کی رات حضرت نصف شب کے بعد غلوٹے اترتے ہیں  
 لائے والدہ مخدوم زادگان کہ اس وقت تسبیح خوانی میں مشغول تھیں بے ساختہ انکی زبان کھلنا چا جانے  
 آج کس کس کا نام دفتر بہستی سے محو کیا ہو حضرت فی جواب دیا کہ تم بطریق شک کہتے ہو لیکن جو شخص کتابت  
 ہی اور جانتا ہے کہ میرا نام دفتر بہستی سے محو کیا ہے اس کا کیا حال ہو گا یہ حضرت اپنی طرف اشارہ  
 کر کے فرمایا غرض کہ ماہ ذالحجہ میں حضرت کو مرض ضیق النفس عارض ہوا اونہیں ایام میں حضرت فرمایا کہ  
 حضرت شیخ الجرجانی لاش شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سائلین دیکھا اور نہایت عنایت سے  
 پیش آئے کہ میرے اس شہر اقلت شمس الاولین و شمسنا۔ ابراہیم علیہ السلام لا تغرب۔ و قول قدیمی ہذا  
 علی رقبہ کل ولی اللہ سے لوگ حیران ہیں تم اس کا سائل کہنا کہ اس بیماری سے تکو صحت ہی لیکن حضرت کو  
 اس حالت میں شوق تھا از حد تھا اور ہر وقت تیرا اللہم الرفیق الاعلیٰ مترنم رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ  
 اگر طیب کہدین کہ تیرا یہ مرض لا دوا ہے تو اللہ تعالیٰ کے شکر فقیر دن کو روپیہ بانٹوں اور اسی شوق  
 کی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح کلام کی خود شرح ذکر سکے لیکن جب فرمودہ حضرت  
 انشاء اللہ کہ چند روزہ کیواسطے صحت ہو گئی اس چند روزہ ایام صحت میں حضرت بیماری کے دنوں کو یاد کیا کرتے  
 اور فرمایا کرتے کہ جو عبادت اور نعمت اول دنوں میں تھی اب نہیں ہے تصدق و خیرات بکثرت کرتے  
 تھے کسی شے پر غش کیا کہ اس قدر خیرات دفع بلیات کیواسطے ہی فرمایا نہیں بلکہ شوق وصل میں اور ایک  
 شے کہ کوئی نہ لگا کر فرمایا۔ آج ملاوا کسبہ سون سہی سب جگہ بیون وار غمکہ بارہویں محرم کو حضرت فرمایا  
 کہ ایک گاہ کہ ہے کہ چالیس و پچاس دن کے بیچ میں اس جہان اور جہاں کو جاہ و کوا و قہ کی جگہ کی کہلائی ہے



ہی۔ اور اوس کے بعد ہر روز دن گئے جاتے تھے حتیٰ کہ باسیسویں صفر کو حضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا کہ اوس سیاہ کے چالیس دن گذر گئے اب دیکھئے اس پانچ سات دن میں کیا ہوتا ہے اور یہی فرمایا کہ ان ایام صحت میں جو کمال کہ نوع البشر کو حاصل ہونی ممکن تھے وہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے لطیف صلیب خود عطا فرمایا میں اس کلام سے صاحبزادہ نہایت پریشان خاطر تھے کہ بوسہ ایوم الملت کم دینکم دائمت علیکم نعمتی کی آئی تھی ۲۳ تاریخ صفر کو حضرت نے تمام کپڑے تقسیم کر دیئے اور تپ پہر عود کر آئے یہی مطابق سنت واقعہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیمار ہو نیکی بعد صحت ہو گئی تھی اور مرض موت پر لاش ہوا تھا اسی بیمار میں حضرت نے نام سے فرمایا کہ دور پیہ کے کوئلہ اٹھائی کرو اسطے لے آجیب وہ چلا گیا پہر بلایا کہ ایک ہی رہ پیہ کے لانا و اخذ الہی رکھتا ہے کہ اتنی فرصت کہاں ہے پہر فرمایا کہ اچھا وہی کے لے آجیب کوئلہ آگئے تو نصف اپنے واسطے رکھے اور نصف گھر بھیج دیئے لکھا ہے کہ جو وقت حضرت کا انتقال ہوا وہ وقت وہ کوئلہ بھی ختم ہو چکے ان ایام میں صاحبزادوں کو افاضہ علوم پیش از پیش فرما کے چنانچہ خواجہ مہموم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بھی وصیت فرمائی کہ حضرت نوحث پاک کے شعر کی شرح بھی تحریر فرمائیں اور باوجود شدت مرض و کثرت ضعف اذکو زبان مبارک سے بیان بھی فرمایا چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت کے انتقال کے تیس دن حرار شریف کے سامنے بیٹھ کر چشم پر آب اوسکو سحر فرمایا۔ اوس ضعف میں بیان حقائق و دقائق جو بکثرت فرمایا تو ایک روز خواجہ محمد سعید صاحب فرزند ثانی نے عرض کی کہ آپ کو بیان کرنے میں تکلیف جوتی ہے کسی اور وقت فرصت سے فرمایا کہ وقت کہاں اور فرصت سے پہر جائے اس قدر ہی ہو سکے یا نہ اور تمام بیماری میں نماز تہجد و الصلوات اور عیہ وادرا و دائورہ و ذکر و مراقبہ بتور سابق کرتے رہے اور کوئی دقیقہ و دقائق شریعت و طریقت سے فرو گذاشت نہ کیا قریب وصال حضرت کو اگر غیبت ہو جاتی تھی صاحبزادوں نے عرض کی کہ آیا غیبت استغراق سی ہی یا ضعف فرمایا استغراق ہی بعض مسائل جو در میان ہیں چاہتا ہوں کہ وہ کما حقہ مشکوف ہو جائیں اور کچھ محل محل صاحبزادوں کی ہی جوت وقت ہوتی و صا ورا و اگیز فرماتی اور اکثر و صایا تحریریں متالیات و الترام و اجتناب از بدعت و دوام ذکر و مراقبت ہوتی اور فرماتی کہ سنت نبویؐ کو راستوں سے پکڑنا چاہی اور یہ وصیت بھی بیکسنت تھی کہ جناب رسول صلعم نے نبی بوقت انتقال وصیت فرمائی تھی اور چند وصایا میں فرمایا کہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ و النجۃ کوئی دقیقہ لغیبت کا فرو گذاشت نہ کیا۔ چاہئے کہ کتب فقہ سے طریق کاملہ متابعت اختیار کریں اور فرمایا کہ میری

تجہیز و تکفین میں رعایت سنت کی رکھنا اور یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر کسی گناہ جگہ کا صاحبزادہ نے عرض کی کہ پہلے آپ نے فرمایا کہ غلام جگہ میری قبر بنانا اور اب اس طرح مرضی ہے فرمایا کہ جب ہیطرح مرضی تھی۔ مگر جب دیکھا کہ صاحبزادہ کو قبول کرنے میں توقف ہے فرمایا کہ والد کی قبر کے پاس کچی قبر بنانا تاکہ تھوڑی مدت میں میت و نابو و جو جائے مگر جب اسکے ہی قبول کرنے میں صاحبزادہ کوئی جانب سے تردد دیکھا تو متبسم ہو کر فرمایا تمکو اختیار ہے جہاں صلاح دیکھنا وہیں رکھ دینا رات کی وقت کہ اوکلی صبح کو انتقال ہو گا۔ خادموں سے جو کہ بیمار و اریمین حاضر تھے فرمایا کہ تنہا بڑی تکلیف اور بھائی خیر احلی رات کی اور ہے ولبس لٹ شب کو اور ہٹے وضو کر کے تہجد پڑھا اور فرمایا یہ آخری تہجد ہے صبح کو اشراف کی وقت بول گیا وسطے طشت حاضر کیا اور میں ریت نہ تھا فرمایا کہ امین بیگ ڈال لاؤ کہ بلا گیٹ چیمین ڈالنے کا اندیشہ ہے سبحان اللہ یہ وقت اور یہ احتیاط بعد اسکے فرمایا کہ ڈال دو شاید کہ حضرت کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب وضو کر نیکی فرصت نہیں ملے گی اس واسطے نقص وضو فرمایا اور ترک بول کیا کہ بظہارت اس جہاں سے تشریف لیجاوین الغرض بطریق مسنونہ داہنا ہاتھ داسے رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر حضرت لیٹ گئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے اور سرعت نقص شروع ہو گئی صاحبزادہ نے دریافت کیا کہ حال کیسا ہے فرمایا کہ جو دو رکعت پڑھیں وہ ہی کافی ہیں یہ کلام بھی بتا بوقت انبیا سرزد ہوا کیونکہ آخر میں کلام اکثر انبیا کا حوت نماز تھا اور اسکے بعد کوئی کلام نہ کیا سوئے ذکر اسم ذات کے اور ایک لمحہ کے بعد جان بچانان تسلیم کے رحمۃ اللہ سبحانہ رحمۃ واسعۃ ابدیۃ امانۃ وان الیہ راجعون ہوتے حضرت کو ہٹلائیے واسطے تختہ پر لٹایا دیکھا کہ مسکراتے من اور دونوں ہاتھ جس طرح کہ نماز باندہ تھے باندھے ہوئے ہیں حالانکہ صاحبزادہ صاحب بوقت انتقال سیدہ کروٹے تھے چنانچہ پہر سیدہ کر دیئے تھوڑی دیر میں پہر دیکھا تو پہر واسطیچ باندھے ہوئے تھے پہر سیدہ کر دیئے لیکن پہر واسطیچ ہٹ گئے جب حاضر میں نے یہ متواتر معاملہ دیکھا تو دست کش ہو گئے اور خیال کیا کہ او میں کچھ بہید ہے اور واسطیچ رہنے دیا حضرت کو تین جاسون سفید لفافہ قمیص و ازار سے حسب وصیت کفن دیا عامیہ بایک باتفاق فقہاء و محدثین ہے کہ حضرت رسول صلعم و حضرت ابوبکر صدیق کو نہ دیا تھا اور نماز جنازہ حضرت کی خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرزند ثانی نے پڑھائی اور حضرت خواجہ محمد صادق حضرت کے فرزند اکبر کے محاذی زین دفن کیا کہ ایک وفد مسجد کربلا کے واسطے حضرت نے اشارہ فرمایا تھا اور یہی جگہ ہے کہ حکلی شرافت میں تقویر فرمایا ہے الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی بغایت اللہ تعالیٰ و سبحانہ و بصدقہ

حبیبہ تعالیٰ علیہ السلام والحدیث والبرکہ بلکہ سرسبز کو یا زمین اچھا ہے کہ راستہ سے  
 چاہے عقیقہ تار یک را پر کردہ صفہ بلند ساخته اند و بر اکثر بلاد و لقیل آزار از تعلق دادہ و نورس و دران زمین و ولایت  
 گشتہ است کہ مقتبس از نور بی صفتی و بسبب کیفی ست و رنگ نواری کہ از زمین مقرر بہریت اللہ ساطع و لایع  
 است پیش از ارتحال فرزند ذی اعظمی مرحومی پچند ماہ این نور را برین درویش ظاہر ساخته بودند و در زاویہ  
 زمین سکنا کے فقیر از ایشان دادہ و نوری نمودند ساطع کہ گردی از صفت و شان بوسہ راہ نیافتہ بود و کیفیت  
 منزہ و مبرہ آرزو کے آنکہ کہ آن زمین مدفن من شود و آن نور بر سر قبر من لایع بود این معنی را فرزند ذی اعظم کہ  
 صاحب سر بود ظاہر ہوا مقرر و آن نور و از ان آرزو کے ساطع گردانیدم اتفاقاً فرزند سے مرحومی باین وقت  
 سیقت کرد و در پردہ خاک در دریا سے نور متفرق گشت **۵** پختا لاسباب النعم یعنی با و طلع اشقی المسکین  
 ما یخرجہ از شرافت این بلکہ معظم است کہ مثل فرزند ذی اعظمی کہ از اکابر اولیاء اللہ است و انجبا اسودہ است  
 و بعد از مدتی ظاہر شد کہ آن نور مودع لحد ایست از انوار قلبہ این فقیر کہ از اینجا اقتباس نمودہ و دران زمین از حقیر  
 اند و رنگ آنکہ چرخے از شعلہ برافروزد و نقل کل من عند اللہ اللہ نور الملوات و الاخر من سبحان  
 ربک رب العزت عما یصغفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین حضرت خواجہ  
 محمد معصوم فرزند ثالث مجدد الفتن ثانی نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الفتن ثانی فرمایا کرتے تھے کہ جیسے زمین بروضہ  
 منورہ خاتم الرسل صلعم زمین جنت سے ہے چنانچہ حدیث میں البقرہ و البقری روضہ من زیاض الجنة اسپر وال ہے  
 اسپر حقیقی تعالیٰ نے کمال فضل باعث غایت اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے روضہ کی زمین کو  
 ہی جنت کیا ہے چنانچہ اگر میری قبر سے کوئی ایک مشت خاک لیکر اپنی قبر میں ڈالے تو اس کے ثبات کیواسطے میرے  
 عظیم ہے نکیف من و دفن فیہ چنانچہ شاہ اورنگ زیب نے یہ بشارت سنکر ایک گہرا اس خاک کا بہر کر اپنے خزانہ  
 میں رکھا تھا۔ حضرت کا وصال بروز ہر شبنبہ وقت قرب چاشت بتاریخ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۸۸ھ سرسبز میں ہوا ہے  
 نقل ہے کہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ حضرت کو بعد انتقال کنو اب میں دیکھا پوچھا کہ سوال منکر نکیر کے کہو نہ گزرے  
 حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت اول الہام کیا کہ اگر تو کہے تو یہ دو فرشتہ یعنی منکر نکیر ترے  
 پاس ایسے بیٹے عرض کی کہ اس بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت میرے پاس بھیجا  
 پھر حضرت خواجہ محمد معصوم نے دریافت کیا کہ منظر قبر کے کس طرح ہوئے فرمایا کہ ہوا مگر اقل قلیل واقعہ میں یہی  
 معلوم ہوا کہ گویا کوئی شخص کتاب ہے کہ اقل قلیل بسیل تواضع فرماتے ہیں ورنہ کچھ نہیں ہوا +

## مقام گیر ہوان حضرت امام ربانی مجدد الفثنانی کے بشارت کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت کے وجود مسعود کو اپنی عجائبات قدرت کا ایک نمونہ بنایا تھا کہ جس کے ظہور کی حضرت سید المرسلین قائم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے ہزار برس پہلے بشارت دی تھی کہ یکتا جہاد حق یقالہ ملہ یتخللہ الجنة بشفاعۃ کذا کذا چنانچہ اسکی تصدیق میں حضرت مکتوب ششم جلد دوم میں فرمایا ہے الحمد للہ الذی جعلنی صلیۃ البحرین الخ مکتوب شریف شروع سے اسطرح چلتا ہے الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی الخ کرم کہ مقصود از آفرینش میں آنست کہ ولایت محمدی بولایت ابراہیمی علیہما الصلوٰۃ والسلام منسجہ گرد و حسن ملاحات این ولایت با جمال صباحت آن ولایت مترج شود درونی الحدیث انھی اصبح و انما اصبح و باین الضمیع و امتزاج مقام محبوبیت محمدیہ بدرجہ علیا رسد مانا کہ مقصود از امر بتالیع است ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام حصول این دولت عظمیٰ بودہ است و طلب صلوٰۃ و برکات مائل صلوٰۃ و برکات حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بکاین نوعی بودہ ملاحات و صباحت ہر دو بینی از حسن ذات اند تعالیٰ بے مزج صفات لیکن حسن صفات و انفصال و آثار ہر مستفاد از حسن صباحت است کہ کثیر البرکت است حسن ملاحات بجزت اجمال مناسبہ است گویا ملاحات مرکزیت مرحن را و صباحت و اثرہ آن مرکزہ و در حضرت ذات تعالیٰ و تقدیر چنانچہ بساطت است و وسعت است نیز نہ آن بساطت و وسعت کہ در فہم مادر کید و نہ آن اجمال و تفصیل کہ مداک مار گود۔ لانتہا ک الا بصار و ہو بدہ ان الا بصار و ہو اللطیف الخبیر و مباطت و وسعت کہ در حضرت ذات تعالیٰ اثبات نمائیم از یک دیگر جدا اند نہ انکہ عین یک و گر اند چنانچہ بعضے گمان بر وہ اند اما تمیز کہ در بیان انبیا و از مرتبہ ثابت است خارج از ضبط ادراک ماست و بیرون از دایرہ افہام پائس ملاحات و صباحت نیز در مرتبہ تمیز ماست نہ از احکام یکدیگر از ہم دیگر جدا ہونہ و کمالاے کہ باینہا متعلق شوند از ہم دیگر جدا باشند و انچہ مقصود از آفرینش خود سے دہتم معلوم شد کہ حصول پرست و ستول ہزار سالہ با جہت قرین گشت الحمد للہ الذی جعلنی صلیۃ البحرین و مصلحیٰ باین الفتنین اکمل الحمد علی کل خالی و الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام و علی اخو الکرام من الابدیاء و المسالک و العظام۔ و چون صباحت نیز رنگ ملاحات متلون گشتہ است لاجرم مقام

خلعت ابراہیمی نیز دستے پیدا کر دے است و محیط حکم مرکز پذیر یافتہ باید دانست کہ مقام محبت برتر بہاوت مناسبت وارو  
و مقام خلعت برتر بہاوت و رحمت محبوبیت صورت نصیب خاتم الرسل است علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام و محبت  
خالص حضرت کلیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت خلیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت یاری نبوی  
وارو و محب و محبوب دیگر است و یاروندیم دیگر ہر کدام نسبت علیہ است و این فقیر چون مرابک و ولایت محمدی  
و ولایت موسویہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التیجۃ موطن و مسکن و در مقام مباحث وارو بواسطہ علیہ نسبت  
ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التیجۃ نسبت محبوبیت غالب است و نسبت محبت مغلوب و مستور  
اے فرزند باوجود این معاملہ کہ خلقت من مربوط بودہ است کارخانہ عظیم دیگر بمن حوالہ فرمودہ اند و بر کسی سر  
سرا نہا و ردہ اند و مقصود از خلقت من تکمیل و ارشاد خلق نیست معاملہ دیگر است و کارخانہ دیگر دین من ہر گز نہایت  
دار و فیض خواہد گرفت والا معاملہ تکمیل و ارشاد نسبت بآن کارخانہ امر نسبت بچو مطہ فی الطریق دعوت انبیا  
علیہم الصلوٰۃ والسلامات نسبت معاملہ باطنیہ ایشان ہمیں حکم وارو و بر حنیف منصب نبوت ختم یافتہ است اما انکلا  
و خصالیس آن بطریق تبعیت و وراثت کمل تابعان انبیا الرضیہ است علیہم الصلوٰۃ والسلام و التیجۃ حدیث سر با  
کہ بعد ہر صدی کے ایک شخص پیدا ہوتا ہے کہ تجدید دین محمدی کتاب اور اسطرح یہی سنت اللہ جاری ہے  
کہ بعد ہزار سال کے ایک پیغمبر اولو العزم پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویت دین کہ کتاب ہے کیونکہ ہر فرد بشر خواہی ہو یا غیر بشری  
عالم خلق و عالم امر سے مرکب ہے اور قول حق سبحانہ تعالیٰ اعلیٰ انما ناثیہ مشکوٰۃ المہدی وال ہر دو عالم ہر پچیس ہزار سال  
میں واسطے مناسبت خلق کے کہ افادہ اسی پر موقوف ہے بشریت روحانیت پر یعنی عالم خلق عالم امر غالب  
ہوتا ہے لیکن بعد از احوال جانب روحانیت غالب آنا جاتا ہے اور بشریت نقص پذیر ہوتی جاتی ہے اور  
خلق سے مناسبت کم ہوتی جاتی ہے چنانچہ بعض اصحاب کرام سے نقل ہے کہ ابھی آنسور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو دفن کر کے خارج نہیں کئے تھے کہ دلوں میں تفاوت پیدا ہو گئی تھی اؤ سکے ہی درجہ تھی کہ زبان  
شہودی بدل یا جان بھی ہو گیا تھا اور جب ہزار سال گزرنے کو پہرہ روحانیت اس قدر غالب ہو جاتا ہے  
کہ جانب بشریت کو تمامہ اپنے ہموگ کر لیتا ہے اور مناسبت بشری جو خلق سے تھی وہ جاتی رہتی ہے۔  
الہم امت من سما و آری احکام شریع میں فرق عظیم ہے پس اس کا تجدید کرنا اسطرح ایک پیغمبر اولو العزم سے ہوتا ہے  
کہ تقویت دین و شریع کرے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتحال کو ہزار سال گزرے اؤ طریق  
تمامہ کے دین میں مستی و شوش و عت و غفلت ہو گئی اور چونکہ آپ فاطمہ الزہرا میں اور بنی الوالد

کا پیرا ہوتا منوع و خلاف شرع لہذا ضرورتاً کہ کوئی شخص اول کمالات کا پیدا ہوتا کہ وہ قائم مقام الواعظین تھا اور تجدید دین کرتا لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ کمالات حضرت امام ربانی شیخ احمد سرسندی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی اور مجدد الف ثانی کیا ہے فیض روح القدس ارباب زہد و فزاید و دیگران ہم نکتہ انہی مسیحائی میگردید و اللہ یختص برحمۃ من یشاء۔ چنانچہ حضرت مکتوب چہارم جلد دوم میں بعد از تعجیل علم یقین نفہوائے و اما نبعت ربک فحدث اپنے تجدید کا اسطرح اظہار کیا ہے از عین یقین و حق یقین چہ گوید و اگر گوید کہ فہم کمند کہ دریا بیاہن معارف از محیط ولایت نیست ارباب ولایت در سنگ علماء ظاہر و ادراک آن عاجزند و در ذکر آن قاصرین علوم مقبلس از مشکوۃ انوار نبوت اند علی اربابہا الصلوۃ والسلام والنتیجہ کہ بعد از تجدید الف ثانی جمیعیت و دراشت تازہ گشت اند و بطورت ظہور یافتہ صاحب این علوم و معارف مجدد این الف است کہ لا ینحی علی الناس فی علوم و معارفہ الی متعلق بالذات والصفات والافعال و تبلیس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات فیعلون ان ہولاء المعارف والعلوم در علوم العلماء و در معارف الاولیاء علوم ہولاء بالنسبت الی تمک العلوم قشر و تمک المعارف لب ذلک القشر واللہ سبحان الہادی و بداند کہ بر سر پایہ مجددی گذشتہ است اما مجددیائے دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ در میان مایۃ الف فرق است در مجددین انہما نیز ہما قدر فرق است بلکہ زیادہ از ان و مجدد است کہ ہرچہ در ان مدت فیض بامتنان برسد تبویباً و برسد اگرچہ قطاب او تا دلتوقت بوند و بدلا و بجنا باشد خاص کند بندہ مصلحت عام باو السلام علی شیخ من اتبع والترم متابعت المصطفیٰ علیہ والہ الصلوۃ والتسلیمات العلوی و جمیع اخوان من الانبیاء والمرسلین و الملائکۃ المقربین و عباد اللہ الصالحین۔ اسکے علاوہ اور بھی چند جا اشارتاً و صراحتاً اسطرح تحریر فرمایا کہ اونی نقل موجب طوالت ہے غرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی شان کچھ بڑائی بنائی تھی ۔

**نقل ہے** کہ خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ باقی باللہ علیہم الرحمۃ اللہ کے خلیفہ نے خواب میں دیکھا کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھتے ہیں اور بقرات و پذیر حضرت کی تعریف فرماتے ہیں ملک سہامات و مغفرت کر کے ارشاد کرتے ہیں کہ میں ناز کرتا ہوں کہ ایسا شخص میری امت میں پیدا ہوا اور تجدید دین کی **نقل ہے** کہ ایک شخص میرے فیض احمد نامی شاخ روم سے تھے ایک روز روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھے تھے کہ حضرت غایت مصلح ظاہر ہوئے اور میرے مصروف سے کہا کہ بندہ میں

نبیوت و دراشت حضرت قائم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص کل اولیاء امت میں ہی اگر آپؐ سے سعادت پائے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو چنانچہ میر  
 مدوح حضرت کی خدمت میں مقام مابور حاضر ہوئے نقل ہے کہ شیخ طاجر شیبانی قریب مابور میں درختان  
 نے خواب میں دیکھا کہ گویا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جمع خلفاء راشدین میں بیٹھے اور فرماتے ہیں کہ تم مجھ کو یوں  
 نہیں کہ تمہارے سلطان رہے بہتر یہی کہ میں میں مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو چنانچہ صبح اٹھ کر  
 لو کر ہی سے استغفار دیا اور باقی ہندوستان ہو کر حاضر حضور ہوا نقل ہے کہ ایک شخص نے خواب میں  
 دیکھا کہ گویا ایک جنازہ یا غصت و جلالت لائے ہیں اور تمام اولیاء ملت و فلاح مشعل و باقی عجز وانی  
 و خواجہ نقشبند علیہم الرحمة موجود ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے میں اس شخص سے دریافت کیا  
 کہ یہ جنازہ کہ کس کا ہے کسی شخص نے جواب دیا کہ اس ملک کے قصبہ کاجانہ میں ایک شخص کا انتقال  
 کی انتظار ہے کہ وہ کرامات کرتے ہیں میں ایک شخص کہاں کہاں و دو تار کیا اور سب نے اس کی تعظیم کی  
 اور اس نے امامت کی بعد جنازہ اٹھا کر لگے اور اس شخص نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص اس کی ہے  
 جواب دیا کہ یہ شیخ احمد مجدد الف ثانی ہیں چنانچہ صبح اٹھ کر وہ شخص حضرت کا نہایت شائق ہو کر  
 سر نہارہ اندھ ہوا یہاں آکر قدمبوس ہوا۔ تو بعینہ وہی حلیہ پایا۔ نقل ہے کہ میر بغاں ایک روز  
 خواب میں دیکھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ جو مقبول شیخ احمدی وہ مقبول میرا ہے  
 اور جو میر مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے نقل ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول صلعم کو خواب میں پوچھا  
 کہ حضرت آپ حضرت شیخ احمد سرہندی کی نسبت کیا فرماتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ وہ میرا خلیفہ خیم  
 ہے نقل ہے کہ ایک شب حضرت میرزا جاجانان رحمۃ علیہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ یا رسول اللہ حضرت مجدد الف ثانی کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں  
 آپ نے فرمایا کہ ایسا اور کون میری امت میں ہے میری امت میں کیا کہ یا رسول اللہ ان کے مکتوبات اپنی نظر  
 مبارک سے گزریں فرمایا۔ اگر کہیں کچھ یاد ہو تو پڑھو۔ حضرت مرزا صاحب نے یہ عبارت کسی مکتب  
 کی پڑھی اللہ تعالیٰ و راہ اللہ و غم و راہ اللہ حضرت خاتیت صلعم نے نہایت پسند فرمایا اور بہت  
 محفوظ ہوئے اور فرمایا کہ میرے پڑھو جناب مرزا صاحب نے پھر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ و راہ اللہ و غم و راہ  
 اللہ اور پھر آپ نہایت محفوظ ہوئے اور اس طرح کی بہت سی حکایتیں ہیں۔ مگر اس جگہ  
 مشقی محمودہ از خیر جاری نقل کہین نہ



مقام بارہوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے فرزند اکبر خواجہ

## محمد صادق علیہ الرحمۃ کے حالات میں

حضرت کی اولاد کا کیا بیان ہے کہ ایک جوہر نفیسہ تھے چنانچہ حضرت خواجہ نے ابتداً حالمین کسی اپنے دوست کو خط لکھا ہے اوسین حضرت کا حال تحریر کرتے کرتے ارقام فرماتے ہیں فرزندان آن شیخ کہ اطفالی اللہ اسرار اکہی اللہ حضرت کے فرزند اکبر خواجہ محمد صادق تھے اونکی ولادت باسعادت سنۃ ہجری ہنوی میں واقع ہوئے اور کین ہی سے آثار رشد و ہدایت ناصیہ مبارک سے سویدائے طفولیت میں اپنے جد امجد کے پاس پڑھا کرتے تھی حضرت فرماتے تھی کہ چھٹی والہ بزرگوار کہا کرتے تھے کہ تہا لکڑا ایشا کی صیقت و کیفیت میں ایسے ایسے سوالات کرتا ہے کہ انکا جواب دینا دشوار ہوتا ہے جب حضرت شذمہ میں دہلی تشریف لگئے اور حضرت خواجہ بیگز سے اخذ طریقہ کیا تو یہ صاحبزادہ ہی ہمراہ تھے یہی شہن مقبولیت نظر خواجہ و اخذ طریقہ و مراقبہ و جذبہ مشرف تھے انکی علوم متعدد اور بلندی فطرت سے حضرت خواجہ اپنی نہایت مہربان تھے اور باوجود انہم جذبات تحصیل علم طاہری سے فارغ نہ تھے مان کہہ ہی کہی فوری دستیلا و ادعات میں کتاب کو بی طاق پر رکھ دیتے تھے ایک روز اپنے محبوبیوں میں سو یا رہنے پہلے تھے کہ حضرت خواجہ کا اوس طرف سے گذر اہم اختر خواجہ دیکھ کر فرماتے لگے کہ دیکھو کہ ہمارا مستانہ کیا کرتا ہے حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق کو طعاع نامی کھلایا کرو کہ طلبہ احوال سے خفت حاصل ہو ایک مرتبہ ایک شخص ایک بزرگ کی خدمت میں سلوک تمام کر کے اپنے مکان کو جاتے تھے راستہ میں حضرت خواجہ کی خدمت میں زیارت کر نیکو آئے اور اپنے حالات بلند بیان کئے اوس بیان کرنے سے یہ مطلب تھا کہ اگر بیان ہی اسقدر ہون تو خیر اور اگر زیادہ حاصل ہوں تو استفادہ کروں حضرت خواجہ نے صاحبزادہ صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ اپنا حال بیان کرو کہ یہ درویش مہمان جو اونہوں نے جو حالات بیان کئے تو تعبیر اوس درویش مہمان کے مطابق تھے وہ پیارہ بہشت سالہ بچہ کا یہ بیان سنکر حیران رہ گیا اور اپنے طو حال کا جو غرہ تھا سارا سر سے دور ہو گیا ایک دفعہ حضرت خواجہ کو تب محرق ہو گئی حضرت خندوم زادہ کو بھی پٹ آئے لگی اور مرض کو طول ہو گیا آخر کار حضرت خواجہ نے فرمایا کہ

یہ تپ الکامی ہے جب تک محمد صادق اسجد ہے تب تک دفع نہیں ہو سکی چنانچہ حضرت نے صاحب زادہ صاحب کو سرسند روانہ کر دیا پہلی ہی منزل میں خبر ہو گئی کہ حضرت کی تپ نایل ہو گئی اور سر مقدم زادہ کی یہی علامت دفع ہو گئی اللہ تعالیٰ نے صاحب زادہ صاحب کو نظر شفی الہی صحیح عطا فرمائی تھی کہ اکثر حضرت خواجہ ادن سے حالات پوچھا کرتے بلکہ اپنے ہمراہ قبروں پر لیجا یا کرتے اور اموات کے ہتھسار کیا کرتے اور وہ بلا توقف جو کچھ معلوم ہوتا تھا دیا کرتے اور بہین دنوں کا ذکر ہے کہ حضرت کے بھائی تجارت کیواسطے جاتے تھے اون کے رخصت کر دیکو شہر سے باہر سب گئے یہہ ہی گئے صاحب زادہ اپنے دادا کی قبر پر جا کر راقب ہوئے تھوڑی دیر میں سراوٹھا کر فرمائے لگے کہ دوا صاحب چچا صاحب کو سفر متبع فرماتے ہیں لیکن چونکہ بچہ تھے انکے کشف پر اعتماد نہ کر کے وہ چل دیئے آخر کار یہ ہوا کہ مال اسباب سب غارت ہو گیا اور خود بھی ہلاک ہو گئے ایام طفولیت کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش صاحب وجد و حال حضرت صاحب زادہ کے ملنے کو آیا حضرت ہی اوس جگہ موجود تھے چلتے وقت کہنے لگا کہ یہ سر کی ٹوپی مجھے عنایت کیجئے آپ راقب ہوئے اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ منع فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ نہیں دیدو صاحب زادہ صاحب نے کہا کہ حضرت خواجہ نقشبند حاضر ہیں اور بمبالغہ منع کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں اوسوقت بلا بیماری دیدے جب حضرت خواجہ نے اپنے اصحاب تربیت کیواسطے حضرت کے سپرد کئے تو اوسوقت صاحب زادہ صاحب کو بھی حوالہ کیا چنانچہ وہ اپنے والد کی تربیت سے مرتبہ کمال و تکمیل پہنچنے ابتداء کے خط میں ایک دفعہ حضرت نے انکے حالات میں اسطرح تحریر کیا ہے۔ محمد صادق اندر خدوی خود را ضبط نمیتوان کرد اگر در سفر سے ہمراہ مے باشد ترقیات بسیار میکند در سیر و امن کوہ ہمراہ بود ترقی بسیار نمود در مقام حیرت غوطہ غوطہ است در حیرت مناسبت با دوار و عرض نکہ اکیس برس کی عمق ظاہر و باطن کے کمال کو پہنچ گئے اور حضرت نے خلعت خلافت عطا فرمایا حضرات القدس میں لکھا ہے کہ جو وقت خلعت عطا ہوا ایک نوزائیک پشانی مبارک سے ایسا حکمتا ہوا کہ گویا آفتاب اوس کے سامنے شرمندہ تھا لوگ کہا کرتے تھے کہ جو وقت اسجوان کو دیکھتے ہیں دنیا دلیں سرو ہو جاتی ہے ایک دفعہ کسی شخص نے اونکے سامنے کسی دنیا دار کی شکایت کی اور اوس سے یہ مطلب تھا کہ سیطرح او کو سوتیلیہ کریں حضرت صاحب زادہ نے دل سے ایک آفر دیکھی اور فرمایا کہ اگر کچھ صورت کریں تو ہم میں ادا و نہیں فرق کیا جو کہنے والا کہتا ہے کہ اس جگہ کو اس طرح ادا کیا کہ میں کہہ کر شرمندہ ہوا عرض کہ اللہ تعالیٰ نے اونکو ایک مجموعہ اخلاق بنایا تھا کہ جب تک تعریف نہیں

ہو سکتی حضرت بھی اونکی ہنایت ملح رہا کرتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں فرزند سے  
 اعزای مجموعہ معارف فقیر بہت دستخط مقامات جذبہ و سلوک اور تحریر فرماتے ہیں فرزند ی از محرم اسرار  
 است و از خطا و غلط مسئون اور ارقام فرماتے ہیں کہ این مقام را بفرزند ارشدی عنایت فرمودہ  
 اند و داخل ولایت ایشان ساختہ فقیر اینجا دستگ مسافران و ولایت نشستہ است اور ایک جگہ فرماتے  
 ہیں استفادہ کہ این فقیر از ولایت موسوی نمودہ ازراہ اجمال آن ولایت بہت و استفادہ فرزند سے اعظمی  
 علیہ الرحمۃ ازراہ تفضیل آن ولایت - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی ہنایت علیل تھے اور  
 ضعف بدرجہ غایت ہوا اس بیماری میں موت و حیات کا اختیار پر چھوڑی گئے تھی خاطر مبارک  
 میں خیال آیا شاید بحال اختیار کرنا پڑے تو امانت حضرت خواجگان کسی کے سپرد کرنا چاہئے اوقت  
 بجز میر نعمان و خواجہ محمد صادق صاحبزادہ کلان او کوئی اس قابل نہ تھا چنانچہ وہ امانت اونکے سپرد کی  
 بعد ازان صاحبزادہ دن و بعض مخلصوں کے کہنے سے اپنی حیات اختیار کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے  
 بفضل خود صحت ملی عطا فرمائی حضرت فرمایا کہ اس نسبت کے سپرد کرنے میں یہ سہید تھا کہ بعض مقامات و معاشلا  
 کا حاصل ہونا اس نسبت کے عطا کرنے پر منحصر اسکے چند سال کے بعد ایک دفعہ سرمد شریف میں ایسی وبا  
 پڑی کہ ہر روز صد نام آدمی لقمہ اجل بنتے اور کسب طرح و با کم ہونے لگی تھی بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی لوگ حضرت  
 کی خدمت میں دفعہ بلیہ کے واسطے عرض کرتے تو آپ فرماتے کہ یہی دعا کا سوتھ نہیں بلکہ ماہتہ اوٹھانا  
 یہی گستاخی ہے کہ او سجانہ تمہارے جلال میں ہے آخر کار ایک روز حضرت فرمایا کہ اب دعا کا وقت آگیا اور  
 بعد دو گانہ نماز دعا مانگی بعد دعا فرمایا کہ بارہ روز کے بعد و بادور ہو جائیگی یہ بات کسی نے خواجہ محمد صادق  
 سے کہی اوہ ہونے لگا کہ بارہ دن سے اونکا یہ مطلب ہے کہ بارہ دینیں ہمارے گھر سے مانگی اوس کے  
 دوسرے تیسرے روز صاحبزادہ محمد فرخ کا کہ اس وقت گیارہ برس کے تھے انتقال ہوا بعد ازان صاحبزادہ  
 محمد عیسیٰ کا انتقال ہوا اونکو دفن کئے گئے تھے کہ خواجہ محمد صادق پر آثار طاعون ظاہر ہوئے لکھا ہے کہ  
 قل ین حضرت خواجہ محمد صادق فی ولایت کا کہ دبا لقمہ حرب چاہتی ہے جب تک میں نہیں کا جانے کا  
 سکین نہیں پائی غرض کہ آپ پر بیماریا کا علیہ شروع ہوا چونکہ آپ مجروح خائفاد میں تھے اور اپنی والدہ شریفہ کو  
 کمال شوق دیدار تھا اور اداسیوں کے سونہ ہون پر ماہتہ رہا مگر مجلس امین شریف لگئے اور وہاں والدہ  
 اور دیگر اہل حقوق سے حق بخشوا کہ میر جوہر میں شریف لائے اور پچھونے پر آرام کیا اور فرمایا کہ تم کو ہم انور اس

چنانچہ دوسرے دن کمال حضور دانستہ نراق رحلت فرمائے ان اللہ وانا الیہ راجعون بعد تجہیز و تکفین حضرت  
مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ محمد صادق کو اوس زمین میں دفن کیا جسکا ذکر حضرت کے مقام نقاشی  
میں آچکا ہے اور جہان حضرت بعد از ان خود مدون ہوئے ہر وقت دفن کرتے۔ حضرت خواجہ  
محمد صادق کے حضرت فرمایا تھا اس قبر نے محاذی بین مجھ کو دفن کرنا کہ اس زمین کو زمین بروصہ جس کے  
پاتا ہوں حضرت خواجہ محمد صادق کا انتقال ہونا تھا کہ دباگو سکین جوئے چنانچہ انہیں دلوں میں ایک  
نور حضرت مجدد الف ثانی نے کسی اپنے مخلص کو کہا مے کہ بتاریخ ۹ ماہ ربیع الاول رور و شبہ  
فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق بھوار رحمت حق پستند و خود را نداے عموم خلافت ساختہ ان اللہ وانا الیہ  
راجعون فوت ایشان و سکین ورو با محسوس گشت و مردم شہر در واقعات دیدند کہ میان محمد صادق  
میفرمایند کہ این ملیہ را من بخود گرفتہم و روز ہست کہ در شہر سکین ہست مردم القدر قبر ایشان علو دارند  
کہ روزانہ فاتحہ خواندن تبصر میسر میگردد و مرخصا نیک کہ شفاے یا بند نیاز مے آرد۔ نقل سے  
کسی خواب میں دیکھا کہ جو کوئی حضرت خواجہ کا نام لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ دباے محفوظ رہے چنانچہ  
اوس وقت بھی بزرگوار ادیون نے یہ عمل آزمایا اور فائدہ پایا اور اس وقت تک جاری ہے چنانچہ حضرت  
سرشداد مولینا حضرت مولانا حافظ علامہ نبی صاحب مجدد الف ثانی سلمہم اللہ تعالیٰ کی محمولات حضرت خواجہ  
محمد صادق کے انتقال سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو نہایت انوس ہوا چنانچہ اس واقعہ اور  
اور اس انوس کو خواجہ حسام الدین کے خط میں اسطرح ظاہر کیا ہے مخدوم و مفارقت فرزند می استغنی عن  
سروہ از اعظم مصائب است معلوم نیست کہ کسے مثل این مصیبت شدہ باشد اما صبرے و فکرے کہ  
حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ درین مصیبت این ضعیف قلب را کرامت فرمودہ از اہل نعم و عظم النعمات  
ہست از حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ مسالت مینماید کہ جزا این مصیبت سندہ باختر باشد و در دنیا ہیج انرا  
جزا ظاہر نشود و ہر چند میداند کہ این مسالئہ از تنگی سینہ است و الا الو تعالیٰ واسع الرحمت فلا لاختر  
والاولیٰ اور ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں اخوی مولینا محمد صالح واقعات اہل سرمد را شنیدہ باشد فرزندے  
اعظمی رضی اللہ عنہ نیز بادو برادر خود محمد فرخ و محمد عیسیٰ سفر آخرت اختیار فرمودند ان اللہ وانا الیہ  
راجعون حمد اللہ سبحانہ کہ اولیٰ باقی ماندگان را قوت صبر عطا فرمودند تا نیلہ بلیہ را سر و اند و خوش گشت  
سے سن از تو روئے نہ چیم گم بہا ناری کہ خوش ز عزیزان تحمل و نغاری بہ فرزند مرحوم آئے

بود از آیات حق جل و علا در تحت بود اور مرتبہائے رب العالمین درین بست و چہا سالگی آن یافت کہ کم کسے یافت پایہ مولیت و تدریس علوم نقلیہ و عقلیہ را بحد کمال رسانیدہ بود حتی کہ تلامیدہ ایشان ریاضی و شرح مواقف و امثال اینہا را بقدرست نام درس وارد و حکایات معرفت و عرفان و قصص شہود و کثوف ایشان مستغنی است از آنکہ در بیان آن معلوم شہادت کہ درین شب سالگی بر نہی مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ باقدس سرہ معالجہ التکین حال ایشان را بطعامہاے بازار کہ مشکوک و مشتبہ است مینودند سیفر بودند کہ محبتے کہ را بحد صادق است باہنجکس نیست ازین سخن بزرگی باید دریانت ولایت موسوی را بنقطہ آخر رسانیدہ بود و عجائب و غرائب آن ولایت علیہ را بیان فرمودند و موارہ خاضع و خاشع و ملتجی و منتضرع و متذلل و منکسر بودہ میفرمودند کہ ہر یکے از اولیا از حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ چیرے خواستہ است و من التجا و تضرع خواستہ ام۔ بعد انتقال حضرت خواجہ محمد صادق رحم حضرت محمد فرزند ثانی حضرت مجدد الف ثانی ایسے بیمار ہوئے کہ سکویاس ہو گئی حضرت مجدد الف ثانی کو کمال نگرانی خاطر ہوئی کہ اسی انتشار میں ایک شب تجلی خاص الخاص و ظہور مخصوص بارگاہ الہی ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ نزول اجلال واسطے تسلی و تشفی کے ہے حضرت فرماتے ہیں کہ اسی عنایت کے ضمن میں حکم اقدس اعلیٰ صادر ہوا کہ محمد سعید و محمد معصوم کو لاؤ چنانچہ دونوں کو لائے اور میرے نالوں پر بٹھلایا نہایت مہم اور سفید ریش تھے حکم ہوا کہ یہ دونوں فرزندے مجھ کو بخشے حضرت اس عنایت و بشارت نہایت فرخندہ دل ہوئے اور یہ شروہ سکوستنایا ۛ

## مقام تیرہواں حضرت امام بانی مجدد الف ثانی کے فرزند ثانی

### خواجہ محمد سعید ملقب بہ خازن الرحمۃ علیہ الرحمۃ حالات میں

فرزند ثانی حضرت شیخ محمد سعید میں اہل ولادت ششہ ہجری میں برقی بچپن ہی سے آثار سعادت و نجات پائی جاتی تھی ایام طفولیت میں کہ اسی خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ ہی زندہ تھے حضرت صاحبزادہ پیار ہوئے نہایت ضعیف تھے حضرت مجدد الف ثانی نے اسی حالت میں دریافت کیا کہ کسی شی کو دل چاہتا ہے

بیاختہ دل سے نکلا کہ حضرت خواجہ کو دل چاہتا ہے حضرت مجدد الف ثانی کہتے ہیں کہ میں یہ لقل  
 حضرت خواجہ کے سامنے بیان کی حضرت خواجہ سکر فرمانے لگے کہ محمدؐ نے حریفی و رندی کی اور ہم  
 غائبانہ نسبت لگیا چنانچہ حضرت خواجہ گاہ گاہ حضرت کے خط میں انکو دعا بھی یاد فرمایا کرتے تھے علم  
 ظاہری قدیم اپنے بہائی خواجہ محمد صادق اور قدوس اپنے والد بزرگوار اور کچھ مولانا طاهر بویہ  
 تحصیل کیا تھا قرآن شریف کو تجوید عالی پڑھاتا تھا حدیث میں سند جید رکھتے تھے فقارت میں ایسا یہ دنیا  
 رکھتے کہ اگر خود حضرت مجدد الف ثانی کو کسی مسئلہ فاضلین تحقیق کی ضرورت ہوتی تو ان سے دریافت  
 کیا کرتے تھے یہ اس خوبی سے بیان کرتے کہ حضرت مجدد نہایت خوش ہوا کرتے مگر علماء میں اگر کسی مسئلہ  
 کی بحث کا اتفاق ہوتا تو بدلائل ساطع و براہین قاطع مخالف کو خاموش کر دیا کرتے تھے عرض کہ سترہ برس  
 کی عمر میں حضرت علوم ظاہری سے کما حقہ فارغ ہو گئے اخضر بقیہ و مراقبہ اپنے والد بزرگوار سے کیا  
 ہوتا اور پستما سے اصل متاخر سے حضرت مثل اپنے والد بزرگوار کمال شرع و تقویٰ و متابعت سنت  
 ارستہ و پیراستہ تھے انکی بشارت میں حضرت نے فرمایا ہے کہ خلعت قبولیت جب خواجہ محمد مصوم کو عطا ہوا  
 اور کجا اوس کے خلعت جدیدہ مجھ کو عطا ہوا تو معلوم ہوا کہ امید ہے کہ اوسکو کمال کرم و رندی محمد سعید کو  
 عطا کریں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ محمد سعید علماء راسخین سے ہے محمد سعید زمرہ سالفین سے ہے  
 محمد سعید خلیل خدا کا ہے خلعت قبولیت جو مجھ سے اوتر لگا وہ اوسکو عطا ہوگا محمد سعید فاضل رحمت الہی ہے  
 قیامت کے دن تقسیم خزائن رحمت اوسکی پس وہ سوگا محمد سعید کو مقام شفاعت سے خط وافر سے محمد سعید  
 نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دائرہ نفی قطع کیا اور اب اثبات میں  
 میرا شریک ہے حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیامت مجھ پر ظاہر کیا گیا دیکھتا ہوں  
 کہ محمد سعید میرے گے آگے ماتہ میں کتاب پھر اٹھ چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ بہشت میں پہنچے  
 حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ہر قطب کو دو امام چاہئے تم دونوں (ایک خواجہ محمد سعید دوسرے خواجہ محمد مصوم  
 میرے امام ہوں ایک روز حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ محمد سعید تو میرا ہمنوا ہے اور اس بات سے  
 شگدل نہو نا کہ حضرت بابا بکر صدیق جناب رسول صلعم کے صنیعے تھے حضرت فرماتے ہیں کہ جن ایام  
 میں کہ حضرت مجدد الف ثانی علیل تھے تو مجھ کو امامت خلوت خانہ نقویہ فرماتے تھے چونکہ ان دنوں  
 میں کمالات عظیمہ و مقامات فیضیہ محبت نما حضرت پر از قسم اسرار واجب الاستدبار و کئے تو حضرت

مجدد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے کہ محمد سعید یہ جلیلتیج نمازیں جب تک کہ تو امام ہے اس واسطے چھو کو بھی انہیں ضیاب  
 وافر ہے حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے کہ میں کسی ایسے مقام عروج و نزول میں نہیں گیا جہاں  
 کہ محمد سعید میرے ہمراہ نہ ہو فرمایا کہ نزول میں جب میں مقام شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر آیا دیکھا کہ محمد سعید  
 میرے ہمراہ ہیں فرمایا کہ محمد سعید ولایت تیری احمدی ہے فرمایا کہ تیری دنیا کو حکم آخرت ہو گیا ہے ولقد  
 آئیننا آخرہ فی الدنیا کے مصداق ہو فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین ظاہر محمد سعید سے ملتی رہیں گے  
 چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اورنگ زیب عالم شاہزادگی میں دارا شکوہ سے لڑتا تھا کہ حضرت کا تقریر  
 حج اوس طرف گذر ہوا اورنگ زیب نے دعائے فتح کی واسطے عرض کی آپ نے فرمایا کہ جو اظہار شریعت کرے  
 اس کی فتح ہے اورنگ زیب نے عرض کی کہ اسی طرح ارادہ ہے فرمایا تو انشا اللہ فتح ہے چنانچہ ایسا ہی  
 ہوا خواجہ ناسخ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ عمر کا  
 کچھ اعتبار نہیں اور موت قریب معلوم ہوتی ہے یہ دل چاہتا ہے کہ محمد سعید سند سفینی کے قابل ہو جاتا  
 اس بات کو میں نے حضرت خواجہ محمد سعید کے سامنے بیان کیا انہوں نے کہ کمال افتقار و انکسار فرماتے  
 لگے کہ میں قابل کی طرح اپنے تین شایان اس امر کا نہیں دیکھتا حضرت جہان تشریف لیجائیں  
 برادر محمد معصوم کو اپنی جگہ بٹھالایا کریں اور اگر یہ امر حضرت قبول فرمادیں تو مجھ کو اجازت دیں  
 کہ بیرون شہر حضرت جد امجد کی مزار شریف پر گوشہ احتیاد کر لوں اور سند داری حوالہ قرۃ العین  
 محمد معصوم کے فرمائیں اسکو میں نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا وہ سنکر انگوٹھیں انسو  
 بہرائے اور کہنے لگے کہ ہاں صاحب مجھ کو اپنی خدمت کے لائق نہیں سمجھتے ہیں میں جو اپنے سینہ خیال کرتا  
 ہوں تو اودن کے اوٹے شاگرد کے برابر نہیں پاتا خواجہ مدوح کہتے ہیں کہ یہ معاملہ میں نے حضرت مجدد  
 الف ثانی سے عرض کیا وہ سنکر نہایت خوش ہوئے عرض کہ صاحبزادہ ایک عجیبات قدرت کے تھے  
 ایک دفعہ مراقبہ میں دیکھا کہ رسول صلعم و اصحاب کرام حج میں یہ بھی سدا اپنے چند یاران کے وہاں  
 حاضر ہیں اصحاب کرام نے اس صوم کی عرض کی کہ ہم اور یہ عنایات الہی علیشانہ میں برابر ہیں۔  
 حالانکہ میں نے بڑی بڑی سختیوں اور تکلیفوں اور ٹہانی میں بخلاف اسکے کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔  
 اس کا کیا سبب ہے حضرت رسول صلعم نے اس کے جواب میں یہ الفاظ قرآنی متحرکے ذالک فضل اللہ  
 یوتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ حضرت خازن الرحمۃ حرمین شریفین کہنے فرمایا کہ جب میں نے حجاز



کا ارادہ کیا تو حکم و اشارہ میں لا مرزہ گون کے مزار پر گیا چنانچہ رہنے پر بناشت تمام ملاقات کی اور  
بشارت مقرر فرمائی فرمایا کہ رستہ میں جس شہر میں گذر سوتا وہاں کے اولیاء کے مزار پر جانا اور  
وہ بزرگ مجھ کو بخشی و دے کرتے فرمایا کہ ولی میں جب متوجہ مزار پر انوار حضرت خواجہ قطب الدین  
بختیار کاکی سوار رستہ میں سورہ فاتحہ پڑھ کر یہ ثواب حضرت خواجہ کے روح مبارک پر بھیجا گیا  
دیکھتا ہوں کہ حضرت خواجہ بعد اتمام استقبال کو تشریف لائے ہیں فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین  
بختیار کاکی اور شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلند اپنے مقامات میں مثل شیرون کے ہیں فرمایا کہ شیخ  
صلاح الدین سرور دمی کی زیارت کو گیا اونکی نسبت انوار منالحت سنت نبوی سے منور پائے  
اور مشابہ نسبت نقشبندیہ تھے فرمایا کہ جب حضرت چاغدی کی زیارت کو گیا۔ اونکی نسبت کو میں الاصل  
والنظر منسرج پایا اور معلوم ہوتا تھا کہ تجلی ذات سے یہی اونکو نصیب فرمایا کہ اسکے بعد حضرت سلطان  
المنشاخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے مزار پر گیا نسبت عالی و محبوبیت رکھتے ہیں۔  
فرمایا کہ ماجرا سے محبت طویل الذیل ہے فرمایا کہ او مجھ میری ملاقات کو حضرت ابیخسر و تشریف لائے  
اونکی نسبت کو اونکے پیر کی نسبت ایسی فوت تھی کہ کم دیکھنے میں آئے فرمایا کہ جب اگر وہ میں بیٹھان  
تھیں سو کی زیارت کو گیا وہاں انوار عجب و آثار عجبہ دیکھنے میں آئے مجھ اذان ایک یہ ہے۔  
کہ جو شخص صدق دل سے اونکی مزار پر کسی مطلب کیواسطے دعا مانگے باذن اللہ وہ دعا قبول  
ہو جاتی ہے العزیز جب آپ حرمین شریفین تشریف لگے تو بالذات عنایات و انعامات جناب  
رسول صلعم مشرف مجھے منقول ہی کہ جب آپ حرم نبوی میں تختہ المسجد پڑتے تھے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی العجل العجل فانما منتظرون الیک یعنی جلدی کر جلدی میں زیر نظر  
ہوں اور وہاں حضرت پر کمال علیہ نسبت بروز و کون ہوا۔ ایک روز فرمایا کہ الیوم نسبتی نسبت  
المجدد یعنی آج میری نسبت مانند سنت مجدد الف صاحب ہے کہتے ہیں کہ ائمہ مرتبہ حضرت خازن الرحمۃ  
نے رسول صلعم کو چشم طاہرہ دیکھا تھا کہ شف و کرامات و عیو آپ بہت پوشیدہ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک  
برصیہ حضرت خازن الرحمۃ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ آپ کی ولادت مشہور ہے بطور خرق و عادت مجھ کو بیٹا عطا  
ہو حضرت نے فرمایا کہ تیرے بیٹا یہاں ہوگا چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ نقل ہے کہ ایک شخص کا بیٹا حالت ریح میں تھا  
تو اسکا حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضرت عیسیٰ مژدہ کو زندہ کر دیتے تھے آپ ہی وارث بیٹا ہیں۔

میرے بیٹے کے حال پر توجہ فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ تیرا بیٹا اچھا ہو جائے گا چنانچہ آپ کی دعا کی برکت  
بفضلہ اُسکے لڑکے کو آرام ہو گیا نقل ہے ایک شخص کو حضرت نے چادر عطا فرمائی وہ شخص اتفاقاً  
کسی عورت پر عاشق ہو گیا اور چاہتا تھا کہ مرکب کبیرہ ہو کہ ناگاہ چادر اگر درمیان میں حائل ہو گئی  
اور وہ گناہ سے بچ گیا نقل ہے ایک حضرت کا خادم کسی عورت پر مبتلا ہو کر مرکب بنا کا ہوا چاہتا تھا کہ  
ناگاہ حضرت کی شکل حاضر ہوئی اور اُسکے منہ پر ایک طبائخ مارا کہ وہ فی الفور اپنے ارادہ سے باز آیا  
لکھا ہے کہ ایک مدت تک اُس کے رخساروں پر انگلیوں کا نشان بنار مارو غصہ القیومہ میں حضرت نبیر  
منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک جوان امیر آدمی حضرت خازن الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا کہنے لگا کہ میر  
باغ کا ارادہ ہے حضرت نے فرمایا کہ بیٹھے رہو ابھی تکو میر باغ کہہ دیں گے یہ فرما کہ اپنا کپڑا اوپر  
ڈال دیا کیا دیکھا کہ ایک عجیب و غریب باغ ہے اور تادیر انکی میر کرتار بعد ازان حضرت جی نے وہ  
کپڑا اٹھایا دیکھا تو وہی وقت تھا نقل ہے کہ جبوقت حضرت جی نے وہ کپڑا اٹھایا دیکھا تو وہی  
وقت تھا نقل ہے کہ جبوقت حضرت درس پڑنایا کرتے تھے ایک فاختہ سانسے اگر ٹھیک جاتی اور  
جب تک پڑنایا کرتے تھے بیٹھی رہتی حضرت فرماتے کہ یہ جانور ہے ورنہ ایسی استعداد ہی کہ اگر کسی  
آدمی کی ہوتی تو ولی کامل ہوتا نقل ہے کہ ایک شخص اکثر اہل باطن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن  
مقصد براری کہیں نہیں ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ کل کو حلقہ میں با وضو حاضر ہونا  
چنانچہ دوسرے دن وہ حاضر حلقہ ہوا حضرت نے اُس پر توجہ فرمائی اسقدر موثر ہوا کہ تمام سہا بے  
خدا میں صرف کہہ گئے آستانہ عالیہ پر بیٹھ گیا اور کمالات باطنی کو پہونچ کر شرف بہ اجازت طریقہ ہوا  
تحریر فرماتے ہیں آدمی تازانیکہ گرفتار ماوون اوست تعالیٰ وساحت سینہ او بنقوش ماسوا متقن مرض  
باطن گرفتار است و اقرب او تعالیٰ و وہ چھو نگر ازالہ این مرض و دین فرصت یسازیم ہلم است مطلق فیض  
این علت مخوی در ملت قلیل از عظم مقاصد لایین مرض مربوط بنگر کثیر و شتاز و ہمارا این باطن از بوٹ ماسو  
منوط بیا و او تعالیٰ گردانیدہ یا ایہا الذین آمنوا ذکر اللہ ذکر الکثیر و سبحو بکرات و امید لا ذکر کثیر و ستے  
متحقق گردد کہ غفلت و رقاسے آن نمود کہ دین راہ سم قائل است و ممرض باطن عجز میفراید و قبل قیل علی  
مدت و حمرۃ فہم عرض کھلیۃ کلن خاتہ اکثر ما لہ کمال این ذکر نیست کہ ماسو ذکر و زساحت سینہ خست پند و کوس علت  
زندہ و از جمیع بایستہا پاک مصفا شود نہ از شادی دنیا شاو مان گرد و نہ از غم آن عکین بید کہ اگر تخلین خطا

نماید میرناید بواسطہ نیا نیکہ دل راز ماسوئے حاصل گشتہ است و ہرچہ دران شرکت نیراست -  
 شایان جناب قدس اوتعالیٰ نیست الا اللہ الدین الخالص و قال قتالی واذکر ما بک اذا نسیت ای  
 حاسوا قتالی این حالت معتبر لہذا و قدم اول بہت درین راہ سیرانی آمد اینجا با انجام پرسد لہذا نہ  
 شروع در سیر فی آمد و سیر در کمالات ہما و صفات اوتعالیٰ اتہی سلطان عالمگیر نے کہ اس  
 خاندان عابدان سے کمال خصوصیت رکھتا تھا حضرت خازن الرحمتہ کو بالتمام آپ کی آخری عمر  
 میں دہلی میں بلایا حضرت بھی لحاظ اُس اسکے اخلاص کے تشریف لیکے اور بہت دنوں تک  
 اوسجگہ مقیم رہے کہ آپ کو علالت عارض ہوئی ہر چند حکماء شاہی علاج کرتے تھے لیکن نفع نہ ہوتا تھا  
 آپ فرماتے کہ یوں استقدر تکلیف کرتے ہو آخر کار جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ ایام وصال قریب ہیں تو بادشاہ  
 سے رخصت ہو کر حضرت سرسند چلے راہ میں جب مقام سہنا لکہ پہنچے تو تاریخ ۲۷ جمادی الثانی  
 ہجری کو انتقال فرمایا۔ ان لہ وانا الیہ راجعون آپ کو بختگیر تکفین کر کے ایک پاکی میں سرسند  
 لیچے شیخ سعد الدین حضرت کے فرزند چہام سے منقول ہے کہ حالات بقراری میں میں رانگو اٹھا اٹھا کر دیکھ  
 کرتا تھا ایک بار کیا دیکھتا ہوں کہ صرف چادر ہی چادر ہے و جسم مبارک نہیں ہے کمال نظر اب ہر سبکی  
 ہوئی حضرت کی جانب متوجہ ہو کر کہا کہ بھکویتین ہے کہ اچکا جسم بھی بہشت میں گیا لیکن اسی امر سے مجھ کو  
 کمال ندامت و خجالت ہوگی پھر جو چادر میں دیکھتا ہوں تو جسم شریف موجود تھا جب سرسند میں جنازہ  
 پونچا تو حضرت خواجہ محمد معصوم کو نہایت غم ہوا فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مقبرہ میں دفن ہوں -  
 جب آپ کو قبر میں رکھا تو آنکھیں کھولیں اور حضرت محمد معصوم کو دیکھنے بہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے  
 بادشاہ چشم فرمایا کہ آپ آنکھیں بند کر لیجئے چنانچہ آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور آپ کو دفن کر دیا شہر اسی  
 سال کے آپ کی قبر کثرت بارش سے بیٹھ گئی پس تقریباً جو قبر کو درست کر دیا اتفاق ہوا تو جسم شریف  
 سے کفن بچتہ اس طرح رکھا تھا گویا کہ ابھی دفن کیا ہے اور اس میں سے خوشبو نکلتی ہے -

مقام چودہواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے فرزند ثالث خواجہ محمد  
 معصوم بلقب بہ عروۃ الثقی کے حالات میں

فرزند ثالث حضرت محمد عروۃ اللہ محمد الدین خواجہ محمد معصوم ہیں آپ کی دلاوت باسعادت رفتہ ہجری

بین ہوئی حضرت مجدد و روضی المدعہ فرمایا کرتے تھے کہ ولادت محمد مصوم مجید نہایت مبارک ہوئی۔  
 کہ جس سال میں یہ پیدا ہوئے اوس سال میں حضرت خواجہ کی خدمت میں مشرف ہوا آپ تین برس کے  
 تھے جو کلمات توحید زبان مبارک سے لکھے فرمایا کہ میں زمین آسمان دیوار حق و اشجار حق میں مہینہ میں قرآن  
 حفظ کیا گیا ہوں برس اخذ طریقہ و مراقبہ کیا چودہ ہوں برس حضرت بیان کیا کہ میں خواب میں دیکھا  
 ہے کہ ایک نور میرے بدن سے نکلتا ہے کہ تمام عالم اس سے منور ہے اور ہر ذرہ درہ میں جاری ہے  
 اگر شل آفتاب غروب ہو جائے تو تمام جہان اوس سے تاریک ہو جاوے حضرت نے مسئلہ فرمایا کہ قطب  
 ہو گا اور اس بشارت کو یا در کھنا لگتی کہ جو حضرت عروۃ الوثقیۃ ایسا ہی ہو کہ آخر کار قطب الاقطاب  
 ہوئے حضرت ان کی استعداد کی کمال تعریف فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد مصوم بالذات  
 ولایت محمدی رکھتا ہے اور محمدی المشرق ہے سولہ برس کی عمر میں حضرت عروۃ الوثقیۃ علم ظاہر  
 سے کما حقہ فارغ ہو گئے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ محمد مصوم محبوب خدا ہے اور قیاس محبوبیت  
 اس پر کرنا چاہئے کہ حضرت کو ان کی شادی کرنے کی منجانبہ المدعا جازت نہوتی تھی ہر چند استخارہ التجا  
 کرتے تھے لیکن قبول نہوتی تھی آخر کار بعد مدت اجازت ہوئی اور ظاہر کیا کہ یہ منع بوجہ غایت محبت  
 الہی جانشین تھا حضرت فرمایا کرتے تھے کہ محمد مصوم کا حال میری نسبت حاصل کرنے میں مثل حال حبیب  
 شرع و تقایہ کا ہے کہ حقدار اسکا دادا تصیف کرتا جاتا جس روز اس کا تصیف کرنا ختم ہوا اسی روز  
 اس کا حفظ کرنا ختم ہوا چنانچہ حضرت شیخ عبد الاحد وحدت نے اپنی نظم میں اشارۃً اسی  
 مضمون کو کمال لطافت و نزاکت ادا کیا ہے نظم مجدد بوصیف اولب کشاوہ بفرمودگا  
 پور عرفان نزاد بہ زعفران نوشتم ورق و در ورق بہ ہمہ خواندی از من سبق و ر سبق بہ  
 تو یک نظر زین لوح نگذاشتی بہ ہر انچہ نہاوم تو برداشتی بہ تو آخر چمن قطب دوران  
 شوی بہ زن بشارت بہاؤ آوری بہ ایک روز فرمایا کہ محمد مصوم تجھ کو اصالت  
 سے بھی بہمدہ ہے اور تیری خیر طینت میں نقیب حبیب رب العالمین بھی مندرج ہے محبوب  
 ذاتیہ جو تجھ میں پائی جاتی اسکے آثار سے ہے اور تجھ کو زمرہ شائقین ثلاثہ من الاولین و ثانیین  
 آخرین سے پاتا ہوں اور اسی طرح سے اسرار تشاہات قرآنی و مقطعات فدائی سے  
 تجھ کو حظ وافر حاصل ہوگا۔ قتل ہے کہ جب حضرت امام ربانی پر تشاہات و مقطعات

قرانی کلمے تو حضرت خواجہ محمد معصوم نے عوف کی کہ یہ اسرار چھ پر بھی ظاہر فرمائیے لیکن حضرت مجدد  
 رحمت السد علیہ اس بات پر بھی راضی نہ ہوتے تھے آخر کار جب صاحبزادہ صاحب نے بہت اصرار کیا تو  
 حضرت نے اسرار حرق ظاہر کئے رمز شناس کہتے ہیں کہ خصوصیت حرق کی اسوجہ سے کہ قق کو  
 قیومت سے مناسبت ہے اور حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب کو بھی قیومت سے مناسبت تھی حضرت نے  
 فرمایا کہ محمد معصوم خلعت قیومت تجھ کو عطا ہوا الحق کہ یہ صاحبزادہ مثل اپنے والد بزرگوار ایک تیتیان  
 عظیم العی سے تھی جہاں ظلمانی اُن کی برکات سے منور ہوا البتہ حضرت مجدد الف ثانی زینت بخش مسند شرف  
 ہوئے نکھارے کہ نولاکھ ادیبوں نے اُن کے مانتے پر توبہ کی اور سات ہزار خلیفہ صاحب ارشاد ہوئے  
 ایک ہفتہ میں اُن کی صحبت میں طالب کوفہ حاصل ہو جاتے اور ایک ہفتہ میں کمالات ولایت کو  
 پہنچ جاتا اور کبھی کبھی ایک توجہ میں طالب کو صحیح مقامات سے گذار دینے کشف مقامات الہیات  
 صحیح تھا اپنے مریدوں کو جائے دور دراز سے فرمایا کرتے تھے کہ تیری ولایت محمدی یا موسوی  
 یا ابراہیمی ہے شاہ اورنگ زیب کے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور مثل عوام الناس کے حلقہ  
 میں اگر پس و پیش کا کچھ خیال نہ کر کے جہاں جگہ ملتی تھی او س جگہ بیٹھ جاتا رعب اسقدر غالب تھا۔  
 کہ زبانی گفتگو نہ کر سکتا تھا۔ جو عرض معروض کرنی ہوتی تحریری پیش کرتا حضرت کے تین جلد کتابت یہ  
 تحقیق خواص و وفایق و مغلقات حضرت مجدد الف ثانی و پند فیصلح ہیں ایک جگہ تحریر فرمایا ہے  
 اما بعد این تذکارت ازین خستہ دل انگار بر آہیائے ہوشیار فاعتر و یا الوالایصار بدانکہ مقصود  
 از آفرینش انسان تحصیل معرفت تھی بہت جہاد و در معرفت متفاوت اقدام و در معرفت بہت اعتبار  
 استعدا و بعضا فوق بعض ہر کس در معرفت بقدر عوفان خود سخن کر وہ بہت اما آنچه جمع علیہ این طائفہ  
 علیہ است و قدر مشترک بہت و لا بد بہت در مدارج قرب آنست کہ معرفت بے قاء و در معرفت صورت  
 نے بند و پچس را گرد و اوقاء : بہت راہ در بار گاہ او کبریا از دست چاہے یقین  
 شرط ہرہ توان بہت : پس بریاران ہوشمند ناگزیر بہت کہ در حاصل کار و تقدیر و کار خود نیک  
 نائل فرماید ہر کہ معرفت مسطورہ حاصل است فطوی او شبری باید کہ این حاصل صرف امور غیر  
 حاصل نہ نماید بہت بران گمارد کہ اصل را در رنگ غل و گذار و ہر کر را ہے بمعرفت نکشودند و در طلب  
 و تقابل و ولت سر نہ اند و ناہول لہ کل الوالیل آنچه مقصود از مغلقات و بودا و استودا و امسے را

کہ درین آرزوے طلب و اشتہار بجایا در و با سوردیکہ پر دخت و تہیز چہ یکہ تخریب او خواستہ نمود و بایں  
 عمر گرامی را در ہوا از لایقینے مصروف بناخت و زمین ہتعداد و خور با وجود حصول سبب بطل گزشت  
 کمال انفصال است کہ مطلوب را درین مہلت قلیلہ با وجود دعوت بآن در اغوش کشیدہ این دعوت  
 گارخت بر بند و فردا بکام روز حضرت صہبتش درآید و بکلام جلیت زبان عار کشاید کہ عذاب بعد  
 حرمان بدتر از عذاب جہنم است چنانچہ لذت قرب وصال زیادہ از لذت حیات نہیم است فباوید علی من  
 اعرض عن اللہ و یا حسن انا علی من فی جنب اللہ دو بارہ در دنیا آندی نیست من کان فی ہذا لا اعلیٰ رضوی  
 لا خیر و اعلیٰ سبیلہ ترسم کہ بار با تہشا باند : تا دامن قیامت سما بماند : با خدا ما شرف  
 عمر کہ آیام خوابست و ہنگام درستی توے و جوارح گذشتہ میرود و از نزل عمر سپیدہ سے آید انوس کہ انسر  
 اشیار کہ معرفت الہیہ است با نزل عمر کہ مہوم محض است حوالہ نمودہ آید و اشرف عمر طرہ و مہوس کہ از نزل  
 اشیاء است صرف یا بد ہک لسوفون مقصود از خلقت ثقلین تحصیل این معرفت است وین نشاء فانیہ و  
 سبب رضاے سولائے حقیقی است و درین مہلت سیرہ و امتثال ما ابوالہوسان در پے آرزو کا مہمودہ تا  
 کے ازین دولت مطلوبہ محبوب باشم و چنبر رضاے نفس و شیطان از رضاے خداوندی جلتانہ و ورد  
 میجو کہ دیم اللہ بان الذین امنو تفتح قلوبہم لذلک اللہ و ما نزل من الحق حاج حنین مالع قوی از معرفت  
 کام آوای و ہوا پرور است و آرزو مانے لا طایل و اما فی یہودہ ہر چہ مقصود است سجدت شنیذہ  
 باشد اذایت من اتخذ الیہ ہولاء نفس قرانیت عتوہ البلیست : در نیک یک البلیست :  
 چون کنی یک آرزوے خود تمام : و تو صد البلیست زاید و السلام : ایضاً اسے برادر از صحبت ناجس  
 و مخالف اخرا از ناخ و از مجاہست بہتد عہد بگریجی معا و و رازی قدس سرہ میگویا جنتب من صحبۃ ثلاثہ  
 اصناف العیالین و الفقرا و المذہبین و المتصوفہ و الجاہلین و کسیکہ خود را بسند شیخی گرفتہ است عمل  
 بروفق سنت رسول اللہ است صلے اللہ علیہ وسلم و بجلہ شریعت مٹلی نیست زینہار از و در باش بلکہ در ان شہر  
 کہ اوست مہاش مباد کہ بر و رایام و از یاد میلانے پید آید و خلل عظیم در کار خانہ اندازد و او ز ولایت پہنا  
 وادی است از براے شیطان ہر چند از انواع خوارقی عادت بینی و از دنیا بظاہر بے  
 تعلقش یا ابی قہان من صحتہ اکثر ما من الاسد سید الطایفہ جنیدی بعد ادوی قدس  
 سرہ سیفر باید الطریق کھما سد و لا الا علی من اتقی اللہ و اللہ معہ اللہ تعلق علیہ و اللہ

وسلم نیز فرموده من لم یحفظ القرآن ولم یتب الحدیث لا یقنن فی بہ فی ہذا نشان لان عمالہا مقید با  
 الکتاب والسنۃ و ہم کفتم ان طریقی السادات المقربین المصادقین السابقین مقید بالکتاب والسنۃ قسم  
 الصوفیہ علی الحقیقۃ والعلماء العاملون بالشیعہ والطریقۃ وہم وارث النبی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ  
 والسلام والمتبعون فی اوالہ و اخلاقہ و افعالہ و افاض اللہ سبحانہ علینا من بركاتہم کمرینوب  
 کہ تہا ون ادا بنبوی قارک سنن مصطفوی را علی مصدرنا الصلوٰۃ والسلام زینہا عارف  
 خیال کنید و فریتہ بتل و انقطع خوارق عادات و تشوید و شیعہ زہد و توکل و معارف توحید  
 او نگردید کہ فرق مبطلہ مثل جہود و نصاری و جویہ و برہمہ و دین امور با فرق محمہ شرکت دارا ابو عمر  
 بخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتہ است کل حال لا کون عن نتیجہ علم دان جل فان ضارہا علی اجبۃ اکثر من  
 نفعہ یل عنہ بالصوف قال الصبر تحت الامر والنفی بدارکار بر اتباع شریعت است و معاملہ بجا  
 مربوط باقتضای اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زہد و توکل و تبتل بلا تبیت او علیہ السلام  
 نامقبول است و اذکار و اشواق و اذواق بے توکل او علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر مامول بدار خوارق  
 عادات بر جوع و ریاضت است معرفت کار سے ندارد و عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 فرمود من قہاون بالکذاب عوقب بجرمان السنن ومن قہاون السنن عوقب بجرمان الفرائض ومن  
 قہاون بالفرائض عوقب بجرمان المعاصی والہذا قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المعاصی یبید الکفر  
 سلطان وقت شیخ ابو سعید ابو الحجاز گفتند فلان کس در ہوا میر و گفت ز عن و گس نیز در ہوا میر و  
 گفتند فلان کس در یک لحظہ از شہر شہر سے میر و گفت شیطان و کنیض از شرق مغرب میر و دین  
 چین چیز بار پس قیمت نیست مرد آن بود کہ در میان خلق بپشند و داد و ستد کند وزن خواہد با خلق و  
 آیز و یک لحظہ از خدا عز و جل غافل نباشد از قدہ اہل اللہ و در بار سے پرسیدند از سیکہ لاهی میشود  
 و میگوید کہ این مراحل است چہ کہ من بدرجہ رسیدہ ام کہ اختلاف احوال دین تاثیر نیکند و احوال  
 اسے تحقیق رسیدہ است و لیکن بچشم رسیدہ ابو سلیمان و آرا سے قدس سرہ میگوید۔ سراجا وقعت فی  
 قلبی نکتہ من نکات ایا ما فلا قبل منہ الا بشاہدین ما ید من الکتاب والسنۃ و ورحدیث آمدہ است  
 اصحاب البدعۃ کلاب النار و نیز آمدہ است من عمل بدعۃ مولا الشیطان فی العبادۃ و اتقا  
 علیہ المنعوع والیکما و اگر کتاب سے بوقوع آید زود تدارک آن بہ توجہ استغفانای گناہ پوشیدہ



را توبه پوشیده و گناه آشکار و توبه آشکار و توبه را بر وقت و دیگر نیندازی مقبول است که گرام الکاتبین  
تا سه ساعت در نوشتن گناه توقف میکنند اگر صاحب گناه درین میان توبه کرد و آنرا بنویسد لا  
وردیوان اعمال او را شبت بیمایند و جعفر بن شبان قدس سره گوید غفلت عن توبه ذنب و مکثه شر  
من از تکابه و اگر باین زودی توبه بپوشد و هرگاه توبه نماید پیش از آنکه معامله بفرغه رسد مقبول است  
و در حدیث آمده است که ان الله یبسط یداً با ایل للیتوب مسی النھام و یبسط یداً با  
النھام للیتوب مسی اللیل باید که درج و تقوی اشعار خود کند و در نهیات و شبهات قدم  
نهند که درین راه التها از انواعی پیش از اتیان و امتثال او ترقی بخش و سودمند است و در  
هر امر که دل تو بایستد آنرا بگذارد و مرتکب آن بر تقوی نفس مرو در امر مردود و دل را متقی ساز  
الحلال بین و الحرام بین فدع ما یریبک الی یریبک ازین حدیث مفهوم میشود که چاکه شک  
و دل ایستاده آنرا باید گذشت و اگر شک نیاید از کتاب محفوظ است فارق و دیگر بر سه کیسه با امور  
مشتبیه مبتلا گردد و آنست که دست خود را بر سینه یا بر دل خود بگذارد و اگر ساکن یابد و در آن اقدام  
نماید و اگر مضطرب یابد خود را یکسو کند جمیع طاعت و عبادات خود را متهم دارد و خود را از  
آوازه حق آن مقصود اند و دیگر از هر قوه خود و خیال خود که اختیار کند مش تجارت و مانند آن  
مانع نیست بلکه مستحسن است که سلف اختیار آن کرده اند و در حدیث فضائل کسب بسیار است و اگر  
بر قدم توکل نشین هم زیبا است لیکن بشرطیکه از کسی طمع نداشته باشد از محمد بن سالم پرسید و نحن  
متعابدون با الکسب یا التوکل فقال التوکل حال رسول الله صلی الله علیه و سلم و الکسب سینه  
رسول الله علیه و سلم و انما سنی الکسب من ضعف من حال التوکل و سقط من درجه الکمال  
التي هی حاله علیه الصلوٰۃ و السلام فمن اطاق التوکل فالکسب غیر مباح له الا کسب اعتماد من ضعف  
عن حال توکل التي هی حال رسول الله صلی الله علیه و سلم ای چه طلب المعاش و الکسب  
مثلاً یقطع عن درجه حال علیه و علی الہ الصلوٰۃ و السلام ابو محمد بن مازن قدس سره گوید  
التقوی مع الکسب خیر من خلواته عنه و در خوردن طعام اعتدال نماید نه التقدر خوردن که  
کسل و طاعت پیدا آید و همزه ساز و نه التقدر قلت نماید که از او کار و طاعت باز ماند حضرت  
خواجہ نقشبند قدس سره فرموده اند لقمه را چوب بخورد و کار خوب بکن بالجمله مدار کار طاعت است هر  
قدر که خداوند مبارک است و آنچه که محل این کار خانه است ممنوع است و در جمیع افعال و حرکات که در دنیا

مرعی بدارد و در هیچ عمل ثابت صالح دست ندهد همما اکن اقدام او نماید و بعزت و خاشوعی راغب بود  
 و در حدیث آمده است الحکته عشرة اجزاء تسعة فیها فی الغزاة واحد منها فی الصیحة و اختلاط بطور  
 تقدیر ضرورت کند و سایر اوقات را مراقبه و از کار بسربرد و وقت کار است هنگام صحبت و نشستن و پیش  
 است مگر صحبت که بر سه افاده او استفاده بود که محمود بلکه لابد است و همچنین صحبت و نشستن با اهل الطریق  
 بشرط غائی بودن بایکدیگر و سخن لایعنی در میان نیاوردن نیز سخن بلکه در بعضی اوقات از عزت را  
 حج است و بمخالف طریق خود صحبت نباید داشت و بهر نیک و بد کشاده پیشانی باید پیش آمد باطن خواه  
 مبسوط بود خواه منقبض و هر که بعد پیش آید عذر او را قبول نماید و غلط نیکو و هشتم باشد و اعتراض بر کسی  
 کم کند و سخن نرم و ملایم گوید بچکس را لعنف پیش نیاید مگر از برای خدا و عزوجل شیخ عبد الله قدس سره  
 گفته است که در ویشی نه نماز و دره است و نه احیای شب است اینجه اسباب بندگی است و در ویشی  
 نه برخیدن است و نه بخلا نیدن اگر این حاصل کنی و صل گروی از محمد بن سالم پرسیدند جاذب است  
 الاعلیاء فی الخلق قال بلطف لسانهم و حسن اخلاقهم و نباشت و جودهم و سخاوت انفسهم و قلت  
 اعترض و قبول عن سر من اعترض الیهم و تمام الشفقه علی جمیع الخلق و در سخن گفتن رعایت ظلمت  
 باید کرد و خواب بسیار نباید نمود که دل اسیر نه و جمیع امور خود را بحتی تمام سپارد و خود در خدمت  
 باش تا از تدبیر امور فارغ فاشی و چون دل تو یکجانب باشد جمیع امور ترا کفایت خواهد کرد و نیز بندنا  
 خود را بر تو آسان سازد که با امور تو قیام نماید بالجهد او را باش و الا با باش بتدبیر نفس خود مشغول شو  
 بر چکس اعتماد بر فضل پروردگار نمائی با حیا و فرزندان سلوک نیک باید کرد و اختلاط بقدر  
 ضرورت باید نمود که حق اینها بر ذمه واجب است و موافقت با اینها نباید پیدا کرد تا سبب احوال از  
 خجابه مقدس نشود و احوال باطن به نا اهل و انمود و با اهل هما صحبت نباید داشت و در جمیع احوال صفت  
 را باید گردید و از بدعت همما اکن احتراز باید نمود و در زمان بسط حد و شرحه را نیک رعایت باید کرد و از  
 جانب آمد و رفت و هنگام قبض امیدوار باید نمود و دل تنگ و مایوس نباید شد ان مع العسیة فان مع الیسر  
 و در شدن در غایت کند که یکسان باشد و در وجود مدام یک نظر بود بلکه در عدم متیج باشد و در وجود مظهر  
 اناب و سعید احوالی قدس سوزن خلاق نظر پسند گفت خلاق فقر اسکون است نزد نقد و مظهر نبی و جود است  
 پیروم و وحشت نزد و فرجها و در عبادت نباید نشود و بر عیوب مردم نظر نکند و محبوب خدا محاوره نظر دارد و خود را

ریح مسلمانی فضل ندیم و محمد را فضل از خود نگارده و هر کدام از سبیلان چنان اعتقاد داشته باشند که گشایش  
 کار من از برکت نفس و دعائے او تواند که شود و اسیرال حقوقی بود و بر سلف را همه وقت لحاظ داشته باشد و  
 بصفت اهل غربت و فقر دستگشت را غیب بود و غیبت بچشم نکند بلکه غیبت کننده را محال کن مانع آید و امر  
 معروف و نهی منکر را بشنود گیر و بر اتفاق مال حریص بود و از ایتان حسانت خوشوقت بود و از ارتکاب سیئ  
 و ور باشد و از فقر ترسیده و ننگدل نه نماید و از قلت معیشت در بار نبود که هنگام عیش و پیش است  
 از العیش الا آخره - تنگی اینچنانچ وسعت آنجاست در خدمت فقر او خوان دینی خود را معاف  
 نماید داشت ابو عبد الله خیف رضی الله تعالی عنه گوید یاری از یاران همان من شده اتفاقا او را غلت  
 شکم در گرفت و من خدمت او را بخود گزافتم و خدمت او را بیکدم و تمام شب طشت از پیش بر میداشتم یکجا  
 مرا پیشه کرد و مرا گفت فمت یلعنک الله - یعنی بخواب رفتی لعنت کناد ترا خدا تعالی از من بزرگوار  
 که نفس خود را چگونه یافتی نه گاسیکه او ترا لعنت الله گفت گفتم چنان یافتم که مرا رحمت الله گفت و بجاییکه  
 نرسیده به تقریب در آن تکلم کن و خدمت صوفیه را با دای کن تا از برکات شان بهره و در گردی - الطایفه  
 ادب ریح با ابی خدا نرسیده شنیده باشند بالجمله خاک بے وجود شده خدمت اینها با لکی اقدام نمایند و الله  
 در حق صاحبیت این بزرگواران نکند که درین صورت احتمال ضرر غالب است نفع موقوف ابو بکر بن سعد  
 رضی الله تعالی عنه گفته است هر که صحبت صوفیه راگزیند پس صحبت با آنها دارد بے نفس و بیدل و بے  
 ملک و هرگاه پیغمبر از او شایه خود نظر کند او را از رسیدن مطلوب باز دارد و سر طلب حق ملل عا خدا را  
 آرام نده و مضطرب باش ابو بکر طسانی رضی الله تعالی عنه گوید تصوف اضطراب است چون سکون آمد تصوف  
 نماند عجب را بے محبوب آرام نیست و با سوار و انس و الفت نه همواره از سر او این ندا سر میزند شعر پیوسته  
 کنم فیه و دل را که مدام به دل ترا میطلب دید و ترا نخواهد به مرید را بدین صفت باید شد که درین آیه کریمه است  
 حتی اذا ضاقت علیهم الارض جارجبت و ضاقت علیهم الفسیم و ظنوا ان لا علیا من الله الا الله  
 چون تپش ابدین مرتبه رسید و تمام روئے زمین باین فراخی بر دے تنگ تاریک شود تحیل که بحر رحمت  
 در جوش آید و آن شیفته فغان بر باد دهد و از دے بهانه و در غلوتخانه و دشتش جا بدید بیست  
 و دیم ترا از گنج مقصود نشان به گرامزیدم تو شاید برسی به اناس این مسکین از اشال شما دوستان است  
 که این محور عاصی را از دوعائے مرجعه خویش فراموش نکند و از گرم عیم او تعالی در خواستد که این گناه

کار تباہ کار فرما کے قیامت در قتلے عاصیان مرحوم داخل باشد شہر کجا باؤ کجا زنجیر زلفش بدعجب  
دیوانگیها در سرفرا و سبحان سربایک سحاب الغر حاصیفون و سلام علیہ الم سلین والحمد لله  
سحاب العالمین ایضاً این درویش در وقتے از اوقات از موجودات عالم ارکان شل زمین و سحاب  
و ایمان و شمس و نبات و حیوان استفسار نموده کہ آنکہ از باب وحدت وجود و در سراپائے کما مشہور  
مشاہدہ مطلوب اثبات ینماید راست است و مطلوب و رثما جلوہ گر است ہمہ جدا جدا تقدس و تنزیه  
اولیائی کردند و نمودند کہ بر ما این تہمت سہید مارا چہ یارائے آنکہ دعوی منطہری و مریت او نایم  
او سحاب بآن علوشان تشریح چگونہ بردارنا ظهور فرمودہ باشد منہ تہمت سایہ بر آفتاب نہ خود را خالی بھن  
و سافح صریح و نمودند حقیقت آسمان پیش از حقایق دیگران ازین دعوی تبری نمودہ کمال اظہار بحج  
نوزاری و ذل پیش آمد و چون جماعت بان بیچارہ سرگردان امور عجیبہ واقع منتسب میدانند و ارجاع  
حوادث کوئے و اسماں آن یا و ینماید ازین حجت القدر استیلا بہت خداوندی جل سلطانہ فرو گرفتہ  
بود کہ بیان آن نمیتوان نمود از ترس و فحالت گداختہ و آب شدہ میرفت و برین آثاء آفتاب از عابدان  
خود نیربری کردہ نمود کہ این جماعت مرا شرمندہ و رسوا ساختہ اند زمین باین نامردی و سرگردانی داینہا  
و برین مقام ایضاً قیوم و برین عالم خلیفہ حق است جل و علا و نائب مناسب او و اقطاب و ابدال در  
دایرہ ظلال و سہ مندرج اند و افراد و اوتاد و در محیط کمال او مندرج ہما افراد عالم بوسے روئے مدینہ  
و قبلہ توجہ چہ انیان اوست و اندیاندند بلکہ قیام عالمیان بذات اوست چہ افراد عالم چونکہ مظاہر احوال  
وصفات اند ذاتے در میان شان کارکن نیست مگر اوصاف و احوال و اوصاف از ذات چارہ  
نیست تا قیام شان باتن بود و عادت الد جاری است کہ بعد از قرون متداولہ عارفانہ رانیبے از  
ذات ارزانی و ہشتاد ویرا ذاتے عطا میفرمایند کہ بحکم نیابت و خلافت قیوم شیار سیکہ و دوشیا  
بوسے قائم باشد حضرت حرمین شریفین بھی تشریف لیگئے اور وہاں بانفوح الغمامات حضرت  
حق سبحانہ نعلائے و رسول صلعم مستعد ہو کر جب حضرت جہاز سے اُترے اور خشکی کا سفر اختیار کیا  
ایک روز فرمایا کہ آج کعبہ اپنی جگہ سے منتقل ہوا اور میری جانب تبسم کنان نباشت تمام اگر لنگیر ہوا  
جب کہ شریف مین مقیم تھے فرمایا کہ امورات عجیبہ و غریبہ ظاہر ہوتے ہیں اکثر اوقات یہ دیکھتا ہوں  
کہ کعبہ حسنا و مجہ سے گلے لگ کر ملتا ہے اور باشتیاق تمام ہاتھ چومتا ہے بلکہ ایک روز ایسا معلوم ہوا

کہ مجھ سے بغل گیر ہو کر سخت دبوچا فرمایا انہیں ایام میں ایک روز معلوم ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات  
لکھنے شروع ہوئے اور اس قدر پھیلے کہ تمام اشیاء پر مسلط ہو گئے اور تمام صحرا و دست بھر گئے چنانچہ  
اس امر کے دریافت سے معلوم ہوا کہ مجھ کو اپنے سے اخلاص اور کعبہ حسناء سے تحقیق ہو گیا ایک روز  
حضرت اہل محلے کی زیارت کو تشریف لے گئے جب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی قبر پر تشریف لے گئے  
فرمایا کہ بحر النور منور بن ہے اور کمالات صحبت خیر البشر صلعم تابان و درخشان ہیں اسکے بعد حضرت ابی ہریرہؓ  
حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مزار پر گئے اور بعد مراقبہ طویلہ فرمایا کہ حضرت امہات المؤمنین اسقدر عنایات  
پیش آئیں کہ ایسی عنایات کسی نے نہیں کی تھی بلکہ کمال نوازش پر وہ سے باہر تشریف لاکر فرمایا کہ فلاں  
شخص کو یہ عطیہ دواور یہ نعمت بخشو جب حضرت حج سے فارغ ہوئے معلوم ہوا کہ فرشتہ نے کاغذ اجرو  
قبولیت حج و خطی و مہری مجھ کو عنایت کیا ایام اقامت کہ منظمین حضرت کے بڑے بہائی خواجہ محمد سعید  
صاحب کی طبیعت سخت علیل ہوئی حضرت نے انکی شفا کی واسطے دعا مانگنے کو ہاتھ اٹھائے کیا دیکھا کہ  
ہزار ہا اقسام مخلوقات بلکہ جمیع خلائق اسماء و لطافت اصول و ظلال نے بتیت میرے اٹھائے  
تھے کہ دعا قبول ہوئی اور انکو صحت حاصل ہوئی ایک روز حضرت نے واسطے حصول بعض کمالات  
کے کمال تضرع و التجا کی اور بعد دعا فرمایا کہ مالعبدا الا اسرا دات بجز داس خطرہ کے شرح صدر کمال  
سبط ہوا اور معلوم ہوا کہ خلعت عبودیت عطا ہوا ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ خلعت ارشاد کمال  
علو شان عطا ہوا اور اپنے تئیں مقام ارشاد سے کمال مناسب پایا اور یہ بھی دیکھا کہ دوات قلم لاکر  
سامنے رکھا گویا کہ منصب وزارت عطا ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ خلعت وداع ہے ایک روز حضرت باجی  
ہوئے کہ معاملہ ارشاد قائم رہے یا ترک کر دیا جاوے کس امر میں مرضی ہے معلوم ہوا کہ قائم رہے  
اور ترک ہرگز مرضی نہیں ہے حضرت مکہ مشرفہ میں بعد معاوت طایب مبارک ایک روز مصلائے  
مان کے پر حلقہ فرماتے تھے کیا دیکھا کہ گویا ایک خلعت جلیل القدر کہ کثرت ضیاء و شعثان سے ایک نور  
معلوم ہوتا تھا عطا فرمایا اور آواز آئی کہ حق سبحانہ تعالیٰ یہی لباس یا اسکے مناسب پہنتا ہے چنانچہ حاشیہ  
قدسی میں آیا ہے اکبر یا وروائی و الغلی لارسی بعد اذان حضرت مدینہ منورہ میں روانہ ہوئے جس روز  
وہاں پہنچا تھا اوس روز شب کو کثرت شوق سے نیند نہ آئی صبح کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور  
کمال عنایت حضرت صلعم معاینہ کیں جب سوا جہ شریف میں پہنچے حضرت رسالت صلعم حجرہ سے

باب تشریف لائے اور اگر تفکیک ہوئے فرمایا محسوس ہوتا ہے کہ وجود شریف حضرت رسالت صلعم  
عرش سے فرش تک مرکز جمیع عالمیان ہے ہر چند کہ وہ اب مطلق اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کی کو فیض  
پہنچتا ہے وہ حضرت کو توسل سے پہنچتا ہے اور مہات ملک و ملکوت حضرت کے امتام سے انظر پائی ہیں  
اور معلوم ہوتا ہے کہ شب و روز انعامات کا فہم مخلوقات پر روضہ مطہر پہنچتے ہیں اور اگرچہ حضرت  
خاصیت - ماہر سنانک الامام حجة الامم المین ہیں مگر مستثناء و عطمت بھی کہ لازمہ محبوبیت جوہر  
اتہ پائی جاتی ہے اور اس واسطے حضرت کی خدمت میں عرض خلیج کو توسل کی ضرورت ہوئی ہے ایک  
روز فرمایا کہ آج عجیب اسرار درمیان آیا کہ اسکو باشارہ بھی بیان نہیں کر سکتا، اور اگر کچھ بیان کر دوں  
قطع العلوم و فوج المعلوم ہوا وہ یہ کمون و بروز کی طرف اشارہ ہے فرمایا کہ اگر شیخ کامل چاہتا ہے  
کہ اپنے جملہ کمالات کسی اپنے مرید صادق میں افاضہ کرے تو اپنے سنی غایب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے  
اسوقت جملہ کمالات پر کے اس مرید میں ذرہ ذرہ آجاتے ہیں اس حالت کو کمون و بروز کہتے ہیں فرمایا کہ  
ایک روز خواجہ کریم میں نظر اٹھا کہ ایک خلعت سرخ رنگ عطا ہوا معلوم ہوا کہ یہ عطیہ حضرت صدیق اکبر  
ہے پر ایک اور خلعت زرد عطا ہوا کہ عطیہ حضرت فاروق اکبر ہے اور وہاں آتے وقت ایک اور خلعت  
سبز رنگ عطا ہوا کہ یہ رحمت خیر البریہ علیہ و علیٰ آلہ ان صلواتہ والسلام و تحت ہر ایک روز حضرت جنتہ البقیع  
تشریف لگے حبیب و مان سے واپس مراجعت فرمائی فرماتے لگے کہ جس قبر پر جا کہ بیٹھتا تھا صاحب قبر کمال  
عنایت پیش آتا اور جس قبر پر جائیگا ارادہ ہوتا اون کو مستطہر پاتا تھا اور ہل قبور میری ملاقات کو اس طرح جمع  
ہوتے تھے جیسے کہ ہمان عزیز کیوا سٹے ہوا کہ تے میں جب حضرت عثمان کی زیارت سے فارغ ہوا ایک خلعت تارہ  
پایا معلوم ہوا کہ یہ عطیہ حضرت عثمان سے ہوا کہ بعد میں حضرت امیر ایم علی آبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر گیا  
و یکبر یہ طرط چلے اور بیٹ گئے اور گودین بیٹ گئے اور کمال مہربانی سے معاف کرتے ایک صحن نور پر  
نور دیکھنے میں آئے اور کیوں نہ ہوتے کہ وہ جگہ گوشہ رسول صلعم میں جھکے واسطے فرمایا دعا شکان بنیا  
حضرت فرمایا کہ ان کے ظہور نہت اور عنایت سے اس قدر انت آئی کہ امید نہیں کہ جائے اور اسی طرح سے  
اور جو اصحاب مثل عبد بن مسعود و انسجہ مدفن میں سب چنایات لہما ہر اتفاق بشیر پیش آئے بعد ان  
امام اجل مالک بن انس کے مرقد پہنچا کیا و کیا ہوں کہ ثباتی تمام یہ طرٹ آئے ہیں اور کمال انبساط  
ملاقات کی بعد از ان مہربانی و عنایات ازواج مطہرات خصوصاً حضرت صدیقہ بدرجہ کمال پائے

گئی اور علی ہذا القیاس شققت حضرت زہرا بتول علی ایہا وعلیہ الصلوٰۃ مفہوم ہوئے اور شققت اہل بیت ونبات مطہرات امیر المؤمنین حضرت عباس و حضرت حسن اور امیر کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خارج از تعداد پائی گئی بعد ازاں فرمایا کہ وہاں میری نسبت نے عجیب ظہور پیدا کیا محسوس ہوا کہ تمام فرش سے عرش تک نور نسبت جھریا اور کونات عالم صفت بصف گرد میرے کھڑے ہیں اور انواع فیوض و برکات خلافت الطیف اس درویش کے پہنچتا ہے اور تمام مخلوقات کیا اولیا کیا غیر اولیا اس ضعیف سے منتظر حصول برکات و ترقیات ہیں بقدر ظہور نسبت بڑھتا جاتا تھا میں شرمندہ ہوتا تھا کہ حضور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور نسبت کے ظہور کرنے کا کیا موقع ہے لیکن چونکہ یہ حالت بھی نہیں کی عنایت اور اثر و برکت سے حق اس واسطے خوشی بھی ہوا تھا جب یہ منورہ سے چلنے لگا تو رخصت کے واسطے مسجد میں گیا اور حزن فراق و دلح سے رونے لگا کہ اسی اندوہ میں حضرت رسالت خاتمت کمال عظمت و شہمت مجھ کے میرے تشریف لائے اور ایک سو تاج شانامہ کا اوپر طوطہ شہر لگا ہوا تھا میرے سر پر رکھا اور معلوم ہوا کہ یہ خلعت فاضلہ ہے کہ حضرت کے بدن مبارک سے جدا ہوتا ہے غرض کہ با انواع سرفرازی مشرف ہو کر والہ تشریف لائے حضرت کے تفرقات زاید از حد ہیں مگر اس جگہ بمقتضائے ماکان دیدار کلاہ کا یتھاک کلاہ زیر قلم آتے ہیں اعظم تصرفات سے تو یہ ہے کہ حضرت اپنے فرزند کو ایک توجہ میں ابداً قلب تالافتین پہنچا دیا نقل ہے کہ ایک جوگی جادہ سے آگ باز دہ دیتا تھا اور لوگوں کو اس شہدہ سے فریفتہ کرتا حضرت کو یہ بکر غیث آئی اور بہت سے آگ جلو کر اوپر بار کوئی بردا و سلا تا علی ایہہیم دم کیا اور ایک شخص کو فرمایا کہ امین بیٹھ کر ذکر چنانچہ وہ بیٹھ کر مشغول ذکر ہوا اور آگ اوپر گلزار اہلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گئی نقل ہے ایک شخص نے کابل میں خواب دیکھا گویا حضرت نے مجھ کو تبرک عطا فرمایا ہے مہیا رہا ہوا تو تبرک موجود تھا۔

نقل ہے کہ چند شخص حضرت کی خدمت میں راہ دور دراز سے حاضر ہوئے حضرت نے ہر ایک کو ملبوس خاص عطا فرمایا لیکن ایک شخص محروم رہا جب وہ اپنے مکان پر مع رفیقان پہنچا اہل کو اپنی محرومی کا نہایت افسوس ہوا اور اسی حسرت میں تھا کہ ناگاہ خل و شور حضرت کی تشریف آوری حضرت کا بلند ہوا اور آدمی استقبال کیا اسلئے چلے وہ شخص بھی بخوشی تمام روانہ ہوا جب بیرون شہر پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ حضرت اپنے کھوٹے پر ہوار میں اسکو دیکھ کر فرمانے لگے تو کیوں اتر رہا ہوتا تھا۔ یہ تبرک



لے اور کلاہ شریف ماتہ میں دیدی بھر دکلاہ دینے کے حضرت نگاہ سے غایب ہو گئے اور کلاہ شریف اس کے ماتہ میں رہی ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ نگاہ خادم سے لوٹ لیکر دیوار سے مارا چا پچھو وہ لوٹا گیا اور ٹوٹی سے وضو کیا حاقین اس امر کو ذہن نشین رکھا مدت کے بعد ایک سو واگرایا اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں بنگالہ کی طرف ایک صحرائین تھا کیا دیکھنا ہوں کہ ایک شیر میرے طرف غراتا چلا آتا ہے دیکھ کر بنایت خوف ہوا کہ نگاہ حضرت کو دیکھا کہ ٹوٹا لے آئے اور اس شیر کے پیچیدگی کر زور سے مارا بارہ ہزار روپیہ نذرانہ حاضر ہوا اور نہایت اخلاص سے پیش آیا حضرت نے اس بشارت سلطنت می اس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو کھ بھی دیں چنانچہ حضرت نے اس کو کہلایا۔ فوقہ کما قال گوہر اس کی ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میرے بہانی اور رنگ زیبینے بارہ ہزار روپیہ کو سلطنت خریدی ہے۔

نقل ہے ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے ہمارے ماتھوں سے بالکل جاتا رہا نہ کام دنیا کرتا ہے نہ عاقبت حضرت اس کو سمجھا فرمائیے اس نے کہا۔ وہ کوئے نیکنامی مارا گذر نہ داند۔ اگر تو نے ہندی تبدیل کن فضا حضرت نے فرمایا کہ ہنسنے تیری فضا تبدیل کی چنانچہ وہ فی الفور ناب ہوا اور خیال عشق جاتا رہا نقل ہے کہ ایک مرتبہ کی سواری میں ایک سید براہ ادب آگے آگے پایادہ چلے جاتے تھے ازو عام غلاق سے کسی جگہ ایک گلی میں گر پڑی دل میں خطرہ گزرا کہ میں سید اور ایسا ذلیل سواری میں جا رہا ہوں بجز واس خطرہ کے حضرت نے فرمایا کہ سید صاحب مینے آپ سے کب کہا کہ آپ سواری پایادہ چلکر ذلیل ہوں وہ بیچارہ اس خطرہ سے تاب ہوا نقل ہے کہ ایک شخص بیمار تھا اور ہر چند علاج معالجہ کیا لیکن نفع نہ ہوا حضرت رجوع کیا۔ اور عرض کیا کہ حکما و ظاہر کے علاج سے امید شفا نہیں آپ دعا فرمائیے کہ صحت ہو فرمایا کہ خاطر جمع رکھو۔ انشاء اللہ تاملے آرام ہوگا اور پس ماندہ وضو کا پانی پلایا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ آرام ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص کی آنکھیں دکھنی آئیں ہر قسم کا علاج کیا لیکن فائدہ نہ ہوتا تھا ایک شخص نے اس سے اپنی ایک مجرب دوا کی معرفت کی اس بیچارہ نے اس کا استعمال کیا بجز دنگانے کی ہلکی آنکھیں بالکل جاتی رہیں کہ اسی اثنا میں حضرت حج سے واپس تشریف لائے یہ بھی کہ کیا ناقدہ کپڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا اور لعاب دہن

اُس کی آنکھوں پر لگا کر فرمایا کہ اسی طرح گھر چلا جا ورنہ جا کر آنکھیں کھولنا چنانچہ اُس شخص نے ایسا ہی کیا آنکھیں جو کھولیں تو بینائی موجود تھی نقل ہے کہ اترانا علی شاعر کی طبیعت شاعری میں مناسب نہ تھی اور میلان دل اس جانب تھا ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض فرمائی الضمیر کیا آپ اس وقت وضو فرماتے تھے وہی بانی پلایا بجز درپینے کے طبیعت میں وہ سوز و غم و شوقی پہلو تھی کہ سبحان اللہ چنانچہ کہتے ہیں **سے** باین شوخی غزل گفتن علی از کس نے آید بہ بایران میفرسیم ناکہ میگوید جواش را بہ نقل ہے کہ ایک حضرت کا داماد ایک اور عورت کی جانب متوجہ ہوا صاحبزادیوں نے اس امر کی حضرت سے شکایت کی آپ کی زبان سے یہاں تک نکلا کہ مرا یک صاحبزادیوں نے عرض کی کہ جتنا ہے فرمایا کہ بس اب جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اب ایمان کی دعا کر و چنانچہ اُس کے تیسرے چوتھے دن اُن کا انتقال ہو گیا۔ **نقل ہے** کہ حضرت کے خادموں میں سے ایک شخص نے ایک دو کسی امیر بودی تنہا وہ دو ناموافق آئی امیر نے چاہا کہ اس کو ایذا پہنچائے یہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں جلیبسون فلان امیر کو روادسی تھی اسکو نقصان ہوا وہ مجھ کو تکلیف دیا چاہتا ہے آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ پہلے تو طیب نہ تھے لیکن اب تو طیب بنے گئے جاؤ اس کو دوا و دوا فائدہ کرے گی اور آئندہ سے جو دوا دو گے آرام ہو جایا کرے گا چنانچہ بازار سے کچھ دوا لیکر اس کو دسی فی الفور آرام ہو گیا **نقل ہے** کہ حضرت کے خادم کے چچ مہمان آئے اُس کے پاس کچھ موجود نہ تھا وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور خاموش بیٹھا رہا کہ اتنے میں آپ آئے اور حضرت کے ہاں کا معمول تھا کہ حاضرین کو دس دس آنپ دیئے جاتے تھے چنانچہ حضرت نے اُس شخص کو بلا کر اپنے ہاتھ سے دس آنپ دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا حصہ ہے پھر دس اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے ایک مہمان کا حصہ ہے دس اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے دوسرے مہمان کا حصہ ہے عرض کہ ہوں کا حصہ سطح دیا اور بعد ازاں چچ اشرفیان حبیب دیکر فرمایا کہ تم بجائے فرزند کے ہو جس وقت ضرورت ہو کرے بے تکلف خانقاہ سے لیا کرو اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تنگی مہل بفرغت ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس شخص کو کمال فراغت ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد مصوم علیہ الرحمۃ کے وضع و عبادات و عادات

حضرت تمام قدم۔ پیرانہ کم گندم رنگ کشادہ ابرو بلند بینی تہی انگلیں بڑی بڑی ڈاڑھی سفید تہی تمام اعضا کمال  
 خوبصورت اور خوش شکل تھے لباس میں جذبہ لطافت و انمول کے پہنا کرتے تھے اور کبھی ہندوستانی لباس  
 جاسوسی پہنا کرتے تھے غلام سر پہ باندھتے تھے لباس عمدہ پہنتے تھے ثلث یا راج شہب باقی رہے نماز  
 شیعہ کو کہتے تھے اور بحال احتیاط و آداب استقامت سے فارغ ہو کر نماز شہد کرتے اور آٹھ رکعت  
 سے کم نہ پڑھتے اور اوس میں تہذیب و تربیت بیک نہ لگاتے قرآن مجید کرتے اور دین اشبہ میں ختم  
 کرتے شب ادائیہ سورہ فاتحہ سے سورہ آل عمران کی آیت والحمد للہ رب العالمین و مافی اللہ من و  
 الی اللہ ترجع الامور تک پڑھتے دوسری شب کو دیان سے لیکر سورہ مائدہ کو ختم کرتے تیسری شب بن  
 سورہ انفاس سے سورہ توبہ کی اوس آیت تک من الذین اذنا لکتاب حی یعطوا الحزنیۃ عن ایدہم صاعود  
 چوتھی شب کو طمان سے لیکر سورہ ختم فرماتے پانچویں شب کو سورہ ابراہیم سے سورہ طہ ختم فرماتے چھٹی  
 کو سورہ نمل ختم فرماتے ساتویں کو سورہ قصص سے سورہ یسین ختم فرماتے آٹھویں کو صفات سے ختم ختم  
 فرماتے نویں کو سورہ محمد سے سورہ تحریم ختم فرماتے دسویں کو سورہ مبارک سے والناس تک پڑھ کر  
 پہر اول رکوع میں الم پڑھتے اور جس جگہ آیت سجدہ آتی اور جگہ سجدہ فرماتے اور بعد ہر دو گناہ مراقبہ بخفوض  
 تمام فرماتے و استغفار و کلمات تسبیح و تحمید و تمجید پڑھتے اور بعض صاحبزادوں کو جو حرم سرا میں  
 ہوتے توجہ فرماتے بعد اذان آرام فرماتے کہ تعجید میں النون دلق ہو۔ پہر جو وقت صبح کی اذان ہوتی آٹھ  
 اور استیجا و وضو کمال احتیاط کر کے دو رکعت سنت پڑھ کر توجہ مسجد ہوتے اور وہاں خود امامت کر کے  
 فرض پڑھتے بعد اذان دعوات ماثورہ پڑھ کر توجہ قوم ہوتے اور دعا مانگتے بعدہ مراقبہ فرماتے اور  
 حاضرین پر القارئین کرتے اسوقت حافظ قرآن پڑھا کرتے جو وقت کہ آفتاب بقدر نیزہ بلند ہو جاتا  
 تب نماز اشراق چار رکعت دو سلام سے ادا کرتے اور استخارہ یوسی و لیلی ہی پڑھتے بعد اذان صحبت قہر  
 ہوتی اسوقت حاضرین سے بات چیت ہی ہوا کرتی تھی۔ اور دعوات ماثورہ صبح ہی اسوقت پڑھی جایا  
 کرتی تھیں اسکے بعد خاص خاص خدام کو توجہ سے مشرف فرماتے و بنا رات مقامات ارجندہ دیتے  
 بعد اذان تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہوتے ہر روز موافق منزل تہجد پڑھتے بعد تلاوت قرآن شریف  
 دعا فرماتے توجہ دو تھانہ ہوتے اور مجلس امین ہو چکر تہجد وضو فرماتے اور آٹھ رکعت نماز صبحی پڑھتے  
 اور گاہ و یہ نماز باہر ادا کر کے گہر میں تشریف لیجاتے اور یہ نماز قریب دہر ادا کرتے بعد اذان طعام دل

فرماتے بعد تادل اوعیہ مانورہ پڑھ کر ماتہ دھوتے پھر قبلہ فرماتے پھر جو وقت وزن اذان دینا سبعت تمام  
 پچھنیسے اور تے اور استنجا وضو با صیقا تمام کر کے متوجہ مسجد ہوتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعد اذان  
 چار رکعت فی نماز زوال پڑھتے پھر سنت پڑھتے اوبیسویں سنتوں سے فراغت ہوتے مگر تکبیر کہتا اور نفس  
 انفس امامت کرتے البتہ ایام مرض میں اور کوہی امام کو دیتے اور اس نماز میں طویل مفصل پڑھتے اور کبھی غیر  
 طویل مفصل ہی پڑھتے اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر ایک مرتبہ اللھم انت السلام و منک  
 السلام تبارکت یا ذا الجلال والا کرام پڑھ کر بلا توقف اٹھ کھڑے ہوتے اور دو رکعت سنت پیشینہ  
 ظہر ادا کرتے بعد اذان آیۃ الکرسی پڑھتے پھر دو رکعت یا چار رکعت پڑھ کر دعائیں مصروف ہوتے  
 اور بحال خضوع و علمائے گتے اور پھر دعوات مانورہ پڑھتے بعد نماز ظہر یا درمیں فرماتے یا نماز بطول  
 قرأت ایسی پڑھتے کہ عصر کا وقت آجائے یا کبھی گھر میں یا کرسیوں کو اعطی نصیحت فرماتے یا مریدین  
 کو خط تحریر فرماتے پھر جو وقت موذن اذان عصر کہتا نماز کے واسطے تیاری کرتے اور طہارت فلح ہو کر  
 مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پھر چار رکعت سنت پڑھ کر فرض عصر پڑھتے بعد اذان  
 دعوات مانورہ سے خارج ہو کر درس کتب احادیث مثل مشکوٰۃ شریف و صحیح بخاری و سلم فرماتے یا مکتوبات شریف  
 کا درس فرماتے یا تلاوت قرآن شریف فرماتے اور مکتوبات کا درس اسپر موقوف نہ تھا بلکہ صبح و ظہر  
 کو بھی گاہ گاہ ہوتا تھا کہ اتنے میں شام ہو جاتی تھی اور حضرت سو مرتبہ استغفار پڑھتے اور پھر  
 وضو فرماتے کہ اتنے میں موذن اذان کہتا اور فرض مغرب پڑھتے اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار  
 پڑھ کر اللھم انت السلام الخ پڑھ کر فی الفور اٹھ کھڑے ہوتے اور دو رکعت سنت پڑھتے اور پھر  
 اوعیہ مانورہ پڑھتے بعد اذان چہرہ رکعت ادا میں پڑھتے اور ادا میں ٹکرا روافد کرتے پھر خارج قلم  
 مریدین کو توجہ کرتے چونکہ حضرت کے ہاں طالبان خدا کا کثرت سے ہجوم ہوتا تھا اس سبب ان کی وقت  
 اور نوبت مقرر نہ تھی اور حاجی محمد عاشور بخاری کہ جامع مکتوبات جلد ثالث میں اس خدمت سے ہر روز  
 کہ مریدین کو نوبت بہ نوبت توجہ کیا واسطے حاضر کرین اور بلا نوبت کوئی نہ آئے لیکن صاحبزادہ و علقا خاص  
 اس حکم سے مستثنیٰ تھے انکو جو وقت چاہتے بلا توسط حاجی محمد عاشور صاحب طلب کر لیتے اور اسی  
 طرح مجلسائے میں خود تو لگی توجہ کی نسبت ہی قاعدہ ہوتا اور وہاں بھی صاحبزادیاں و دیگر اقارب اس  
 دستور میں داخل نہ نہیں بعد نماز ادا میں جو وقت حضرت توجہ فرماتے تو جن لوگوں کی نوبت

مذہبِ حق وہ قدر سے فاصلہ پر ختم ہوا جگان پڑتے اور آخر ختم میں حضرت ہی شریک ہوا کرتے یا صرف غایت  
 ہی پر اکتفا فرماتے۔ اور ایسی وقت داخل طریق ہی کیا کرتے اس کے علاوہ سہ وقت داخل طریق کر لیتے  
 غرض کہ انہیں اشتغال میں وقت عشا ہو جاتا اور بعد عیوبت بیا من موذن آذان اور حضرت تہذیب و  
 کے اکثر چار رکعت اور گاہے دو رکعت پڑھ کر فرضوں کی نیت باندھتے اور اس میں غسل عصر کے احواط  
 مفصل پڑھتے اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللہ انت اسلام الخ پڑھتے پھر دو گانہ  
 سنت پڑھتے بعد سنت آیت الکرسی پڑھ کر چار سنت زایدہ پڑھتے بعد اذان تین و تر پڑھتے  
 غالباً اول رکعت میں سجدہ دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل سوا اللہ احد پڑھتے  
 مگر و تر کا یہ دستور تھا کہ ایک شب اول میں پڑھ لیا کرتے اور ایک شب تہجد کے وقت پڑھتے اور وتر  
 میں قنوت خفی کو شافعی سے جمع کرتے و تروں سے فارغ ہو کر تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے  
 قدوس کو تیسری دفع بلند پڑھتے اس کے آخر میں رب الملائکۃ والروح بصوت خفی پڑھتے بعد اذان  
 دو رکعت سمیٹ کر پڑھتے اول رکعت میں اذان لا الہ الا اللہ دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے پھر دعا  
 کہاں تضرع مانگتے اور بعد دعا متوجہ دولتانہ ہوتے راستہ میں اگر کوئی عرض سرور من کرتا اس کا  
 جواب موافق ذہن مخاطب دیتے دولتانہ میں ہونچکر سورہ الم سجدہ و تبارک الذی پڑھتے بعد اذان  
 طعام تناول فرماتے بیٹھتے اور بسم اللہ کہہ کر تہہ بڑھاتے اور جو ساتھ کہاں کہاں الہوتائش کی  
 طرف کہاں اگر کم ہوتا پڑھتے جایا کرتے اور جو خود تناول فرماتے وہی تابعین کو بھی دیتے اور  
 بہت سے صالحات جو توجہ و ذہن کو آتین ان کی ہمراہ عمدہ کہاں اجزات تمام کر دیتے تاکہ اپنی اپنے فائدہ  
 اور بچوں کے ساتھ بفرغت کہاں بعد فراغ طعام چند قدم ٹہلتے اور پھر بیٹھ کر کوئی بات چیت کرتے  
 اور مستورات کو توجہ فرماتے بعد اذان وضو کے چار رکعت قیام اللیل پڑھتے اور پھر استغفار  
 رتبیج و تہلیل و تکبیر میں مشغول ہوتے اور قریب نصف شب بچھونے پر آرام کو تشریف لاتے  
 اندر پہلو سے راست پر آرام فرماتے اور دعوات ماثورہ پڑھتے بچے سو جاتے حضرت سر محمد کو غسل  
 فرماتے اور کپڑا عمدہ پہنکر مسجد کلاہین تشریف لیجاتے حضرت کا غسل سمیت ہر وقت تھا اور دعا  
 نبی غالب اسی معذہ بنوایا کرتے نماز عید میں کو ہا ہر عید گاہ پر تشریف لیجاتے اور دعائے کمانے جالی میں  
 مخالف طریق فرماتے ایام رمضان میں تین قرآن شریف سنتی اور عشرہ اخیرہ میں حکمت کہتے

ماہ مبارک رمضان میں عبادت انصاف مضاعف کر دیا کرتے تھے اور روزہ میں کلام کم کیا کرتے تھے اور کمال احتیاط و ادب سے روز رکھتی اور ان ایام کی گرسنگی و تشنگی سے بہت خوش ہوتے تھے اور بشرط یقین روزہ جلد انظار کیا کرتے تھے البتہ روز ابو ذر غفاری میں تاخیر فرمایا کرتے اور ہمیشہ اہل شہر خاص و عام کی دعوت انظار کیا کرتے خدام و خلعین کو کمال تاکید استقامت شریعت و محبت شیخ کی فرماتے اہل و عورت الوجود کی تقلید سے منع فرماتے شیخ محمد الدین ابن العربی کو بزرگ جلتے اور ان کی خطا و کشفی کو معذور رکھتے اور غلطیات شیخ کی توجہ و تاویل فرماتے اور کسی سامان کی غیبت نفرماتے اور طالبان خدا کی نہایت خاطر کرتے اور حقیقت دہ مراتب ولایت عظمیٰ شریف ہوتے خلافت و قطبیت عطا فرما کر رخصت کرتے طرق صوفیہ میں طریقہ نقشبندیہ کو اکمل و افضل جانتے اگرچہ طریقہ حشیشہ و قادریہ میں بھی مرید کرتے تھے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعہ کاکا پڑھنا جایز رکھتے دعوات خاصہ میں تشریف لیجاتے اور دعوت عام میں نہ جاتے شادی یا عرس میں اگر عیت نہ ہوتی تو تشریف لیجا یا کرتے اور خود بھی سال میں دو عرس کیا کرتے ایک عرس حضرت پیغمبر خدا صلعم دوسرا حضرت مجدد الف ثانی کا ان عرسوں میں حفاظ قرآن پڑھتے اور قسم قسم کا طعام پوری و سیوہ ادا میوں کو تقسیم ہوا کرتے ایام بیض کے روزہ متصل رکھا کرتے عشرہ ذی حج کو سوار روز عید و ایام تشریق روزہ رکھتے یوم عاشورہ کا دو ایک روزہ پہلے سی روزہ رکھتے اور کہی تمام عشرہ کاروزہ رکھتے یتیم کے کنوئے سے پانی نہ پیتے تھے حضرت خازن الرحمۃ کا نہایت ادب کرتے چنانچہ ایام گرامین جب حضرت کو ٹہنی پر تلاوت قرآن کیا کرتے رونام کے وقت حضرت خازن الرحمۃ بالکل میں سوار ایک تیر کے فاصلہ سے اپنے محلہ کو تشریف لیجاتے کہ نہ رتے تو حضرت باوجود اس قدر بعد کے جبوقت ان کی بالائی پر نظر پڑتی اوٹھ کھڑے ہوتے اور چشمک نظروں سے نہ غائب ہوتے کھڑے رہتے ایک مرتبہ کسی خادم کے عرض ہی کی کہ حضرت وہ نور دور سوتے ہیں اگر نہ کیستے تھے نہیں آپ کیوں کھڑے ہوتے ہیں فرمایا کہ ان کو دکھانا مقصود نہیں ہے آپ کے مکان میں ایک بیری کا درخت کھڑا تھا اس کے سر پہلے جب تک خازن الرحمۃ کو بیٹھے خود نہ تادل فرمایا کرتے حضرت کو مرض و حج مفاصل اکثر رہا کرتا تھا اور اس قدر اس کی شدت ہوتی کہ ہر چند ساجد کیا کچھ فایہ نہ کیا بلکہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اب دو افایہ نہ کر کی جھٹلاتے تھے اوسے شرمیلی کر دیا ہے اور میری مرض

محض انک  
میں سے کسی کو نہ

ہے غریب یہاں کے گج ہے اور فرمایا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے کہ حاملہ شدہ اب اتنا کو پہنچ گیا ہے گویا کہ جو آنش سے مقصود تھا۔ وہ حاصل ہو گیا ہے اب کچھ غنا رکھ لیا کہ چاہو میان آریا دنیا میں رہو فرمایا کہ میں نے تمہارے پروردگار اختیار کیا اس بات سے تمام آدمی نہایت پریشان ہو کر ان بعد حضرت ابانہ کے خانہ جملہ صاحبزادوں پر تقسیم کیا حضرت کو جب روزِ انہایت ہوا اور رنگِ نیشِ فرنگی ڈاکٹر کو علاج کیواسطے بھیجا چند مدت اس نے علاج کیا اور زخم کو شکاف ہی دیا دوا بھی لگائی لیکن کچھ فائدہ نہوا تب حضرت محمد علیہ امداء المعروف بہ مروج الشریعت حضرت کے فرزند ثالث نے انگریزی ڈاکٹر کو علاج سے منع کر دیا چنانچہ یہ امر عنایت نہایت رضامندی حضرت کا ہوا لکھا ہے کہ جو وقت ڈاکٹر نے شکاف وغیرہ کیا اور مفرغ سے گوشت وغیرہ کاٹا آپ کی پیشانی پر سرسویں نہوتین اور مقامات معصومہ میں لکھا ہے کہ قرآن شریف پڑھنے لگئے دسویں محرم ۱۰۷۸ کو حضرت تمام وضع شریف کو بلا کر وصیت کی کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہا ہے اور اب یہی کہتا ہوں کہ قرآن و حدیث و جلال و اقبال مجتہدین پر عمل کرنا اور فقرا اخلاف شرع سے پرہیز کرنا اور جو سرسویں مخالف شریعت کرے اسکو نہ قبول کرنا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلماتِ نثر قیومت و طینت و اصالت کے معتقد رہنا دوسرے روز حضرت اپنے اجدادِ نسل حضرت مخدوم و حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرار پر تشریف لگئے فرمایا کہ ان دونوں حضرت مجدد الف ثانی بہت ظاہر ہوتے ہیں اور گویا جھکو طلب کرتے ہیں ان ایام میں حضرت نے اپنی قرب جوار کے بزرگواروں کو رقعہ متغصن استدعا و سلامتی خاتمہ بھیجا چنانچہ ایک قعدہ کو صاحب مقامات معصومہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر رحم کی زبانی اس طرح نقل کیا ہے کہ فقیر محمد معصوم از دنیا میر و دربارید کہ بدعائی خیریت خاتمہ محمد و معادن باشند چنانچہ سید مرزا نامی ایک بزرگ نے اس کے جواب میں یہ دو شعر کہے تھے ۵ در پیر زین میر و میر کہ اسے زن درو عا یا مادم آرد یقین سیدان کہ شیران شکار ۶ درین راہ خواستند از میر بار ۷ آخر اہ صفر میں جب حضرت مجدد الف ثانی کا عرس ہوا تو حضرت نے عین ہنگامہ میں فرمایا کہ بے اختیار یہی دل چاہتا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں عین ہی حضرت رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس دعا کو قبول فرما دے بعد عرس حضرت مجدد الف ثانی حضرت پر غلبہ میں شروع ہوا لیکن حضرت کے اوقات و اوراد میں مطلق فرق نہ ہوتا تھا جسے کہ انہوں نے تاریخ ربیع الاول کو کہ اس کے اگلے دن آپ کا انتقال ہوا کچھ کاون تھا حضرت جمعہ کی نماز کو مسجد میں تشریف



لاؤ اور بعد نماز فرمایا کہ امید نہیں کہ کل اس وقت دنیا میں ہوں اور سب کو پسند و نفع پہنچ فرا کر قیامت خانہ میں تشریف لینگے شام کی وقت نہایت زلزلہ آیا اور قریب غروب آفتاب کوئی شخص نہ کرنا تھا کہ اس آدمیوں ہستار ہو جاؤ کہ وقت کا انتقال ہوتا ہے جسکو دیکھنا ہو دیکھو و ہم کو حضرت نماز بکمال تعدیل ارکان ادا کی نماز کے بعد مراقبہ معمولہ کر کے نماز اشراق پڑھی پھر آپ پر سکرات موت شروع ہوئی لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی زبان جلد جلد چلتی تھی صاحبزادوں میں سے ایک نے کان لگا کر سننا شروع ہوا کہ آپ سورۃ یسین شریف پڑھتے ہیں غرض کہ دوپہر کے وقت شبینہ کو بتا دیں ۹ بیچ الامل مشنہ لکھو جان بجانان تسلیم کی انا لہ وانا الیہ راجعون ۴

## مقام پندرہواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحییٰ کے حالات میں

سب سے چھوٹے فرزند حضرت مجدد الف ثانی کے حضرت شاہ محمد یحییٰ ہیں انکی ولادت باسعادت سن ۹۸۰ میں ہوئی اور وفات سن ۱۰۳۰ میں انکی تولد سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کو اہام ہوئے انا بشر کلام ہم یحییٰ اور اسی رعایت سے ان کا نام محمد یحییٰ رکھا اور شاہ کے لقب ملقب ہو کر وہ چھ بیٹوں میں سے ایک روز حضرت شاہ اسکندر میرہ شاہ کمال کتبیلی حضرت مجدد الف ثانی کے پاس آئے اور فرمایا کہ میان شیخ احمد ایک پانیسا ہکو دو کہ ہماری طرح دلدادہ و یار نہ ہو حضرت فی الف و حضرت محمد یحییٰ طلب کر کے حوالہ کیا حضرت شاہ اسکندر نے ان کو گود میں بیٹھا کر اپنے نسبت خاصہ عنایت فرمائے حضرت شاہ اسکندر نے حضرت مجدد الف ثانی سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ ہمارا ہے اور آج سے اسی شاہ کہا کرنا چنانچہ اس روز سے ان کو شاہ محمد یحییٰ کہتے ہیں جب وہ مجلس موقوف ہو گئی حضرت فرمانے لگے سبحان اللہ و بحمدہ کہ صغیر سنی میں محمد یحییٰ مقبول اولیاء اللہ ہوا حضرت کو ان کے حال پر کمال شفقت تھی بعض مقامات اور کمالات کی بشارت دی اور ان کے علاوہ مستعدی کی تعریف فرمایا کرتے تھے حضرت اجیر میں تھے کہ آپ دیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ میرا ارادہ تھا کہ محمد یحییٰ بھی مثل اپنے بھائیوں کے اس نسبت سے بہرہ ور ہوتا مگر وہ ابھی کم سن ہے اور میری اہل فریب

ایس سال کی عمر میں تمام علوم عقلی و نقلی اپنے بار و ران خواجہ محمد رفیع محمد رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کئے  
بعد فرائع تحصیل علم ظاہری اخذ طریقہ حضرت شیخ محمد سعید صاحب کیا اور تمام حضرت  
عروۃ الوثقی سے حضرت عروۃ الوثقی ان پر کمال بہرانی فرمایا کرتے اور شہادت حصول مقامات  
میشمرہ مجدد الف ثانی اور بعض دیگر مقامات فرماتے دو مرتبہ حرمین شریفین تشریف لگئے اور حجاب  
رسالت مآب صلعم سے انواع عنایت بیشادہ کون حضرت شاہ کمال متق سنت و صاحب مقامات  
وزیب بخش سند ارشاد تھے شاہ اورنگ زیب ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور بہت سے  
دیہات ان کی نیاز کئے۔ رہنما لا تو اخذنا ان نسینا او اخطانا سبحان ربک رب العزۃ تعالیٰ صفو  
وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین  
ۛ تمت تمام شد ۛ

ستیم

چونکہ اس کتاب میں اول مرتبہ چند جا غلطیاں و بعض ضروری حال رہ گئے تھے اس باعث سے طبع ثنائے پر اسکی نظر ثانی ضرور ہوئی چنانچہ چند مدت سے پیش بابرک درپیش رہا بارے الحمد للہ کہ آج تا پہنچہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۸ ہجری بمقام شہ شریف اس سے بھٹہ ثنائے فراغت پائی مگر آج اس امر کو یاد کرتے نہایت افسوس و ملال ہوا ہے کہ اول دفعہ میں حضرت مرشدنا و مولینا قطب جہان غوث دوران و افق علوم علی و غنی حضرت مولینا غلام نبی صاحب مجددی مہی سو جو دہتے اور اسی وقت ان کے وصال کو جو کہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۸ ہجری واقع ہوا ہے چھ سال اور چھ مہینہ اور آٹھ روز گزر چکے ہیں انا لہ وانا الیہ راجعون حضرت کی پیدائش ۱۳۳۸ ہجری میں جہلم شہ فریفت ہوئی ۲۱ سال کی عمر تک آپے تحصیل علم ظاہری پشاور وغیرہ جا کر کیا بعد ازاں آپ واپس تشریف لائے سات آٹھ برس درس تدیس ظاہری میں مشغول رہے اوس کے بعد آپ نجد مت جامع الکمالات منبع الفیوض امام الطریقۃ بدو اللعۃ صاحب دوام المحصوری حضرت غلام محی الدین قصوری رحم سے مشرف سمیت تھے اور سات سال تک کسب کمالات باطنی کئے بعد ازاں ۲۶ سال تک مشغول درس ظاہری و ارشاد باطنی رہے اس مدت میں بنو رمانے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی قرآن پیکار کے ایسے شخص میں جنہوں نے آپ کی خدمت میں تمام وکمال نسبت مجددیہ حاصل کی ہے بمجلد ازاں سب اعلیٰ و اعلیٰ وارث ظاہری باطنی حضرت کی صاحبزادی جامع الکمالات مجددیہ و عادی مقامات احمدیہ مقبول الصمد حضرت مولینا حافظ دوست محمد صاحب بن صاحبزادہ عالیقدر و الا نشان کعبہ حفظ کلام اللہ علم ظاہری حضرت کے خلیفہ اعظم مولوی محمد القدوایا صاحبے اور چند کتب جناب حضرت صاحب علیہ الرحمۃ سے پڑھی ہیں بعد تحصیل علم ظاہری آغلطہ لایعزایا اور کسب نسبت شروع کی ان کے احوال باطنی مسکن حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ حالت فقیر کی کسی منتسب میں نہیں پائی جاتی اور بعض اپنے اہل رانے سے یہ بھی فرمایا کہ میں مترود ہوا کہ دیکھتے نسبت فامہ فقیر کی جانب منتقل ہوتی ہے مگر الحمد للہ کہ بنو رمانے دوست محمد کی جانب مائل ہے اور فی الواقع بعد انتقال حضرت علیہ الرحمۃ اس بشارت کے

اثر پاک جاتے ہیں کہ لاشعری اہل الفراست حضرت صاحبزادہ کو بعد اتفاق حصول جمع مقامات مجزیہ متاخرات مقام  
 بمقام سرمد مسجد کلاہن بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی ۱۰۹۹ھ بابائے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ عطا فرمایا بعد انتقال اپنے  
 والد علیہ الرحمۃ صاحبزادہ صاحب بیہوش سدا رشاد میں داخل ہوا بن معلقہ مراقبہ طالبان خدا پر اتفاق فی حق  
 بعقلہ نقالی و برکت پیران کیا معاملہ و فرو ہے تسلیک جمع مقامات مجزیہ مکان رہا کرانی میں اور انکو بخوبی پہچان  
 و امتیاز ہوتی جو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ باین فیض رسانی سلامت باکرامت رکھو آمین یا رب العالمین غلام میں حضرت کی سب سے  
 قدیم مولیٰ غلام مرتضیٰ صاحب کن بیر بل متصل شاہ پور میں مولیٰ ممدوح ایک سوز مجاہد سے فرماتے تھے  
 کہ ایک روز دوپہر کے وقت حسن اتفاق سے ہمارے بیان مسجد میں جناب حضرت قبلہ گاہ کا گزر ہوا۔ اس وقت  
 گو میری عمر تھیں آٹھ ہی سال کی تھی مگر سجد و زیارت کے دل کو ایک مناسبت و تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ اور  
 اسی مناسبت و انتخاب کی وجہ سے تیرہ برس کی عمر میں اپنے والد کے انتقال کے بعد کہ سوز حضرت  
 مرشدنا علیہ الرحمۃ کو داخل طریق ہوئے چند ماہ گزرے تھے کہ بارادہ حصول علم ظاہری لہ شریف میں  
 حاضر ہوئے مولیٰ جناب حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں پانچ برس رہے اور اس مدت میں جمع  
 علوم معقول و منقول بکوشش تمام پڑھے ایام طالب علمی میں انکو اس قدر شوق پڑھنے کا تھا کہ رات و  
 دن مطالعہ کتب میں مشغول رہتے جو وقت جناب حضرت صاحب علیہ الرحمۃ تہجد کے وقت تشریف  
 لاتے اور ان کے پڑھنے کے واسطے مطالعہ کتب کرتے اس وقت نہوڑی دیر کے واسطے سو رہتے۔  
 بعد حصول علم ظاہری مولیٰ اپنے مکان پر چلے گئے ان کو پڑھنے کا نہایت شوق تھا لیکن طالب علم  
 میسر نہ ہونے تھے ایک مرتبہ اس امر کی شکایت جناب حضرت صاحب کی آپ نے پانچ سات طالب علم تبرکاً  
 حوائے کئے بعد ازاں اس قدر مجتہد طلباء ہوا کہ قیام کو جگہ نہ ملتی تھی مولانا ممدوح حضرت صاحب قصور  
 والو کی داخل طریق ہوئے تھے کیونکہ جناب حضرت صاحب قبلہ کا قاعدہ تھا کہ براہ ادب خود داخل  
 طریق نہ کرتے تھے بلکہ بڑے حضرت کے پاس بمقام تصور بیحد یا کرتے تھے حتیٰ کہ تا قیام حضرت  
 صاحبزادہ صاحب قبلہ قسوری ہی قاعدہ جاری تھا کہ جہاں تک ممکن ہوتا داخل طریق قصور میں  
 کرتے اور خود تو جہہ فرمایا کرتے غرض کہ بعد حصول علم ظاہری مولیٰ ممدوح کا یہ دستور اگر چند  
 لہ شریف میں حاضر ہوتے اور ہندو روز تک اس جگہ قیام رکھ کر کسب نسبت کرتے اور حضرت ادب پر  
 بوجہ شفقت و مناسبت استاد و شاگردی نہایت عنایت فرماتے اور ان کے واسطے ایک

ایک خاص وقت فرمایا کہ تاج توحید قویہ کو کام فرماتے حتیٰ کہ چند سال کے بعد جمع مقامات پر یکوشش و تقید تمام توجہ فکر دستار خلافت عطا فرمائی۔ تہذیب اخلاق و قبل و از و امین مولانا بے نظیر مین فرما باطنی خوب رکھتے ہیں حضرت ان کو مثل اپنے فرزند کے جانتے تھے اور کہاں شفقت کہ دوسری اوس میں ہمسری کم رکھتے ہیں پیش آتے مگر باپ کی شفقت پر دوش طالی ہی ان کی ایسی مہربانی ہے کہ دوسرے کی تاب و تحمل اوس کی نہ تھی دلہذا جامع النورین و مجمع البحرین اللہ تعالیٰ ہمیشہ سدا رکھے کہ ادن کا وجود نہایت تعینت ہے مولوی غلام حسن صاحب ساکن جٹنڈیان متصل شریف جامع ظاہر و باطن میں ابتداء سے اخیر تک جمیع کتب مقبول و منقول جناب حضرت صاحب علیہ الرحمۃ سے پڑھے ہیں و نسبت مجددیہ تمام و کمال جناب حضرت صاحب نہایت چال کی سبب نہایت اصحاب خواص و راز دار تھے ان کی افضلیت ان سے معلوم کرنا چاہئے کہ ایک مرتبہ حضرت کو اپنی حیات میں کچھ تردد تھا تو آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر انکو مجھ سے مخالفت چل کر بیک اتفاق نہ ہو تو مولوی غلام حسن و نڈیان والوں سے حال کرنا فہم۔

مولانا محمد اللہ جوایا صاحب ساکن جوہریان ضلع شاہ پور میں علم ظاہری میں اگر انکو مجھ سے ہم و مقام کہا جاوے تو بیجا نہیں واس تدریس میں ایسی قوت قویہ رکھتے کہ ان کے شاگرد دوسرے استاد کو گودہ سجائے خود کیسا ہی علامہ کیون نہ ہو پسند نہیں کرتے اور اس خوبی و فصاحت و مفہات کتاب بیان کرتے ہیں کہ طالب کے دہن میں کنکش الحجب ہو جاتا ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کے استاد ہیں سلوک مجددیہ بہ تقید تمام جناب حضرت صاحب قبلہ سے حاصل کیا ہے اور اس قدر تفصیل سے مقامات سے کہ دوسرے کو نصیب نہ ہوئی ہو حسن اخلاق و آداب و طریقت میں ان کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ظلم عظیم ہے جناب حضرت صاحب قبلہ کے محرم اسرار ہیں حضرت کی مرضی میں جب قدر ان کو فنا تھی اوس مقصد اور کو معلوم نہیں۔ کہ ہر حقائق و دقائق صوفیہ سے بدرجہ غایت واقف ہے و عطا ایسا پزیرنا اثر و طبع کہ سامعین جو ہو جاتے ہیں بزرگ وطن کر کے منہ اہل اہل و عیال اللہ شریف میں بوداں اختیار کی اور نہایت خاک بے وجود ہو کر خدمتگذاری میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ سلامت دے کہ نہایت عزیز الوجود و منعمات سے ہیں شیخ جمال الدین جٹنڈیوال ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں پہلے کسی اور بزرگ کے بیعت تھے بعدہ اس جگہ و محل طریق ہوئے جمیع مقامات مجددیہ چال

کئے ادب طریقت جو ان سے ظاہر ہوئے ہیں دوسرے نہیں نہایت نوری نسبت ہیں مولوی ابراہیم صاحب ساکن موضعہ سیٹل ضلع گجرات موقوف و موقوف ہیں۔ سلوک مجدیہ تمام و کمال اختیار حضرت صاحب قبلہ سے حاصل کیا ہے ایام سلوک میں ایک روز واقعہ میں دیکھا کہ گویا حضرت خواجہ نقشبند شریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو خلیفہ ماستی۔ نسبت رنگیں و بکین رکھتے ہیں۔ اور کہ مریدین کو دوسرے حلقہ میں کیفیت نہیں آتی ان مسترشد نہایت مہذب و مہذب تھے ہیں۔

مولوی احمد الدین صاحب ساکن بنین ضلع گجرات عالم علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ جمیع مقامات مجدیہ طے کئے ہیں عجب تہذیب اخلاق کے آدمی ہیں۔ نہایت لوگوں و ممانعت سے بسر کرتے ہیں اور کمال پابند شریعت و طریقت میں جناب حضرت صاحب قبلہ کو ان میں نہایت خصوصیت مولوی امام الدین صاحب ساکن رتہ ضلع جہلم علوم عقول و عقول کے جامع ہیں جمیع مقامات مجدیہ طے کئے ہیں۔ و غطین نہایت تاثیر ہے اور خوب مدانی سے کہتے ہیں ان کے سوا بہت سے حضرت کے خلفا ہیں۔ کہ جن کا حال بالشریح اس جگہ لکھنا غالی از کلمہ نہیں ہے بفضلہ اشاہدہ تعالیٰ فی مقام آخر ان وفقی اللہ تعالیٰ۔ علاوہ ازیں آپ کے بہت سے خلائق کا کہ صاحب مقامات علیہ کشف کرامات تھے انتقال ہو گیا اور نہ یہ رسالہ اوس کا موصوع ہے پیر نظام شاہ ساکن بہرہ ضلع شہابہ ہیں حضرت کے شاگردان خاص و خادمان باہتمام سے ہیں علوم عقلیہ و نقلیہ کو جناب حضرت صاحب قبلہ سے بکوشش تمام پڑا ہے فقارت میں خوب و سنگاہ رکھتے ہیں سالہا سال حضرت کے ساتھ سفر و حضر میں رہے ہیں تا کہ کمالات نبوت حاصل کیلئے نہایت مخصوصان بارگاہ سے ہیں اور نہایت خیر خواہ اس خلائق کے ہیں شریعت کا بدرجہ غایت لحاظ و ادب رکھتے ہیں اور ادنیٰ اہمال شریعت کو گوار نہیں کرتے اللہ تعالیٰ خوش رہے کہ عجب آدمی ہیں میان بھولہ صاحب ساکن ضلع گجرات ترک علایق کر کے حاضری علیہ اختیار کی اور ہمہ تن شب و روز مشغول حضرت میں خدمتگزاری میں مصروف رہے حضرت صاحب قبلہ کے مخلصان خاص میں ہیں اور جمیع اسباب خانہ داری ہی ان کے سپردی بارگاہ عالی میں ہمیشہ ساتھ مشغول رہتے ہیں اولن کا تقسیم طعام بھی ان کے سپردی اب بھی جناب حضرت صاحب خاں صاحب کے وقت میں مثل سابق کے ذیل کار میں تا بحقیقت الحقائق حاصل کیا بارک اللہ فیما اعطایہم جملہ مشغورین زمرہ ہم حیرت سیدہ المسلمین و خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ و اولیاءہ اجمعین۔

علاوہ کتب مذکورہ ذیل کے جملہ اقسام کتب کتابت کے ہوائی و گرد و ہلال واقعہ دہلی حیدر علی خان قیامت نقد پر تصنیف و تالیف مسکتی ہیں

نے فرمے ہیں واقعی دریا بہرہ شامستر کوڑے میں بند کیا ہے  
کوئی معاملہ منتقل دہرہ ایسا نہیں ہے اس خلاصہ سے معذرت  
انفارم کے باہر ہو قیمت

گلستان ناگری مترجمہ بیست مہر چاند صاحب غنظی باب  
معاورہ اور نثر کچھ نثر اور نظم کی جگہ نظم کے ترجمہ کرنے میں  
وہ کوشش بلیغ فرمائی ہے جس کے علم شائقین حقدار نثر اور  
قدردانی کریں وہ تہوڑی ہے اس انڈیشن میں بعض اظہار  
محمدی ترجمہ اور واسطے آسانی امتحان ترجمہ ایک کالم میں اصل  
مضمون فارسی اور دوسرے کالم میں ترجمہ خط و نثر کی کہا  
گیا ہے اس کتاب کی کیا بی اور ضرورت سے علم لوگ  
ہیں کیونکہ اور محدثوں کی تعلیم کے لئے باسٹناں باب  
قیمت ۱۲

شرح سبجہ معلقہ جس کو سید ابوالحسن جلیب لکنوی نے  
واسطے قایمہ امیدواران امتحان پتویرلی پنجاب لکھتے ہیں  
یہ شرح جن درجہ کی ہے اور شروح مقابلہ کرنے پر اس کی  
عدگی معلوم ہوگی قیمت ایک روپیہ چار آنہ  
خلاصہ الرمل - یہ رسالہ نہایت ہی پورا اور عمدہ نسخہ  
سے ترجمہ کیا گیا جس میں احوال اور عمل اور طریق دریافت عمل  
کو اس عمدگی سے بیان کیا ہے - جیسا کہ ہو سکتا ہے  
کتب اردو و دنیا و فحیرہ

نیشن بنگالی - مصنفہ نشی منال صاحبہ دہلی ڈپٹی کمشنر  
پنشن یافتہ جوہان جوگ ابھیاس - کرم - کانڈ - لیان -  
پاسنامی باب جس کا دل چاہے اس سے سیری حاصل  
کے قیمت ۳

صحت لیلا - اردو یہ ان لیاؤن اور ہت سنگتوں کی بگٹی  
سے پرین جو وقتاً فوقتاً بگتوں نے اپنی بگٹی سے تلیج حاصل  
کر چکے ہیں ان کی رفع تکلیف کے لئے علامین ظاہر ہوئی ہیں  
اور وہ وہ ہستہ صریح میں جو شایان وقت گئے ہیں  
قیمت ۱

تذکرۃ الفقرا - اسمین ہفت گروہ اور چودہ خاوندہ ہیں اور  
جو گروہ ان سے ہیں سلسلہ وار مع سند و وفات اور حاشی  
زار اور ہر ایک بزرگ کی نہایت تشریح سے لکھے گئے ہیں -

معہ ہفت رقعہ حضرت خواجہ عین الدین چشتی اجیری قیمت ۳  
مجموعہ تصوف - اس فیروز میں پانچ رسالہ ہیں اول رسالہ  
میں اصطلاحات صوفیہ صریح ہیں دوسرے نکات فقرا میں اور  
تیسرا ادب فقرا میں اور چوتھا سوالات ہاشمی میں پانچواں بیان  
انفاس میں ہے قیمت ۲

سلسلہ فخریہ حضرت مولانا فخر الدین کے پانچ سلسلوں کا بیان  
ہیئے قادریہ - نقشبندیہ - سہروردیہ فخریہ چشتیہ وغیرہ  
جمال العارفین - شرح رسالت حق نامہ قیمت ۱

مرقات - یہ ترجمہ مصلح کبیران اردو بہرہ حصہ جو مجموعہ  
سائل ضروریہ اور اعمال عجوبہ کا ہے - قیمت ۹

نقش آسمانی - اسمین قرآن مجید کی صورتوں کے خواص اور دعا  
خوان کے طریقہ اور بیان حروف تعجبی اور نو نوام و کیفیت  
سیارگان اور ترکیب ماطر اور ہر مرض کے تعویذ و بیج  
ہیں قیمت ۲

کتب طب (تکلمہ بیدک - یہ کتاب بیدک کی معبر کتابوں  
ترتیب دی گئی ہے - اور دیگر نسخہ جات مولف سے پر ہے  
قیمت ۲

کلید حکمت - یہ رسالہ نفع جو معلومات بیدک اور یونانی  
سے ترتیب دیا گیا ہے اور دوسرے طریقوں سے ترکیب تفسیر  
و کمائی گئی ہے قیمت ۲

قربا دین سلطانی اس میں حکیم مجید صاحب کے وہ نسخہ درج ہیں  
جو اپنے قلم کے شہر اور کچھ لے تجویز کے لئے مولفہ شہزادہ  
اصغر صاحب قیمت ۲

رسالہ کوثر بازی - یہ کھیل میں اسمین کیوتوں کا دائرہ ہائی  
وہیے کا طریق ادا کے اراض کا علاج اور طریق کھیل وچ  
سے مصنفہ مرزا اصغر صاحب ۳



علاوہ انکے مندرجہ ذیل کے حصہ اول میں کتب کچھ نہ رہیں اور اگر ہلال افق دلی میں یہ کتاب قریب پانچ سو روپے کی ہو سکتی ہیں

رسالہ کشف اس کے دو حصہ ہیں ان رسالوں میں جو جو تراکیب عمل و تیاری نجات لکھی ہیں وہ نہایت تجربہ و تحقیق کے ساتھ درج ہیں۔ ہر ایک کیفیت لائحہ اور عمل سے بخوبی واضح ہوگی اس کے اول حصہ میں جدید اقسام کے گلے کرٹیکایان سے اور دوسرے میں تیاری بیڑی اور ادویات اور سامان

گلے قیمت ۳۰۰  
نقشہ مقامات تبرک۔ جس کے متن میں پورا نقشہ کلمہ شریف کا ہے اور اگر اس کے نقشہ جات مقامات تبرک مثل مدینہ منورہ بیت المقدس جنت المآویٰ نجف اشرف حفت البقیہ طائف شریف۔ کہہ لے سے علیٰ حجر اسود میرزا علی باکشی القریل اور محمد اولیٰ شہزادہ علی محمد علی قلی۔ پنج ترول قرآن و نفہ مسجد دہلی طیبہ۔ مقامات ولایت۔ اور مقام اسلام مسکن فاطمہ مسجد جن شہداء احمد جلال احمد مسجد تین مسجد قوت الاسلام مسجد قبا خانہ شہادت و شان شریف ان سب مقامات کے نقشہ اس نفی سے بنائے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں قیمت ۵۰  
ناول مرقدہ روم ۳۰ ناول ناوک الفت ۲۰

رسالہ فوٹو گراف ۲۰  
تفسیر موضع القرآن جواہر الایقان سعادت الکونین ۱۳  
تفسیر الاحباب کشت زار تفسیر المشرح مولود لطیف ۱۳  
گلستان خواجہ فیض سوانح عمری خواجہ عین الدین چشتی ۲۰  
سفرنامہ مولوی شبلی صاحب نالہ محزون کلمات طیبات ۱۲

مہجرات مسیح رسالہ حق صفت میرزا بدر رسالہ مع بدر الدجی ۱۲  
سفرات بکری کلیات حیرت بھول بہلیان اوار النجوم ۲۰

مقام الحشر  
مجموعہ شارق النجوم  
تسہیل السلاج  
مجموعہ دنگلی  
نیر اعظم طب  
نیر اعظم نجوم

نالہ دلشن یعنی واسوخت حاصی  
توحات اسلام  
موطا امام مالک اردو  
حیات طیبہ  
منہب امامت

قرادین ویدک۔ اول ددم سوم جبکوہ  
اول ددم کی کلید کنا چلیے۔  
اکبر العیان جو بچوں کے علاج میں لاجواب کتاب ہے۔  
سوم حصہ چہارم حصہ

اذکار محمدی ۳

رقبات عنایت علی ۸

ریاض لطافت ۱۲

عقاید الاسلام ۱۷

چنبورہ مترجم پر فہم کلان ۱۰

کوکب درسی ۱۲

یادگار صغیر ۸

شرح باقوت رانی ۱۰

فکرۃ المشاہدین ۱۲

تذکرۃ الموتی ۲

جامع الحنات ۱۳ ار دیوان حضرت علی مرتضیٰ ۵  
تاریخ مکہ ۳۰ اشرف اللغات ۱۲